اعلام یہ کتاب خاص مذہب شیعہ کی ہے اہل سنت

خلاصہ جلد ہفتم ذوالعقار حیدریہ

# کنز مکتوم فی حل عقد اُمّ کلثومؑ

از شحات قلم افادت شیم جناب محقق مدقق

سرکار حذاقت مدار مولوی حکیم سید علی [illegible]

علامۃ الزمن جناب مولوی سید حسن زاد افاضاتہ

رئیس بھجوہ بازار بندی ضلع سارن


مطبوعہ مطبع سبطان مرتضوی

واقع لکھنؤ کٹرہ ابوتراب خان ۱۳۱۰ھ

عرض مصنف دارد ہے کہ علماء موصوفین خصوصاً سادات آں سادہ عجالہ کو من اول الی آخرہ مع جا
جملہ مطالب متعلق اصل تحقیق حضرت ام کلثوم میں نہ کوئی امر زاید از مطلب ہے نہ خارج از بحث جہاں تک ہو سکے اسکی اشاعت
میں کوشاں ہوں گے ناصور قلوب مومنین کے لئے مرہم اعجاز ہے والسلام۔

## فہرست مطالب کنز مکتوم فی حل عقد ام کلثوم علیہا السلام


| | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|
| اقرار علمائے شیعہ از عقد اور | ۷ | حقیقت مذہب شیعہ | ۱۰ | معجزات شیعہ و مفید طبیعہ | ۱۲ |
| کلثوم ہونا | | باقرار اہلسنت | | از تسلیم وقوع عقد مع جواب | |
| آخرین سخن | ۲۰ | بحث نکاح دختران | ۳۰ | لزوم مساوات در صورت تسلیم | ۳۳ |
| جواب تسلی | | رسول | | عقد بر اہلسنت متعلق صحابہ و جابر | |
| صورت | ۵۳ | طبقہ اولی کتابات اہلسنت | ۵۴ | تاویلات اہلسنت بجنبات | ۶۴ |
| | | متعلقہ قصہ کے فرطاس و | | جواب روایت جنیہ | |
| | | اخراج الفاظ از صحیح بخاری و مسلم | | | |
| شبہ بارہ | ۶۹ | طبقہ الفاظ دیگر مہاجرین | | مقالہ اولے | ۷۹ |
| ام حسین | | قصہ عبداللہ خواہر ہارون | | بر بنیاد اشتباہ رواۃ اصل تحقیق | |
| اسماء | ۸۷ | دلائل اشتباہ و اغلاط | ۹۹ | دلیل ۳ متعلق مہر | ۱۰۴ |
| | | رواۃ اول متعلق صحیحین | | | |
| | ۱۰۷ | دلیل ششم متعلق اسماء | ۱۰۹ | | |
| | | قاذر بدوالطلاق فات | | | |
| | | حضرت ام کلثوم علیہا السلام | | | |
| | ۱۲۶ | نظائر اشتباہ رواۃ | | | |
| | | ابوحنیفہ | | | |
| | | انصہ | | | |
| | | رضائے حقہ | | | |
| | | | | | |

| | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|
| دلیل دوم | ۱۱۳ | خلاف حضرت ام کلثوم | | معاندات خارجیہ | ۱۱۸ |
| | | در معرکہ کربلا | | عدم وقوع عقد قصہ | |
| | | | | مخبرہ | |
| | ۱۲۷ | صدیقہ نام عمر و ابوبکر | ۱۳۰ | قائلین از سنہ زنا ام کلثوم | ۱۴۰ |
| | | و شیر بخوارگی شیخین | | و اصول اہلسنت شہادہ رواۃ ایضاً | |
| | ۱۴۹ | اخبار اہلسنت متعلق | ۱۴۸ | دلیل اول وضعیت | ۱۴۹ |
| | | اہلبیت و صلات و | | روایت عقد ام کلثوم | |
| | | اغراض وضع روایت | | ذکر بخاری و مسلم | |

هذا كتاب ينطق بالحق انا نستنسخ ما كنتم تعملون

الحمد لله الملك الوهاب الذي وفقنا في ايام سعادت انتساب كتاب مستطاب عديم النظير
والاجواب متعلق بمبحث عقد حضرت ام كلثوم وختر جناب ولايت مآب صلوات الله وسلامه
عليهما افخاما لاعداء العترة الاطياب وارغاما لانوف المعترضين عن جادة الصواب الموسوم

بالكنز المكتوم في حل عقد ام كلثوم

من مصنفات غرة محاسن الايام عمدة الافاضل الكرام النحرير المدقق الخبير المحقق حائز المقامات
الفائز بالمدارج العلية قاطع اعناق الجاحدين قامع اساس الضالين المتعب نفسه في حماية الدين
ذي الشرف الازهر الحكيم المولى السيد علي اظهر دامت بركاته وزادت افاداته

مطبوع بشام رضوية بذل كشند

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی اما بعد بندہ افقر مولف ذوالفقار حیدر علی اظہر بن المولی المومن السید حسن دام ظلہ العالی بخدمت برادران ایمانی عرض پرداز ہے کہ گو مدت مدیدہ سے یہ مسئلہ عقد حضرت ام کلثوم علیہا السلام درمیان علمای فریقین دایر و سایر ہے مگر نہ علمای اہلسنت نے اس مسئلہ کو باستقلال تصنیف کر کے پیش کیا نہ علمای شیعہ ایدہم اللہ نے توجہ کامل فرمائی بلکہ جسطرح مخالفین نے ضمناً و تطفلاً اسکا تذکرہ کیا علمای الحق نے بھی اوسیطرح رد و ابطال اسکا فرمایا خواہ تحقیقاً بہ انکار کلی خواہ التزاماً بہ تسلیم فرضی اسلیے کہ یہ امر بفرض وقوع بھی کسیطرح نہ مفید مخالفین ہے نہ مضر الحق لیکن چونکہ تا بحال کوئی کتاب بالاستقلال اس مادہ مین علمای فریقین سے نہین لکھی گئی تو کچھ عرصہ سے جب اہلسنت ہر مسئلہ مین عاجز آئے تو بعض مسایل فرعیہ مین گفتگو شروع کی بے سر و پا مسایل چھانٹنے لگے بالخصوص اس مسئلہ مین زیادہ تر شور و غل مچایا اور عوام فریبی کا دام بچھایا علمای اعلام

ایدہم اللہ کی بے اعتنائی اور عدم توجہی نے اور بھی انمین سر چڑہایا یہانتک کہ
ابدانست خود علماے مذہب حق شیعہ اثنا عشریہ کو اس مسئلہ مین بالکل لاجواب
اور مغلوب ٹھہرایا حتی کہ صاحب آیات بینات جنکی تحقیقات پر عوام اہلسنت
بہت نازان ہین فرماتے ہین کہ شیعہ کسی مسئلہ مین ایسے زچ اور دق نہین ہوے جیسا
اس مسئلہ مین دق اور زچ ہوے افسوس ہے مقولہ صرف انہین بزرگ کا نہین ہے
جنکی لیاقت وحالت سے سارا عالم واقف ہے بلکہ خود مولوی حیدر علی فیضین آبادی
جنکو اپنی فاضلیت وہمدانی پر وہ ناز تہا کہ بمقابلہ اپنے اساتذہ کے کوس
لمن الملکی بجاتے تہے اور سوا اپنے سبکو نافہم بتاتے تہے اور اس زمانہ کے اہلسنت تو
اونکو اپنا امام ہی تصور کرتے ہین وہ حضرت بھی ازالۃ الغین مین ایسا ہی دعوے
فرماتے ہین پھر بیچارے جاہلون کا کیا قصور بہر کیف جب غوغاے بیجا انحضرات کا
اس اہتمام مین بڑہا اور قابل تحمل واعراض الحق نہ رہا ناچار کمترین نے بنا بر
اصرار بعض اعاظم دین ایدہم اللہ اسطرف توجہ کی اور بہت قلیل عرصہ مین
تفصیلا تحقیق اس مسئلہ کی کرکے ساتوین جلد ذوالفقار حیدری کی خاص اسی
باب مین قرار دی چونکہ اوسمین ہر روایت پر اہلسنت کی بحث کی گئی ہے اور
اختلافات اوسکے دکہائے گئے اور موضوع ہونا اون روایات کا اور کاذب اور
خائن ودجال ہونا اونکے راویونکا ثابت کیا گیا ہے علاوہ اسکے اہلحق کیطرف
سے جملہ اعتراضات بیجا وتوہمات واہیہ مخالفین کا جواب شافی ہی دیا گیا ہے اور
جو کچھ اغلاط وتحریفات تھے کہولے گئے ہین اور روایات فریقین سے بحث
کامل کی گئی ہے لہذا مجمع اوس کتاب کا بیحد سامنے خبر ہی زیلوہ ہو گیا اور پوری

ایک جلد کامل اوسکی مرتب ہوئی چونکہ بوجہ ضخامت کتاب وکثرت مصارف
طبع ہونا اوسکا باعتبار استطاعت نحیف فی الحال ناممکن تھا اور بنظر زبان بندی مخالفین
واطمینان خاطر مومنین اشاعت اوسکی حد وجوب وفرض سے بھی متجاوز معلوم
ہوتی تھی لہذا بعض احباب اطیاب سلمہم اللہ نے بکمال الحاح واصرار فرمایا کہ اجمالاً
لب لباب اوس کتاب کا مع اصل جواب جو تحقیقات مفصلہ سے ثابت ہو
شایع کرنا چاہیئے اور اوس بحر خار کو کسیطرح کوزہ مین بند کرنا چاہیے لاقل
بطور فہرست ہی سہی کہ شاید ان مضامین خوش آئین وتحقیقات حق آگین کے
مطالعہ سے مومنین ذوالاقتدار کے دلونمین شوق پیدا ہو اور جوش مین آکر اصل
کتاب کو جلد چھپوائین الغرض مین نے بھی اپنے احباب کی اس فرمائش کو بدل
قبول کیا اور بخیال بے اعتباری حیات ناپائیدار زیادہ تر مستعد ہوا کہ شاید
اجل موعود آجاے تو دل کی حسرت دل ہی مین رہجاے اور یہ جواہر تحقیقات گرانمایہ
نادرالوجود معرض شہود مین نہ آئین اور مومنین اس سے کچھ بہرہ مند نہون مخالفین
کی زبانین بند نہون ازین قبیل اور چند مصلحتون سے بکمال تعجیل یہ رسالہ بطور فہرست
کنز مکنوم پیشکش ارباب علوم کیا گیا وما توفیقی الا باللہ العلی القیوم
امید کہ جو حضرات اس رسالہ سے مستفیض ہون مولف کو دعاے خیر سے فراموش نہ
تمہید مفید جو لوگ اسلام کے دائرہ مین داخل ورلاقل توحید ورسالت
ومعاد کے قایل ہین حسب حکم خدا ووصیت رسول اونپر واجب وفرض ہے
کہ تعظیم ومودت واحترام اہلبیت رسول انام مین کوئی دقیقہ
فروگذاشت نہ کرین اور اونکے اعزاز واکرام کے جملہ مراتب کو ملحوظ رکھین

میرا مطلب یہان یہ نہین ہے کہ اہلسنت خواہی نخواہی اونکی خلافت ہی کو
مان لین کیونکہ جو ظلم ہونا تھا ہو چکا جسکو جو کچھ ملنا تھا مل چکا حریفان باد پا خوردند رفتند
بلکہ لا اقل اتنا ہی لحاظ کہین کہ کسی قسم کی اہانت و ذلت حضرات کی نسبت
گوارا نکرین اور اپنی زبان کو اونکی توہین و تحقیر سے بچاتے رہین اس سے
یہ بھی میرا منشا نہین ہے کہ کسی صحیح واقعہ کا بلا سبب انکار کیا جائے اور کسی امر واقعی
کا اخفا کر دیا جائے فان اللہ لا یستحیی من الحق بلکہ صرف اسقدر چاہتا ہون
کہ جو واقعات انحضرات کے راست راست ہون اونہین کو ظاہر کرین اور بلا
تحقیق کامل کوئی امر خلاف شان اونکی طرف منسوب نہ کرین نہ میری یہ
فرمائش ہے کہ جیسے خلفا و صحابہ کے معائب و الزامات مٹانیکے لیئے یقینیات
و متواترات و احادیث صحیحہ کا انکار کرتے ہین وہی سلوک یہان بھی کیا جائے
اور اسکی بھی امید نہین کر سکتا کہ جو کچھ فرضی و وہمی دختر حضرت خلیفہ اول
کی تعظیم کیجاتی ہے بضعہ رسول کے حق مین اوسکی مراعات ہو جیسا کہ صواعق
محرقہ مین ہے و ابو المطرف قتوی کرد بتادیب شدید در حق کسیکہ راضی نمیشد
کہ زنے را سوگند در شب دہد و آن زن گفت اگر تو دختر ابو بکر باشی ترا در روز
سوگند خواہم داد و فتوی بتادیب آنشخص بواسطہ آن داد کہ بے ادبی کردہ
درین نوع قضیہ نام دختر ابو بکر بردہ بود یا ئی یہ آرزو بھی نہین کر سکتا کہ اپنے
خلیفہ ہارون رشید کی خواہر عباسہ کے برابر ہی اہلبیت رسول کی قدر دانی
کرین کیونکہ اقتدار دنیوی انکو کہان حاصل ہوا جو دنیا پرست لوگ انکی اطاعت کو
بلکہ مین فقط اسقدر چاہتا ہون کہ اس مسئلہ عقد دختر بضعۃ الرسول حضرت ام کلثوم

صواعق محرقہ ص ۵۶ ورق قلمی
ترجمہ صواعق محرقہ

علیہا السلام کے بارہمیں صرف تعصب جنبہ داری سے ہی دست بردار ہوکر
انصافانہ تحقیق کریں کہ آیا واقعی یہ عقد خلیفہ دوم کے ساتھ ہوا یا نہیں ہوا
مجادلہ مکابرہ ہٹ دھرمی کو دخل نہ دیں پھر دیکھیں کہ عقلاً و نقلاً کسیطرح یہ امر
ممکن الوقوع ہی یا نہیں کیونکہ مقصود راقم یہاں صرف تحقیق امر واقعی ہی نہ اظہار مغالبت
و سطاعن خلیفہ دوم یا اونکے اسلام و نفاق سے گفتگو کرنا اور حضرات اہل سنت
سے بھی ملتمس ہون کہ بالفرض اگر اہلبیتؑ کو مستحق خلافت نہیں جانتے اور نصوص
صریحہ وراثت و امامت کو انکی بارہمیں نہیں مانتے کسی خیال سے ہو تو خیر نہ سہی
ابتو نہ طمع مال ہے نہ امید حصول سلطنت فکر نجات آخرت البتہ لاحق ہی پھر کیوں
کردار آبائی کے نباہ کے لیئے انصاف و ایمان کے پہلو کو چھوڑ دین اور ترک مودت
ذوالقربے سے اجر رسالت فخر المرسلین کو رائیگان کریں بنظر افزائش قدر و جنبہ داری
صحابہ (جنسے فلاح اخروی کا حصول محال ہی) اہل قرابت کی پایہ منزلت کو جو
عقلاً و نقلاً بعد رسول سب سے اعلیٰ اور سب پر مقدم ہی ناحق بغرض اعلاء مراتب
خلیفہ ثانی بلا تحقیق و بلا ضرورت گھٹائیں (کیونکہ یہ امر نہ مثبت حقیت خلافت ہی
نہ مفید ایمان و فضیلت نہ دافع الزام و معائب خواہی نخواہی تہمت یگانگی
جائیں اور خدا و رسول سے بھی نہ شرمائیں نہ عقل و نقل سے کام لیں نہ تحقیق امر واقعے
فرمائیں یہ بڑی نافہمی ہی اونلوگونکی جو اس مسئلہ کو موجب ندامت و عار مذہب شیعہ جانتے ہیں جس سے بڑھکر کوئی غلط فہمی نہ ہوگی کیونکہ اولاً توقیر
و تعظیم اہلبیت طاہرین تو تمامی اہل اسلام پر عموماً فرض ہی سنی ہو خواہ شیعہ ثانیاً
درصورت تخصیص شیعونکی بھی اہلبیت طاہرین کے ساتھ اس مسئلہ میں کوئی الزام نہیں ہے

اسواسطے کہ دو حال سے خالی نہین یا عقد نہین ہوا یا ہوا پہلی صورت یعنی
درصورت عدم وقوع عقد تو کونسی بات ہی نہین ہے جیساکہ فی الواقع یہی ہے
نہ عقد ہوا نہ خطبہ نہ دوسرا کوئی امر چنانچہ بہت سے اکابر اہلحق اہین قصہ کے بالمرہ
منکر ہین خود جناب شیخ مفید علیہ الرحمہ اوستاد جناب سید مرتضی علم الہدے
اعلی اللہ مقامہما جنسے جناب سیدہ نساء العالمین نے اپنی اولاد کو تعلیم کی فرمائش
کی اور جناب امیر نے بخلعت فاخرہ انت شیخی ومعتمدی مخلع فرمایا اور
دیگر حضرات باوصف قرب عہد ائمہ معصومین علیہم السلام اس واقعہ سے بالکلیہ
انکار کرتے ہین چنانچہ کلام اونکا بعد اسکے مذکور ہوگا انشاء اللہ تعالی حتے کہ
خود علماے اہلسنت بھی اس انکار کے مقر ہین گو اوسپر معترض بھی ہون چنانچہ
ترجمہ صواعق محرقہ ص ۱۵۹ میں ہے زیادہ شد تعجب من از اہلبیت زمان ما کہ انکار تزویج
عمر بام کلثوم میکنند ولیکن عجب نیست از ایشان چہ اکثر ایشان جماعت باعلما اختلاط
نکردہ اند و معذلک جہل روافض بر عقول ایشان استیلا یافتہ و در رفض ایشان را
مقلد خود ساختہ در خاطر شان در آوردہ اند کہ حکایت این تزویج دروغست
بلکہ خود مولوی حیدر علیہ صاحب ص ۹۵۹ ازالۃ العین میں فرماتے ہین نور الدین حسینی میگوید کہ عجب دارم
از روافض خذلہم اللہ کہ روایات اہلبیت وافادات شان کہ عقل ونقل از مویدات
وقرآن وحدیث تاسیس آن میکند ہرگز بگوش جا نمیدہند ونقد دین وایمان
خود را بر روایات چندے از اباالسمہ وجاجلہ کہ نقیض این احادیث است
حوالہ میکنند الخ ان عبارات کا جواب شافی بلکہ مبین ہونا انکا اس کلام سے
اصل کتاب ذوالفقار جید علیہ ہفتم میں بخوبی مذکور ہے پس اس سے بخوبی ظاہر

کہ شیعون کو اس حکایت سے بالمرہ انکار ہے اہلبیت رسول بہی بالمرہ منکر ہین اور
روایات اہلبیت ظاہرین سے نقیض ان روایات اہلسنت کی یقینا موجود ہین خواہ مولویانہ
اون رواۃ کو ابلیس لعین فرمائین یا دجال بتائین اسکا اونکو اختیار ہے مگر اصل مطلب
ہمارا یعنی انکار اہلحق اس واقعہ سے بلکہ انکار اہلبیت رسول اور روایات اہلبیت
رسول کا مناقض روایات اہلسنت وارد ہونا بخوبی ثابت ہوا باقی رہا امر واقعی
کا دریافت کہ نکاح ہوا یا نہین پس انشاء اللہ تحقیقات اسکی مابعد اسکے
کیجائے گی لیکن یہان سے لغو بیانی اون علماے اہلسنت کی بخوبی ظاہر ہوئی
جو اسکے مدعی ہین کہ کل علماے شیعہ وقوع عقد کے مقر ہین پھر کیف بلاحاظ
دیگر ادلہ قویہ کی جو مابعد مذکور ہونگے خود اہلبیت رسول اور اکابر اہلحق کا انکار
کرنا اس واقعہ سے اور اوسکو دروغ جاننا بنفسہ دلیل بطلان واقعہ مذکورہ
ہے چہ جائیکہ اور دلیلین بھی ہون کیونکہ شیعہ منکر ہین اور انکار کے لیئے حجت
دلیل نہین اور اہلسنت مدعی والبینۃ علی المدعی پس بار ثبوت اونپر ہے اور شیعہ
مانع ہین مانع کے بار مین خود اہلسنت کا قول ہے مانع کو ضرورت دلیل نہین
شاہ صاحب تحفہ مین فرماتے ہین وبرحا قل پوشیدہ نیست کہ اقوال و افعال
شخص بسر زندان و برادران و اقارب و عشایر او قسمیکہ مکشوف میباشد
بر دیگر یکہ گاہ گاہ بصحبت او رسد چرا خواہد بود پس اگر یہ نکاح ہوا ہوتا اور اصلیت
اوسکی ہوتی تو اہلبیت طاہرین کیون انکار کرتے اور روایات اونکی نقیض
روایات اہلسنت کیون وارد ہوتی جنکا خود اہلسنت بھی اقرار کرتے ہین
پس بقول شاہصاحب ان اہلبیت رسول پر جو اقارب و عشایر سی تھے

اور بدانست اہلسنت محب شیخین سے تھے یہ حال کیونکر مخفی ہوا اور کیونکر روایات
اونکی نقیض روایات اہلسنت واقع ہوے پس انکا اہلبیت طاہرین میں قیل قطعی
ابطلان واقعہ مذکورہ ہے علاوہ اسکے جو جس مذہب کا ہوتا ہے باقرار فاضل
رشیدہ وہ شخص اپنے بیگانے واقعات کو خوب جانتا ہے جیسا کہ انتساب جواز متعہ
عین طرف امام مالک کے جو اقوال علماے اعلام حنفیہ سے بخوبی ثابت ہے
یہی عذر پیش کیا کہ اہل البیت ابصر بما فی البیت قول مالکیہ نقل مذہب امام مالک میں
بہ نسبت نقل حنفیہ زیادہ قابل قبول ہے بلکہ برخلاف اوسکے نسبت کرنا صاف
ستم بر جان انصاف ہے انتہی ملخصا اور خاتم علماے فرنگی محل مولوی عبد الحی
لکھنوی اپنی سعی مشکور میں کہتے ہیں اور ظاہر ہے کہ اصحاب مذہب جسقدر اپنے
مذہب سے واقف ہوتے ہیں دوسرے مذہب سے واقفیت نہیں رکھتے پس مالکیہ
کا اور اونکے کتب کا انکار امر مذکور سے مقدم کیا جاویگا اور نسبت کرنا ابن تیمیہ
یا ابن عبد الہاد وغیرہ کا امام مالک کیطرف کب مسموع ہوگا انتہی اور خود مولوی
حیدر علی فرماتے ہیں وقوع ظلم بر اہلبیت بقصد احراق خانہ ایشان بجناب
فاروق نسبت کردن حالانکہ اہل حق زان انکاری نمایند چنانکہ دانستی و عنقریب
خواہی دانست انشاء اللہ از غرائب فادات و دعوی قصد احراق از اکثر کتب
اہلسنت از عجائب ترہات جس سے معلوم ہوا کہ صاحب مذہب کا قول اپنے
مذہبی امور میں بہ نسبت دوسروں کے زیادہ معتمد ہے اور باوصف اوسکے
انکار کی نسبت کرنا ستم بر ہمان انصاف اور غرائب فادات سے ہے گو وہ امور
اعاظم علماے اقوال اور روایات متکاثرہ سے ثابت ہوں پس یہی تقریر شیعوں کی

طرف سے دربارہ دروغ ہونے حکایت عقد کے بوجہ انکار کرنے علماے کبار
شیعہ کے کیونکر مقبول ہوگی جنکے ناقل بھی خود بھی حضرات ہین کہ بذریعہ روایات
اہلبیت طاہرین شیعہ اور اہلبیت اس واقعہ کو دروغ جانتے ہین حالانکہ خود
اسکے بھی معترف ہین کہ شیعہ مذہب علی سے زیادہ واقف ہین جیسا کہ علامہ تفتازانی
وغیرہ نے تصریح کی اور شاہ عبدالعزیز نے بھی شیعون کی محب اہلبیت طاہرین
ہونیکا اقرار کیا بلکہ مولوی عبدالحلیم پدر فاضل معاصر مولوی عبدالحی لکھنوی
فرنگی محلی نے تو اس اقرار بمتابعت و ولاے شیعہ کو ساتھ چار و ناچار حقیت
مذہب شیعہ کا بھی اظہار کیا چنانچہ اپنی کتاب حل المعاقد فی شرح العقاید ص ۲۰
جہان ملا جلال الدین دوانی نے حقیت مذہب اشاعرہ اور بطلان مذہب امامیہ کا حل المعاقد فی شرح العقاید
دعوی کیا اور تمثیل مین کہا ہے مثل شیعہ کے جو تمسک کرتے ہین اوس چیز سے مطبوع مطبع علوی سنہ ۱۲۷۰
جو مروی ہے اونکے ائمہ سے بسبب اعتقاد کرنے اونہین شیعون کے عصمت کو اونہین ائمہ کی
فرماتے ہین هر چند اختلاج الخ یعنی اس کلام مین اختلاج ہے کیونکہ اگر مقصود
دوانی یہ ہے کہ ائمہ اہلبیت علیہم السلام کی متابعت شیعہ اسوجہ سے کرتے ہین
کہ اون ائمہ کو مجددین (یعنی نیا دین بنانے والے جانتے ہین) اور اونکو
ناقلین (یعنے ختم المرسلین صلعم کا ناقل نہین جانتے تو ایسا دعوی شیعون پر
محض افترا و بہتان ہے اور اگر مقصود اوسکا یہ ہے کہ شیعہ اسوجہ سے ائمہ اہلبیت
کی متابعت کرتے ہین کہ وہ حضرات جناب رسالتمآب سے احکام دین کے
ناقل ہین اور عادل ترین امت ہین بیشک اونکو معصوم جانتے ہین تو اب شیعہ پر
طعن یا اس بنیاد پر ہے معاذ اللہ کہ ائمہ اہلبیت عادل نہین ہین اور اونکی

فاضل شیعہ مولوی عبدالحلیم

عدالت اور عصمت کا دعوی غلط ہے پس ایسا دعوی کرنا موجب نزول ایمان ہے
یا اس بنیاد پر شیعہ مورد طعن ہین کہ ائمہ اہلبیت کی متابعت جایز نہین ہے گو وہ
لوگ عدول امت سے ہون پس ایسا دعوی محض ترجیح بلا مرجح ہے کیونکہ فرقہ
اشاعرہ جو متابعت اشعری و شافعی کرتے ہین تو اسیوجہ سے کہ اونکو عادل اور
ناقل دین جانتے ہین پس اب کوئی فرق نرہا درمیان شیعہ و اشاعرہ کے
انتہی کلامہ جزاہ اللہ خیرا پس اس تقریر سے علاوہ اعرفیت شیعہ و متابعت
ائمہ ہدی علیہم الصلوۃ والسلام کی بکمال حقیت مذہب شیعہ ثابت ہوئی بہت کیف
بتصریحات شاہ صاحب و فاضل رشید و مولوی حیدر علی و مولوی عبد الحی
اہلبیت طاہرین اور شیعونکا انکار کرنا وقوع عقد مذکور سے باقرار اہلسنت
مقدم کیا جاویگا اور ان اہلسنت کا افترا و بہتان کب مسموع ہوگا حالانکہ
شاہ ولی اللہ صاحب تو اون روایات کو جو بطور اہلسنت اہلبیت طاہرین
سے منقول ہین صرف اسوجہ سے کہ شیعہ اہلبیت اونکو نہین مانتے یا نہین پہچانتے
غلط بتاتے ہین جیسا کہ قرۃ العینین مین فرماتے ہین پس اگر از حضرت مرتضی
و فوریت او این معانی منقول میبود لا اقل امامیہ و زیدیہ میشناختند و بہ آن
قایل میبودند و لیس قلیس پس جب شیعہ و زیدیہ کی نہ مانتے اور نہ قایل ہوتی ہے
شاہ صاحب بعض مسائل تصوف کو باطل کرتے ہین حالانکہ روایات اہلسنت
مین وہ معانی اہلبیت کیطرف منسوب ہین تو روایات عقد باوصف انکار اہلبیت
و شیعہ و ورود روایات مخالفہ روایات سنیہ کیونکر مردود و باطل نہوگی چہ
جائیکہ خود در روایات اہلسنت سے بھی عدم وقوع اس عقد کا ثابت ہوا اور

صحت ۲۰ مرزا علی
فتح الحسین

جلد روایات عقدا ومنین کے قواعد واصول کے مطابق ہو صنوع وغلط قرار
پائین جیسا کہ عنقریب مذکور ہوتا ہے انشاء اللہ تعالے باقی رہی دوسرے
صورت کہ عقد ہوا کسیطرح ہو یعنی بنا بر اصول اہلسنت اسقدر محالات اور
مناقات والزامات عاید ہوتے ہین کہ دفعیہ اونکا ممکن نہین بجز انکار از وقوع
عقد کوئی چارہ نہین بخلاف شیعون کے کہ بنا بر اونکے اصول کے درصورت
تسلیم وقوع عقد ہی کوئی امر قابل الزام نہین کیونکہ بظاہر مفید اہلسنت و
مضر شیعہ اس عقد مین یہی باتین ظاہر کیجاتی ہین کہ خلیفہ دوم اور جناب امیر
مین اتحاد واتفاق اسدرجہ تھا کہ ایسی مواصلت ہوی تو دعوی شیعہ دربارہ
عداوت غلط ہوا دوسرے یہ کہ خلیفہ دوم کا ایمان اور فضیلت ثابت ہوئی
کہ ایسے نہوتے تو یہ عقد کیونکر ہوتا پس دعوی شیعہ دربارہ کفر ونفاق انکے
غلط ہوا اور ظاہرا انمین اغراض سے اہلسنت نے اس غلط قصہ کو مشتہر کیا ہے
اب ان دونون امرونکو دیکھنا چاہئے کہ کہانتک اسکی اصلیت ہے اور اصول
شیعہ کے بنا بر یہ الزام عاید ہوتا ہے یا نہین افسوس کہ اس بحث کو مین
اصل کتاب جلد ہفتم ذوالفقار حیدری مین جہان صاحب آیات بینات کی تمامی تقریر کا جواب لکھا
بشکر بسطا سے لکھ چکا ہون یہان پر اوسکا تذکرہ بخوف طوالت ممکن نہین مگر کچھ مختصر طور پر گذارش کرتا ہون
یعنی اسکا دلیل اتحاد وموافقت وعدم عداوت ہونا اوسیوقت راست
ہو سکتا ہے کہ جب فرقہ شیعہ اسکا قایل ہو کہ کسیطرح نکاح بدون اتحاد کلی
وموافقت ممکن نہین حالانکہ کسیکا یہ مقولہ نہین ہے نہ کسی عاقل ہی کا قول ہے
کہ کسیطرح نکاح ہو جبرًا یا قہرًا صرف نکاح سے اتحاد واتفاق ثابت ہو جاتا ہے

بلکہ خود اہلسنت بھی عام طور پر یہ دعوی نہین کر سکتے کیونکہ جن لوگون سے
جناب رسولخدا کی حیثیان (حسب بیان اہلسنت) بیاہی گئین نہ عموماً
اونکے ایمان کے قایل ہین نہ اتحاد و اتفاق کے مقر بلکہ صاف صاف
طور پر اونکو کافر کہتے ہین مثل عتبہ و عتیبہ پسران ابولہب شوہر سابق حضرت
رقیہ و ام کلثوم و ابوالعاص شوہر حضرت زینب جنکے بارہین مختص جناب
سیدۃ النساء العالمین صلوات اللہ علیہا کے لئے حدیث خیر بناتی زینب
یعنی بہترین دخترون سے میری زینب ہی روایت کرتے ہین پس جب ایسی
منا کحت و مواصلت مین جو بلا جبر و اکراہ تھا با ایمہ قرابت قریبہ فریقین نہ قایل
اتحاد و اتفاق ہین نہ مدعی ایمان و فضیلت (حالانکہ اثبات فضیلت خلیفہ
ثالث کے لیے مثل کلیۃ الصحابۃ کلھم عدول یہ کلیہ بنایا کہ دامادی نمیشود مگر کسیکہ
عاقبت او محمود شود کما فی ازالۃ الخفا) با ایمہ جبن لوگون کو داماد نبی بیان کرتے
اونہین کافر بھی کہتے ہین) تو پھر اس صورت خاص مین کہ حسب روایات خود
اہلسنت اگر ہوا تو جبرا ہوا کیونکر ان امور کا اثبات ہو سکتا ہے حضرت نوح
اور حضرت لوط پیغمبر کے ازواج جنکا کفر قرآن سے ثابت ہے جیسا کہ خود خدا نے
سورہ تحریم مین بغرض تمثیل بی بی عایشہ و حفصہ کے فرمایا ضرب اللہ مثلا
للذین کفروا امرءۃ نوح و امرءۃ لوط کانتا تحت عبدین من عبادنا
صالحین فخانتاھما فلم یغنیا عنھما من اللہ شیئا و قیل ادخلا النار
مع الداخلین و ضرب اللہ مثلا للذین امنوا امرءۃ فرعون اذ قالت
رب ابن لی عندک بیتا فی الجنۃ و نجنی من فرعون و عملہ و نجنی من القوم الظالمین

یعنی خدا نے مثال دی اونکی جو کافر ہوگئی زن نوح اور زن لوط کی کہ سے
دو نیک بندون کی بی بیان تھین اون دونون نے خیانت کی پس پیغمبر
نزدیکی سے اونکو کچھ نفع نہ ملا اور حکم دیا گیا کہ جاؤ جہنم مین جانیوالون کے ساتھ
اور ایمان لانیوالون کی مثال دی خدا نے زن فرعون سے جسنے یہ دعا کی کہ الٰہی
گھر بنا میرے لئے اپنے پاس بہشت مین اور نجات دے مجھکو فرعون سے اور
اوسکے عمل سے اور نجات دے مجھے قوم ظالمین سے الایہ پس ان دو نو
انبیاء کرام اور اونکی دو بیبیون مین کہان اتحاد و نفاق تھا اور کہان اس
مواصلت و مناکحت سے ایمان پایا گیا انہین حضرت لوط نے اون کفار سے
جو بطلب ملائکہ آئے تھے کہا ھؤلاء بناتی ھن اطہر لکم ان کنتم فاعلین کہ یہ میری
بیٹیان پاکیزہ ہین تمھارے لیئے اگر ہو کرنیوالے یعنی ان سے نکاح کر لیں
کیا حضرت لوط مین اور اون کفار مین اتحاد و اتفاق تھا یا وہ مومن تھے
جو یہ فرمائش کیگئی حضرت آسیہ جو حسب روایات اہلسنت بہو بھی حضرت
موسی کلیم اللہ علی نبینا و علیہ السلام کے تھین زوجیت فرعون مین آنے
پس کہان اتحاد و اتفاق و ایمان پایا گیا کذلک بہت سی مثالین ہین جنکا
احصا نہین ہو سکتا پس جب ان مواصلت و مناکحت سے نہ اتحاد حاصل ہوا
نہ اتفاق جیسا کہ دونون صوتون کا فیصلہ خود احکم الحاکمین نے کر دیا تو
اس مسئلہ خاص مین کیونکر صرف نکاح ہو جانے سے اتحاد و اتفاق و ایمان کا
ثبوت ہوگا خصوصًا در صورتیکہ روایات اہلسنت سے ثابت و متحقق ہو کہ یہ نکاح
اگر ہوا ہے تو ایکطرف سے نہایت جبر و تشدد کے ساتھ اور دوسرا بیطرفی

نہایت مجبوری کے سبب سے کہ کسی عذر سے گئے گئے تمامی خاندان نے ناراضی
ظاہر کی ہین با اینہمہ کون عاقل کہہ سکتا ہی کہ ایسا نکاح دلیل کمال اتحاد
واتفاق ہے یہہ امر تو نہایت درجہ بدیہی ہے کہ جو لڑکی اوس خاندان
عالی سے ہو جسکے برابر کوی خاندان شریف دنیا مین نہو اور اوسکی نسبت
حسب حکم رسول حق حقیقی چچا کی بیٹی سے مقرر ہو جو ہمسن اور ہمعمر اور ہمسر ہو
اور اوس خاندان مین یہ رسم بہی نہایت مضبوطی کے ساتہہ بحکم رسول مقبول
جاری ہو کہ اپنے ہی کنبہ مین بیٹی بیاہی جاے اور تمامی خاندان از حد تا
پدر واز عم تا برادر یہی چاہتا ہو کہ یہ رشتہ اسیطرح قایم ہو اور نہایت صغر السن
بہی ہو کہ کسیطرح قابل شادی نہو کیونکہ ابہی بالکل تین چار برس کی بیات
کیجاتی ہے با اینہمہ وہ لڑکی ایسی کارہ و متنفر ہو کہ آنکہہ ناک توڑنے پر
مستعد ہو پس ایسی شریف لڑکی سے اگر وہ بادشاہ جابر عقد کرنا چاہے
جسنے اوس لڑکی کے تمامی خاندان پر انتہا کے ظلم اور ستم کیے ہون اور
اور ساتہہ پیشہ بر سکا اوسکا سن ہو جو اوس لڑکی کے نانا کا سسر ہو
اور نہایت ذلیل اور رذیل خاندان سے ہو اور ایسا بد خلق و بد خو ہو کہ اوسکی
جلیس و انیس لوگ اوس سے کارہ رہین وہ لڑکیان جو ہمسر کے بادشاہ
بیاہی ہو جنکے ماں باپ بہن کی تعظیم و توقیر یہ بادشاہ سب سے زیادہ کرے
اور صلہ و انعام مین کوی دقیقہ فروگذاشت نہ کرے اوس سے کارہ ہون
بلکہ وہ لڑکیان بہی اوس بادشاہ سے متنفر ہون جو اوس بادشاہ کی رعایا
سے ہون اور اوس بادشاہ کے احباب و زرداران ارکین دولت حتی

حتی کہ رسایا ہی معترض ہون پس بالفرض اگر بفرض محال خلاف عقل و نقل
نکاح ہو جائے تو کسی عاقل کے نزدیک ایسی مواصلت و مناکحت کسیطرح
دلیل اتحاد و اتفاق ہو سکتی ہے ہرگز نہین ہرگز نہین دان کل امرون کا
ثبوت خود اہلسنت کی روایات مین موجود ہے جو اصل کتاب مین
بشرح تمام مذکور ہے ہم بہر کیف امر اول غلط ہوا اور دعوے اتحاد و اتفاق
کا بنجولی بطلان ہوا حالانکہ یہ امر معنی بغض و عداوت خلیفہ دوم جناب امیرؑ
علیہ السلام کے ساتھ اون دلائل قطعیہ و براہین یقینیہ سے ثابت ہے کہ اگر اسکے
خلاف کا کوئی دعوے کرے تو خود مذہب اوسکا اور ساری کتابین
جنکی صحت قرآن کے برابر یا زیادہ سمجھی گئی ہے باطل ہوتے ہین حتے کہ
خود خلیفہ دوم نے جیسا اپنے منافق اور کافر ہونیکا اقرار کیا بلکہ اپنے
نفاق پر قسم کھائی ویسا ہی جناب امیرؑ کے اولے و احق ہونیکا بخلاف
اور اپنے ظلم و ستم کا اقرار کیا جیسا کہ کتاب مستطاب استقصاء الافحام
عین محاضرات امام راغب اصفہانی و موفقیات زبیر بن بکار و نظم درر السمطین
محمد بن یوسف زرندی سے منقول ہے یہان اگر اہلسنت کوئی ایسی روایت
وضع کرتے کہ اولاد جناب امیر علیہ السلام اور اولاد خلیفہ دوم مین باہم
وصل و پیوند ہوا اور نجوشی جناب امیر علیہ السلام نے ایسی مواصلت چاہی
تو ابولہب کیطرح اتحاد و اتفاق کا دعوے کرنا ممکن ہوتا اس صورت
خاص کو کہ چار پانچ برس کی لڑکی ساٹھ پینسٹھ برس کے بڈھے سے
یا ان اصرار و اجبار بیاہی جائے کوئی عاقل دلیل اتحاد و اتفاق

صہ ۱۵۲ دق قلمی جلد اول
میزان الاعتدال علامہ ذہبی
ذکر زید بن وہب

۱ - استقصاء الافحام
جلد اول صفحہ ۶۱۹
نہایت صہ ۶۲۶

ص ۲۴۷ ازالۃ الخفا مقصد ۲

ہمنین کہ سکتا ازینجاست کہ شاہ ولی اللہ نے دعوی اتحاد و اتفاق سے
صاف صاف فارغ خطی دیدی کہ ازالۃ الخفا مین فرماتے ہین گویہ صحابہ بجوار قران
و ہمسران خلیفہ سے تھے ببرکت صحبت نبوی برخلاف عادت مستمرہ بنی آدم
ایذا و فک خلافت مین مرتکب کسی امر محرم کی نہوئی معہذا از انقباض خاطر
خالی نہو دند در بسیاری از احادیث خواہی گذشت برانچہ دلالت میکند
بر انقباض خواطر و عدم اہتمام بمضرت انتہی مختصراً پس باوصفیکہ اس انقباض خاطر کے
مقرر ہین معذلک اس نکاح جبری سے اثبات اتفاق و اتحاد سراسر حیرت خیز
بلکہ سفاحت امیز باقی رہا امر دوم یعنی ثبوت ایمان و فضیلت صرف
اس مناکحت سے پس یہ امر جسکا امر اول مین ثابت ہوچکا کہ صرف مناکحت
یا فرزندیت سے ایمان کا اثبات نہین ہوسکتا اگر ایسا ہو تو پھر کسی کافر کو کافر
نہین کہہ سکتے کیونکہ سب حضرت آدم صفی اللہ کی اولاد سے ہین انکے سوا
نہ معلوم کتنی پشتین انبیا اور اوصیا کی گذری ہین اور جب خاتم المرسلین انبی ہاشمی
دختر نیک اختر جناب سیدۃ نساء العالمین صلوات اللہ وسلامہ علیہا سے فرماتے ہین
کہ تم اسکا مہر وسانہ کرنا کہ میری بیٹی ہو عمل نیک کرو تب رستگاری ہوگی پھر
کس منہ سے کوئی ایسا غلط دعوی کرسکتا ہے (بوجہ کمال شہرت ان امور کے
ہمنے اس مختصر تقریر پر قناعت کی ورنہ ہزارون دلیلین کتب کلامیہ مین مرقوم ہین)
بہرکیف اصول شیعہ پر بھی دو اعتراض وارد کئے جاتے ہین جنکی رد نہایت
آسانی سے ہوتی ہے کوئی محنت مشقت ہی نہین کرنی پڑتی یہی باعث ہوا
کہ بعض علماے شیعہ نے بعد انکار یا بلا انکار اس نکاح کو مانکر جواب دیا اور

اور بطور فرض محال تسلیم کرکے اون نتائج کو باطل کردیا کہ اب علماے
اہلسنت اونہین اقوال وروایات کو جو بطور فرض وتسلیم تھے نہ بر بنیاد تحقیق
و واقعیت ہمارے سامنے پیش کرکے وقوع عقد کا اثبات چاہتے ہین
حالانکہ یہ نہین سمجھتے کہ تمامی عقلا اس طریقہ کے پابند ہین کہ تقریر مخالف کو
قبول کرکے پھر نتیجہ غلط ٹھہراتے ہین اور کوی اوس امر تسلیمی کو امر تحقیقی نہین جانتا
خود خداوند عالم اپنے کلام مجید مین فرماتا ہے کہ اگر آسمان و زمین مین متعدد
خدا ہون تو دونون فاسد ہوجاوینگے پس تعدد الہ کو قبول کرکے نتیجہ برعکس
مخالف نکالا کیونکہ مخالفین متعدد خدا کے ضرورت نظام عالم کے لیے
بیان کرتے تھے اسیطرح علماے اعلام شیعہ نے بعد تسلیم جواب دیا کہ اگر
یہ نکاح ہوا تو اور بھی عداوت ونفاق خلیفہ دوم ثابت ہوا نہ اتحاد و
ایمان پس اگر مشرکین آیہ قرآنی سے دو خدا کا وجود ثابت کرسکین تو اہلسنت
بھی ان اقوال سے وقوع نکاح ثابت کرسکتے ہین ورنہ خرط القتاد

دیکھیے شاہ عبد العزیز صاحب اس قول کے بارہین کہ جب رسول خدا نے
قریب وفات لشکر اسامہ کے جانیکا حکم دیا اور خلفاے ثلثہ وغیرہ کو
نامزد کیا نہ جانے والون کی بہ نسبت لعن اللہ من تخلف عنہا فرمایا
تحفہ مین فرماتے ہین اینجملہ مرکوز در کتب اہلسنت والجماعت نیست جناب
علامہ مفتی محمد قلیخان صاحب نے جواب اسکے تسدید القطاعن مین فرمایا کہ یہ جملہ
ملل ونحل علامہ شہرستانی اور شرح مواقف مین بنقل آمدی موجود ہے اور ابوبکر
جوہری نے اسکی روایت کی اور ملا یعقوب لاہوری شارح بخاری نے بھی

ص ۶۹
تسدید القطاعن

رسالہ عقائد مین تصریح کی ہے بورود لعن بر تخلف از حبشی اسامہ مولوی
حیدر علی نے ازالۃ العین مین اولا نقل کلام علامہ مین یہ تحریف کی کہ
اصل کلام (ولا یعقوب لاہوری شارح بخاری نیز در رسالہ عقاید تصریح
بورود لعن بر تخلف از حبشی اسامہ نمودہ گویون لکھا و در رسالہ عقاید
ملا یعقوب بدنیانی بر سبیل تسلیم ہے بعد اسکے کہتے ہین دوم آنکہ چون باعتراف
کنتوری کلام ملا یعقوب بر سبیل تسلیم است پس صحت واقعی جملہ معلوم کہ کلام
در آنست کجا لازم آید یا در کلام صاحب تحفہ جواب تسلیمی مذکور نیست جس سے
معلوم ہوا کہ جواب تسلیمی سے صحت کسی واقعہ کی یا اوس جواب کا تحقیقی ہونا
نہین لازم آتا پس علماے اہلحق شیعہ کی جواب تسلیمی سے کیونکر وقوع عقد حقیقۃ
ثابت ہو سکتا ہے اور از انجاکہ مولویصاحب نے اس معرکہ مین جہان
اس امر کو ثابت کرنا چاہا کہ صاحب ملل ونحل نے تصریح کی کہ یہہ جملہ لعن
موضوع ہے حالانکہ نسخہ قلمی وچاپہ مین انکا وجود نہین ہے خواجہ
نصراللہ کابلی ونصیر الدین وفرزند خواجہ کابلی وشاہ عبد العزیز کو ذکر کیا جو
متاخرین سے ہین لہذا ہم بھی یہان اونہین متاخرین کا نام لیتے ہین جنہون نے
بعد انکار بطور فرض وتسلیم جواب دیا پس منجملہ اونکے ہین علامہ دہلوی صاحب
تحفہ کہ فرماتے ہین وجہ اول آنکہ بر تقدیر تسلیم صحت روایت ومحفوظ بودن ان
انچہ الخ جس سے صاف معلوم ہوا کہ پہلے صحت روایت کا انکار کیا بعد اوسکے
بطور تسلیم جواب دیا صاحب تشیید المطاعن فرماتے ہین وانتساب تزوج حضرت
ام کلثوم بہ ابن الخطاب بہ ثبوت نرسیدہ پھر کہا بر تقدیر تسلیم زاید بر تزویج حضرت

ص ۳۲۷
ازالۃ العین

ص ۳۲۸
ازالۃ العین مطبوعہ
تمر ہندی

ص ۸۲
تشیید المطاعن

رسالت پناہ باکفار نسبت الخ یہ اقوال علماے متاخرین ہین جنہون نے بعد انکار
واقعی بر سبیل فرض و تسلیم جواب دیا اور سابقا انکار علماے امامیہ
اسمل واقعہ سخو و باقرار ابن حجر و نورالدین و حیدر علی ثابت کر چکا ہون اور
تقریر جناب شیخ مفید علیہ الرحمہ جو متقدمین اہلحق سے ہین ما بعد اسکا مذکور
ہو گی پس معلوم ہوا کہ اولا علماے امامیہ مبنا بر تحقیق منکر اصلیت واقعہ ہین
ثانیا بعد تسلیم اہلسنت کے اعتراضونکا جواب دیتے ہین خواہ او سکے ساتھ
تصریح بالانکار و التسلیم کرین یا نہ کرین پس اس جواب تسلیمی سے صحت واقعہ
او سکی نہین لازم آتی جیسا کہ مولویصاحب نے بھی تصریح کی منتہی الکلام ہین
روایت احراق خانہ جناب سیدہ کے بارہین لکھتے ہین انیمہ کہ شیخین ہی
مبنی بر آن بود کہ روایت احراق سالم عن المعارض باشد و ہو فی حیز المنع
و از مجرد توجیہ و ذکر آن صحت و اعتبار آن لازم نمی آید پس جب یہ روایات
احراق جو کیسی قطعی و یقینی ہین کہ حالت ونکی تشنہ المطاعن ہین قابل
ملاحظہ ہے مولویصاحب کے نزدیک باوصف ذکر توجیہ مستلزم صحت
و اعتبار نہون تو علماے شیعہ کے فرض و تسلیم کرنے سے اور او سکی توجیہات بیان
کرنیسے صحت و اعتبار واقعی قضیہ عقد کیونکر سمجھا سکتا ہے سبحان اللہ فاضل شیعہ
بجواب اس عبارت کے کہ صاحب بارقہ ضیمیہ نے علامہ قوشجی و علامہ
تفتازانی کے کلام سے نقل کیا کہ عمر نے بالائے منبر جا کر کہا ایہا الناس
تین امر عہد رسول مین تھے جس سے ہم منع کرتے ہین اور ہم او نکو حرام کرتے ہین
اور جو مرتکب او نکا ہوگا عقاب کرینگے ایک متعۃ النساء دوسرے متعۃ الحج

منتہی الکلام ص ۸۱

صہ ۳۵ شوکت عمریہ پشہ

تتمہ حی علے خیر العمل شوکت عمریہ مین فرماتے ہین آرے در شرح
تجرید علامہ قوشجی موجود ست باین طریق کہ محقق طوسی چنانچہ در مطاعن
حضرت عمر گفتہ ومنہا انہ منع المتعتین علامہ مذکور در شرح آن فرمود فانہ صعد المنبر
وقال الخ واز ین کلام علامہ قوشجی لازم نمی آید کہ این روایت بجمیع الفاظہا
در کتب اہلسنت بطریقی مرویست کہ احتجاج بآن بر اہلسنت بوقوع نسخ
متعہ از طرف حضرت عمر نہ از جانب خدا ورسول صحیح باشد کما لا یخفی حبس سخن
معلوم ہوا کہ باوصفیکہ علامہ قوشجی نے بطور حتم وجزم بیان کیا کہ عمر نے
بالائے منبر جاکر متعہ کو حرام کیا اور اوس سے لوگونکو منع کیا مگر فاضل
رشید اوسکو قابل احتجاج نہین جانتے اور اوسکے بجمیع الفاظہا کے منقول
ہونے کو کتب اہلسنت مین منع کرتے ہین پس علماے الحق کا قول جو
بطور فرض تسلیم قول مخالف ہے کہ اگر نکاح ہوا تو اوس سے خلیفہ کو کیا نفع ہوا
یا اگر نکاح کیا تو بجبوری کیا وغیرہ وغیرہ جو اقوال علما مین مذکور ہے
کیونکر معرض استدلال واحتجاج مین لایا جاسکتا ہے اس سے بھی زیادہ
اعجب یہ ہے کہ صاحب بارقہ تفسیر کبیر فخر الدین رازی ومسند احمد بن
حنبل وعلامہ زمخشری وقاضی بیضاوی وصاحب مدارک وامام زاہدی
وعلامہ سیوطی وثعلبی وحاکم وغیرہ سے ناقل ہین کہ آیہ فما استمتعتم بہ منہن
صہ ۱۶ ورق قلمی شوکت عمریہ
درباره متعہ نازل ہوا فاضل رشید بجواب اسکے فرماتے ہین کہ این اقوال
مرجوح وشاذ وقول اقل بمقابلہ اکثر اند واقوالیکہ چنین باشند باعتراف
علماے فریقین صلاحیت استدلال مخالف ولیاقت انتہاہ اعتراض

بآن پر صاحب مذہب ندارند جس سے معلوم ہوا کہ فاضل رشید نے
ان اقوال کو جو مستند بروایات صحابہ و تابعین ہین اور اضعاف مضاعف
انکی مویدات سے موجود چنانچہ حضرت شہید رحمہ اللہ میں مختصر امنقول ہوے بالا
بمقابلہ اپنے مذہب حرمت متعہ کی اسکے قول شاذ و مرجوح قرار دیکر
صلاحیت استدلال و احتجاج سے ساقط کرتے ہین پس اقوال علماے شیعہ
جو محض بطور فرض و تسلیم قول مخالف ہے زیادہ تر صلاحیت استدلال
سے خارج ہونگے اور اوس سے بھی زیادہ عجیب یہ ہے کہ جہان صاحب
تشئید الطبانی نے معارج النبوۃ سیر ملا معین سے یہ روایت نقل کی کہ
جناب سیدہ کو جناب امیر سے چند اولاد خدا نے کرامت فرمائی حسن
حسین زینب و ام کلثوم رقیہ محسن جنکا اسقاط ہوا اور ایسی مرض سے
اوس معصومہ نے چھ مہینے بعد وفات رسول انتقال کیا اور قبر اونکی بیقیع
معلوم نہین مولوی حیدر علی بجواب اسکی ازالۃ العینین مین لکھتے ہین
کہ کتاب ملا معین ہرگاہ خلاف تصریحات جہابذہ محدثین افتد و مضاد
تحقیقات ثقات و معتمدین کردد چگونہ مورد اعتبار تواند بود پس اسیطرح
بالفرض اگر کسی نے علماے امامیہ سے وقوع نکاح کو تسلیم کیا تو باوصف
مخالفت اکابر و اعاظم کردہ قول کیونکر لائق اعتبار ہو سکتا ہے تنبیہ
واضح ہو کہ واضعین روایات عقد نے بڑی کیادی و شیطنت و تزویر سے
کام لیا ہے جو بطور میراث مادری مصداق از کید کن عظیم و قائلین
ان لے شیطانا و زوجت مقالہ ابعینہ سے انکو حاصل ہے کیونکہ ان لوگون نے یقین کو

فریب دینا چاہا اسلئے کہ جب اہلسنت ان روایات کو دیکھینگے جس سے بداہتہً خلیفہ دوم کی فضیلت
خلیفہ دوم ثابت ہوتی ہے تو بسر و چشم قبول کر لینگے اور کسیطرح کا عذر
نہ کرینگے کیونکہ ہمت آن لوگون کے اسمین مصروف ہوگی کہ کسیطرح
فضیلت خلفاے ثلثہ زیادہ تر فضیلت خلیفہ دوم اور محبت و ولا انکا
اہلبیت طاہرین کے ساتھہ ثابت کرین یہانتک کہ اسیکے واسطے کتاب
الموافقہ تصنیف ہوئی اور کیا کیا افترا نہ کئے گئے پس ایسے امر کو بلا غور
و تامل قبول کر لینگے اور ذرا بھی چون چرا نہ کرینگے چنانچہ یہ فریب انپر
بخوبی کارگر ہوگیا کہ کسیطرح ان روایات کے فسادات بلکہ لزوم محالات
و مخالفت واقعات غلطی رواۃ وضعیت روایات مین متنبہ بھی نہین ہوتے
حالانکہ اس سے ادنے خرابی و فساد کی بدولت اپنی روایات صحیحہ
قطعیہ یقینیہ متواترہ کو باطل کر دیتے ہین مگر اس جا پر نہین کسیطرح عقل نہین
سے کام ہی نہین لیتے ناحق کی ہوا خواہی خلیفہ پر جان دیتے ہین
حالانکہ خود خداوند عالم نے ایسی قرابتون کو بشرط وقوع غیر موثر قرار دیا
رسول مقبول نے متعدد احادیث مین پکار پکار کر سنا دیا کہ محض قرابت سے
کچھہ نہ ہوگا نہین جبتک ایمان و صلاح و سداد نہو خود خلیفہ دوم نے اسی
عالم اثبات من قال لا الہ الا اللہ وجبت لہ الجنۃ کے بدولت ابوہریرہ کو مار کر گرا دیا
جو بیچارہ حسب الحکم نبوی یہ حکم سنایا چاہتا تھا اور انحضرت کی تعلیم مبارک کی تصدیق کرتا
کہتا تھا پس کیا خلیفہ دوم کو اتنی عقل نہ تھی کہ اگر ارشاد انحضرت کہ ہر سبب و نسب و قرابت
بروز قیامت منقطع ہوجائیگی الا میری قرابت و سبب و نسب بطور عام ہمکو تو اس سے نجات

دوخول جنت کفار ومشرکین لازم آتی ہے کیونکہ نسب آنحضرت مین ہزارون
کفار شریک تھے سبب مین بھی مثل شیخین کے اور بہت سے سبب ہوسکتے
جو یقینی کافور ہے اسیطرح دامادی رسول خود اہلسنت کی روایات کے
مطابق عتبہ عتیبہ و ابو العاص کافرونکو حاصل تھی پس اگر وہ بشارت
نبوی عام ہے تو انکا جنتی وناجی ہونا لازم آتا ہے اور اگر خاص ہے
کسی شرط کے ساتھ تو وہ امور حاصل کرنا چاہئے بہرکیف اہلسنت کو
تو اس پردہ مین ثبوت موافقت وحصول ایمان کے قریب دیا جو ایسی
روایات وضعیہ کو انہونے بسر وچشم قبول کرلیا اور فسادات وشناعات
پر او سکے مطلقاً غور نہ کیا باقی رہے شیعہ پس انکے لیے سیسے زیادہ سہل
مگر تو نے دیر کو ان روایات مین مہیا کیا کیونکہ وہ بخوبی جانتے تھے کہ اولاً شیعہ
عداوت وبغض وحسد وظلم وتشدد خلیفہ دوم کو بخوبی ثابت کرتے ہین
اور جو روایتین اہلسنت کی اسمادہ مین ملتی ہین اونکے سامنے پیش کرتے ہین
لہذا اون واضعین کاذبین نے روایات عقد مین بھی وہنین مضامین
ظلم وتشدد خلیفہ دوم کو درج کیا تاکہ شیعہ فریب مین آکر اسکو قبول کرلین
اور روبرو اہلسنت پیش کرین کہ دیکھو خود انہین روایات عقد سے ظلم و
تشدد خلیفہ دوم بخوبی ثابت ہوتا ہے ثانیاً چونکہ شیعہ مطلق قرابت و رشتہ دار کو
مفید نہین سمجھتے ہین جبتک شرائط ایمان واعمال صالحہ نہون لہذا اوسی قرابت
ورشتہ داری کے مفید ہونیکو اس روایت مین بھی درج کیا کہ خلیفہ نے اسی بنیاد پر
عقد کا قصد کیا تاکہ شیعہ اوسکے تردید مین مشغول ہون اصل روایت کیطرف

التفات نکرین وہ مسلم ہو جائے اور عوام الناس کے اغوا اور تضلیل کا
آلہ بنا تھے لگے کہ دیکھو صاحب وقوع عقد کو مانتے ہین اوسپر بھی خلیفہ کو
مومن نہین جانتے اور اونکے کفر و نفاق کے قایل ہین بھلا اگر خلیفہ دوم
مومن عارف کامل لایمان نہوتے تو جناب امیر علیہ السلام کلثوم کا نکاح
انکے ساتھہ کسی حالت مین نہوتے دیتے جیساکہ تقریر صاحب آیات
بینات سے ظاہر ہے پھر کیف اس شطرنجی چال سے مکر و تزویر کا جال
بچھایا اور اس قصہ کو وضع کیا کہ خواہی نخواہی لوگ انکے فریب مین
آجائین اور ہر ظلم و تشدد خلیفہ دوم انہین روایتون سے ثابت کرنے لگین
اور ہر قرابت کے غیر مفید ہو نہین اور جہین اصل روایت مین چون و چرا نہو
مسلم ہو جائے از نجاست کہ زیادہ چھیڑ چھاڑ اسکی نہ کی موقع پر چھیڑ کر خاموش
ہو گئے کہ جب پورے طور سے علما سے شیعہ اسکو تسلیم کرلین تب اسکی چھیڑ
نکالیجائے کیونکہ بخوبی جانتے تھے شیعہ جسقدر طاعن خلفا مین گفتگو کرتے ہین
اہلسنت کی مستند کتابون سے اوسی بنیاد پر اسمادہ مین بھی اہلسنت کے کتابون سے بحث کرینگے
اور عداوت خلیفہ دوم اور قرابت کے غیر موثر ہونیکو انہین کتب سے ثابت کرینگے پس روایت مسلم
ہو جائیگی چنانچہ یہ ودایع مستودعہ و وصایای محفوظہ زبیرین بکار ناصبی دضاع
سے شروع ہوئی اور مولوی حیدر علی پر ختم ہوئی دیگر حضرات اب
انہین موضوعات پر زاد نغمتہ علی الطنبور کے مطابق بفحوائے ہر کہ آمد
عمارتے نو ساخت + مضامین جدیدہ اسپر اضافہ کرنے لگے مگر الحمد للہ کہ بفحوائے
لن یجعل اللہ للکافرین علی المومنین سبیلا یہ تدبیر پر تزویر اونکے اہلحق پر کچھہ موثر ہوئی

امنوںنے اوسسے عاقلانہ طریقہ انکار وتسلیم سے کام لیا گا ہے انکار کلی کیا
اور موضوعیت روایات ثابت کی جسکی تصدیق خود علمائے اہلسنت
کی زبانی سے ثابت کی اور مابعد اسکے بھی بعض اقوال مذکور ہونگے
گا ہے بطور تسلیم و فرض محال اون مقاصد کو باطل کیا ہے جنکے لیئے
یہ موضوعات بنائے تھے اور اسپر کہ تحقیق کامل اسکے حصہ مین اس قاصر کے پڑے
وکم ترک الاوائل للاواخر حتے کہ بعض اکابر نے اس قاصر کے حق مین شعر پڑھا
انی وان کنت الاخیر زمانہ لآت بما لم تستطعہ الاوائل اسلئے کہ مشتی از خروارے کے
نمونہ بھی عجالہ میری تصدیق کرتا ہے چونکہ نواب محمد علیخان بہادر نے آیات
بینات مین تمامتر ایسے ہی اقوال و روایات شیعہ کو جو بطور فرض و تسلیم
ہین ثبوت واقع ہین پیش کیا ہے اور عوام الناس کے کانون مین
پہونچ دیا کہ علماے شیعہ کو تو اس کلام سے اقرار ہے لہذا کچھ فحامش انکی
اوہنکے مذاق مین ضرور ہے (افسوس کہ اصل کتاب ذوالفقار حیدر جلد
جہان اس بحث کی آیات بینات کی تردید کی ہے بکمال شرح وبسط
ان مطالب کو لکھا ہے اور بخوبی انکے ہر ہر ثبوت کی تردید کی ہے
دیکھئے پروردگار عالم کب وسکے چھپنے کا سامان کرتا ہے اللھم عجل
بحق محمد و آلہ الامجاد پس روی تخاطب میرا زیادہ تر انہین کیطرف ہے اگر اور مریدون
انکی سماعت اسکی کرین تو خیر ورنہ اونکے لیئے قول مولوی حیدر علی
کافی ہے جو سابقا مذکور ہوا باقی رہے نواب صاحب پس اونکے لیے
کلام جناب سید احمد خان بہادر بالقابہ کافی ہے جو اپنی تفسیر مین بیان کیا ہے

ص ۱۴۵
تفسیر سید احمد مطبوعہ
علیگڈھ

ان سب سے زیادہ ایک اور امر ہے جسپر شارح مواقف اور صاحب
مواقف بلکہ اور کسی نے بھی غور نہین کیا اور وہ کلام غیر مقصود ہے
مثلاً ایک شخص یہ بات کہے کہ جب آفتاب مغرب سے نکلیگا یا اونٹ سوئی
کے ناکے مین سے نکلیگا تب یہ امر واقع ہوگا اور مخاطب اوسکو یہ جواب دے
کہ آفتاب کے مغرب سے نکلنے اور اونٹ کے سوئی کے ناکے مین سے
نکلجانے پر بھی یہ امر واقع نہ ہوگا اس کلام مین آفتاب کا مغرب سے
نکلنا اور اونٹ کا سوئی کے ناکے مین سے نکل جانا کلام مقصود نہین ہے
بلکہ عدم وقوع اس امر کا جسکے وقوع کا قایل مدعی تھا مقصود ہے اور
اس کلام سے تسلیم اوس بات کی کہ درحقیقت کبھی آفتاب مغرب سے
نکلیگا یا اونٹ سوئی کے ناکے مین سے نکلجاویگا لازم نہین آتی پس
دلیل نقلی مین اس بات کا علم ہی کہ وہ کلام غیر مقصود نہین ہے اشد ضروریات
مین سے ہے اور بغیر اسکی کوئی نقلی دلیل مفید یقین نہین ہوسکتی قرآن مجید
مین اس قسم کا کلام غیر مقصود نہایت کثرت سے ہے مشرکین و اہل کتاب کے
عندیہ مین مدت سے ایسی باتین سمائی ہوئی ہین جنکا دراصل کچھ وجود نہ تھا یا وجود
تھا مگر اسکی جو حقیقت کہ وہ سمجھے ہوئے تھے دراصل وہ نہ تھی یا وہ بات ظاہر مین دکھائی
دیتی تھی اور بطور غلط العام یا باعتبار مشاہدہ اوسکو وقعی سمجھے تھے حالانکہ حقیقت اور اصلیت
برخلاف اوسکے تھی اور قرآن مجید کو اوس سے بحث مقصود تھی اسلئے اوسکو اوسطرح بیان کیا
جسطرح مشرکین و اہل کتاب خیال کرتے تھے اور کبھی اسی بطور حجت الزامی کے کلام مقصود کیا
قایم کی اور کبھی بلحاظ مشاہدہ ظاہری کے اوسکو بیان کیا اور کلام مقصود سمجھا گیا پس کلام مقصود سوا جسقدر کلام ہے

کلام غیر مقصود ہے اور اوس سے کوئی ثبوت کسی امر کی واقعیت کا حاصل
نہیں ہوتا اور نہ وہ کسی امر کے لئے مفید یقین ہوتا ہے اور اس سے
دلیل نقلی کے مفید بالیقین ہونیکو قطع نظر ان تمام باتون کے جو شارح
مواقف اور صاحب مواقف نے بیان کی ہون اس بات کا علم کہ وہ
کلام غیر مقصود نہیں ہے واجب و ضرور ہے یہ امر جو ہمنے بیان کیا اسکو
کچھ کلام اللہ ہی سے خصوصیت نہیں ہے بلکہ علم کلام کا اور خود ہمارے
روزمرہ گفتگو کا بلکہ تمام دنیا اور تمام قومون کی باہمی گفتگو و کلام کا یہی
طریقہ ہے کہ جو امر بحث سے اور مقصود سے خارج ہے اوسکے صحیح یا غیر
صحیح ہونے سے قطع نظر کرکے کہیں بطور حکایت اور کبھی بطور تسلیم و فرض
اور کبھی بغیر کسی خیال کے اسکا ذکر اور بیان آجاتا ہے اور اوس سے بحث
اسکے کہ اسکے بعد کا کلام مقصود بیان کیا جاویگا اور کچھ مقصد نہیں ہوتا
یہی سبب ہے کہ بعض اشخاص غلطی سے سمجھتے ہین کہ قرآنمین بعض ایسی باتین
بیان ہوئی ہین جو حقائق موجودہ کے برخلاف ہین اور بعض اس سے زیادہ
غلطی یہ کرتے ہین کہ اوسکو کلام مقصود سمجھکر اوس بات پر اصرار کرتے ہین کہ
وہی دراصل حقایق موجودہ ہین اور دراصل دونو غلطی پر ہین انتہے
بقدر الحاجۃ اقول نہین اشخاص سے جنکو ایسی غلطیو پر اصرار ہے صاحب
آیات بینات اور اونکے پیشوا اور تابعین ہین کہ کلام مقصود و غیر مقصود
مین تمیز نہین کرتے اور اپنے غلط خیال پر اڑے رہتے ہین کیونکہ کلام مقصود
اہلسنت اثبات ایمان و حقیت و فضیلت خلیفہ دوم ہے جسکے منجملہ دلایل

دلایل سے اس نکاح موہوم کو بھی دلیل قرار دیتے ہین شیعونکا کلام
مقصود اثبات نفاق و عدم حقیت خلیفہ دوم وغیرہ سے نہ وقوع نکاح
پس جہان کل دلایل اہلسنت کو بذریعہ انکار و تسلیم باطل کرتے ہین وہان
اس دلیل کو بھی اوسی طریقہ سے باطل کرتے ہین اور بعد فرض و تسلیم ثابت
کر دیتے ہین کہ اگر یہ نکاح ہوا بھی تو خلیفہ دوم کا نہ ایمان ثابت ہوا نہ کوئی
فضیلت نکلی جب اہلسنت نے اس نکاح کو دلیل اتحاد و موافقت باخود ہا
قایم کیا شیعون نے خود اس نکاح کو دلیل عداوت و بغض و جور و تشدد
خلیفہ ثابت کر دیا پس کلام مقصود ثبوت عدم اتحاد و موافقت ہوا نہ واقعیت
نکاح اور جب اہلسنت نے اس نکاح کو دلیل ایمان و فضیلت خلیفہ قرار دیا
شیعون نے اس نکاح کے دلیل ایمان ہونیکو باطل کر و فرعون عقبہ عتیبہ
ابو العاص زوجہ حضرت نوح و حضرت لوط و عائشہ و حفصہ کو نظیر مین
پیش کیا اب ایسے کلام غیر مقصود کو جو بطور فرض و تسلیم یا حجت الزامی یا
بر بنیاد غلط العام یا غلط واقعات مشہورہ پر ہے دلیل تحقیقی اور کلام مقصود
سمجھنا اور دلایل تحقیقی مفید علم و یقین مین پیش کرنا موجب نشست ہی نہ لایق
توجہ دانشمند اب مین صاحب آیات بینات سے بکمال ادب ملتجی
ہون کہ اپنے کل جوابون پر غور فرماین کہ وہ کل روایات و اقوال و حکایات
ایسی ہے فرضی و تسلیمی و الزامی ہین یا نہین بعد اوسکے اگر کچھ حوصلہ ہو
تو بسم اللہ ہمین چوکان ہین میدان اور اگر حضرات اہلسنت ہی سید بزرگوار کا
قول نہ مانین تو اپنے مولوی حیدر علیصاحب کی تحریر دیکھین کہ اسی عبارت

ص ۹۵۹
ازالۃ الغین

فرمائی کے مطلب کو ان الفاظ سے بیان کرتے ہین و بساا وقت کہ علما بعضے از
چیزہا را بجہت تصویر بالذات می آرند برائے مزید فوایدجس سے معلوم ہوا کہ
کلام غیر مقصود بسوا استدلال درست نہین ہے بہر کیف چونکہ نہایت متانت و استحکام سے
اصل کتاب ذوالفقار حیدر مین انکی تقریرونکا جواب لکہہ چکا ہون لہذا
یہان اسے کلام مختصر پر ایک امر اور متعلق اس جواب تسلیمی کے
باقی ہے اوسکو لکہکر فضل تحقیق پر رجوع کرتا ہون انشاء اللہ تعالے
ہان اس تقریر پر کہ دوامات کا عقد کفار کے ساتھ اور کافرہ کا عقد مومن
کے ساتھ پہلے بہی ہوا ہے خدا کے رسولون نے بہی کیا ہے اہلسنت
یہ عذر کرتے ہین کہ انبیاے سابقین نے یا انحضرت نے جو اپنی بیٹیان کفار
سے بیاہین تو اوسوقت نکاح با مشرکین جایز تہا آیہ لا تنکحوا المشرکین حتے یومنوا
یعنی مشرکین سے مت بیاہو جب تک ایمان نہ لائین اوسوقت تک
نازل نہین ہوا تہا پس فعل آنحضرت قبل از تحریم ہے اور فعل جناب امیر بعد از
تحریم پس کو یہ تقریر خارج از بحث ہے کیونکہ منشا بحث یہان اسیقدر ہے
کہ مطلق وقوع نکاح سے اتحاد و اتفاق و ایمان ثابت ہوتا ہے
یا نہین جسکو خود آیات قرآنی سے میں نے ثابت کر دیا کہ نہین ہوتا مگر بہر کیف
پہلے جواب اسکا یہی ہے کہ خلیفہ دوم کا مشرک ہونا تصریحات صریحہ
علماے شیعہ سے ثابت کرلو تب یہ تقریر پیش کرو کیونکہ قرآن مین ممانعت
نکاح از مشرکین مذکور ہے نہ ممانعت نکاح از منافقین جو حسب شرع
حکم مسلم مین داخل ہین دوسرے عموماً جواز نکاح مومنات با مشرکین

گو شرایع سابقہ مین ہو بنا بر اصول خود اہلسنت غیر ثابت ہو اسلئے کہ حضرت
لوط کے اوس کلام مین جو کفار سے کہا یہ میری بیٹیان پاکیزہ ملیں تمہارے
لیے اہلسنت بھی تاویل کرتے ہین کہ مقصود حضرت لوط یہ تھا
کہ بشرط قبول اسلام عقد کر لو جس سے معلوم ہوا کہ عموماً
کفار کے ساتھ نکاح نہین جایز تھا تمیز
ہمنے مانلیا عموماً نکاح اوسوقت کفار کے ساتھ جایز تھا اور بنا بر اوسی
جواز کے نکاح حضرت زینب و رقیہ و ام کلثوم عتبہ و عتیبہ و ابو العاص
کے ساتھ ہوا مگر بعد تحریم بھی تو باوصف تفریق اسلام حضرت رسول دونون
کو جدا نہ کر سکے جیسا کہ تاریخ خمیس اور اسد الغابہ اور اصابہ فی معرفۃ
الصحابہ مین ابن حجر عسقلانی نے ام المومنین بی بی عایشہ سے ناقل ہین
کہ اسلام نے جدائی ڈالدی تھی درمیان زینب اور ابو العاص کے
مگر رسولخدا اوسپر قادر نہوے کہ دونون مین جدائی کر دین کیونکہ وہ حضرت
مکہ مین مغلوب تھے اور حلال و حرام نہ کر سکتے تھے پس جب رسول مقبول مالانیمہ قوت و شوکت
کہ خود شکر اسلام نے اسی ابو العاص کو گرفتار کیا اور حضرت نے رہا بھی
فرمایا مگر اس تفریق پر قادر نہوے (جیسا کہ خوف قوم بی بی عایشہ سے
جو حضرت کے وقت وفات تک قریب العہد بکفر و جاہلیت تھے
کسیطرح آنحضرت تعمیر خانہ کعبہ پر قادر نہوے خواہ وہ تفریق و تعمیر
رسول پر واجب ہو یا مستحب تو جناب امیر نے اگر ایسی مجبوری بلکہ
اس سے بدارج زاید مجبوری کے عالم مین بفرض محال بھی نکاح کر دیا

جو اوس حکم لاتنکحوا المشرکین مین کبھی داخل نہین ہے اور جواز مین اوسکے
خصوصًا درحالیکہ جناب امیر علیہ السلام کیطرف اسکی نسبت ہو اور
کسیکو کوی عذر بھی نہین ہے تو کیونکر محل طعن و تشنیع ہو سکتا ہے
خصوصًا جبکہ باتفاق فریقین ثابت ہے کہ بہت سے امور محرمات
عالم اضطرار و مجبوری مین حلال و مباح ہو جاتے ہین جیساکہ
فعل رسول مین بھی مشاہدہ ہوا اور جناب امیر علیہ السلام کی مجبوری
و ناچاری کا حالت حصول خلافت و فرمانروائی مین بھی خود شاہ
کو اقرار ہے چہ جاے ایام حکمرانی الفاظ اغلاط حضرت خلیفہ دوم
جنکے تشددات خصوصًا بہ نسبت خانوادہ رسالت طشت از بام
ہین اور حضرت لوط کے بارہ مین تو خود قرانسی ظاہر ہے کہ باوجیکہ
حضرت لوط نے قوت و طاقت جبرئیل امین کو ملاحظہ کیا تھا اوسپر
بھی تسلط و غلبہ کفار سے اس قدر قلق و اضطراب مین تھے اوادی
الی کرشادلیکہا اور اوسی عالم قلق مین کفار سے فرمایا کہ یہہ میری بیٹیان
پاکیزہ ہین اگر ہو کرینوالے جسکی بہ نسبت امام فخر رازی کہتے ہین
اپنی بیٹیون کو فجار و اوباش پر عرض کرنا اہل مروت سے
نہایت بعید ہے چہ جائیکہ اکابر انبیا سے یہہ امر سرزد ہو نا چنانچہ
امام صاحب نے اسی وجہ سے اون دختران حضرت لوط کو فرشتہ
حضرت لوط سے نکالکر امت کی بیٹیان قرار دین اور یہہ بھی نہ خیال
کیا کہ اپنچہ بر خود نپسندی بہ دیگرے مپسند کے خلاف انبیاے کرام

جسکو نظر کرسکتے ہین جنکے بعثت بالخصوص بتعلیم مکارم اخلاق کے لئے
ہوئی اور اوسکی بدولت ایذاے امت لئام سہتا شب و روز جفاے
کفار مین مبتلا رہنا انکی شان سے ہے مگر علامہ ابی سعود نے اس عرض
دختران کو فجار و کفار پر کرم حضرت لوط مین شمار کیا ہے کہ مہمان کے
بچاو کے لئے ازراہ غایت کرم یہہ فرمایا حالانکہ وہ سب بسبب کفر
و فسق و خباثت و عدم کفاءت کے باوصف استدعانہ لائق عقد تھی
نہ حضرت لوط اونسے نکاح کرنا قبول فرماتے تھے بہرکیف یہہ جواب
اجمالی بطور فرض و تسلیم وقوع عقد ہے کہ شیعیان اہلبیت اس
حالت مین بھی چیرہ دست ہین اور اہلسنت کے الزامون سے پاک و
صاف ورنہ عنقریب معلوم ہوگا کہ عند التحقیق یہہ قصے تمامتر غلط و بے
بنیاد محض افترا و بہتان ہین اب یہہ دیکھنا چاہیئے کہ درصورت تسلیم
وقوع عقد بنابر اصول اہلسنت کیا کیا خرابیان لازم آتی ہین اور اونکا
دفعیہ ہوسکتا ہے یا نہین خرابیان تو بہت ہین دفعیہ کی کوئی صورت
نہین کیونکہ اوپر دو طرح کی خرابیان لازم آتی ہین ایک وہ جو خاص
خلیفہ دوم اور صحابہ مقبولین اہلسنت پر وارد ہوتی ہین دوسری وہ جو بنابر اصول
اہلسنت جناب امیر اور سایر بنی ہاشم پر عاید ہوتی ہین چنانچہ ہر ایک کو علیحدہ علیحدہ
بیان کرتا ہون فصل اول یعنی وہ خرابیان جو بنابر اصول اہلسنت خلیفہ دوم و صحابہ
پر عاید ہوتی ہین بس کہنی یہہ ہے کہ اگر اس عقد کو مانین تو ضرور ہے اہلسنت اسکے
قایل ہون کہ خلیفہ دوم نے دیدہ و دانستہ بالقصد ایذاے حق تلفی رسول کا ارتکاب کیا کیونکہ

دختر ابو بکر سے عقد کرنا چاہا عائشہ کو پیغام دیا ام کلثوم بنت ابو بکر نے
انکار کیا کہا مجھکو ایسے شخص کی حاجت نہین جو خشن العیش ہے عورتون پر
شدت کرتا ہی مگر بی بی عائشہ بہت گھبرائین یہانتک متردد ہوئین کہ عمرو عاص حیلہ ور ہے
ملتجی ہوئین کہ کوی ایسی تدبیر نکالی جس سے یہ بلا ٹلے تو عمرو عاص نے کہا مین تمہاری کفایت کرونگا
بعد اسکے جاکر عمر سے کہا ہمنے تمہارے ایک ایسے خبر سنی ہے کہ مین تمہارے واسطے خدا کی پناہ مین دیتا ہون
عمر نے متحیر ہوکر پوچھا وہ کیا ہے عمرو عاص نے کہا کہ مینے سنا ہے تم ابو بکر
کی بیٹی ام کلثوم سے عقد کرنا چاہتے ہو عمر نے برافروختہ ہوکر کہا پھر اسمین
مضائقہ کیا ہے مجھ مین عیب ہے یا اوسمین عمرو عاص نے کہا کہ عیب نہین ہے
مگر بات یہ ہے کہ ام کلثوم دختر ابو بکر بجمال رقت ولینت عائشہ کی صحبت مین پلی ہے
ور شدت وخشونت تمہاری اسدرجہ ہے کہ ہم لوگ خوف کھاتے ہین اور تمہارے کسی خلق پر
کو بدل نہین سکتے پس اگر تمنے اوس سے نکاح کیا اور اوس نے کوی قصور تمہارے
خدمت مین سرزد ہوا تمنے اوسکی کچھ تنبیہ وتادیب کی تو اوس سے حق تلفی اور جفا
کا حق بر ابو بکر لازم آویگی عمر فوراً متنبہ ہوکر باز آیے بلکہ یہانتک پریشان ہوے
کہ عمرو عاص سے کہا پھر عائشہ سے کیا کیا جاے کہ مین اون سے
عہدہ چکا ہون عمرو عاص نے کہا کہ مین بندوبست کرلونگا انتہی پس ام کلثوم بنت
جناب سید علیہا السلام سے خلیفہ نے عقد کیا تو حق تلفی وجفا بر رسول بھی لازم
ہوئی بلکہ صورت اولی سے کہین زیادہ حق تلفی وایذاے رسول مین مبتلا
ٹھہرے کیونکہ ایک تو تفاوت سنّ کے سبب سے صحبت ناجنس کا سابقہ ہے

جسکو صحبت ناجنس عذابست الیم کہتے ہین دوسرے یہ عمر وہی ہین
کہ جنہونے والدہ ماجدہ جناب ام کلثوم سیدہ نساء العالمین پر کیا کیا ظلم
وستم کئے جنکو حضرت ام کلثوم نے اپنے نانا رسولخدا کی وقت وفات
سے اوسوقت تک بچشم خود دیکھا مثل قسم عمر بخانہ سوزی اور اگ لگادی
لیجانے گھر جلنے کے لئے لاا قل یہ تو یقینی ہے کہ حضرت ام کلثوم یقینا
جانتی تہین کہ جناب سیدہ شکین سے ناراض تشریف لیگئین اور اسیوجہ سے
جنازہ پر اوس معصومہ کے نہ آنے پائی تغییر کے کمسنی ایسی جس سے
صدور بواعث منازعت ومخاصمت گویا لوازم سے ہے خصوصا اوس
کمسن لڑکی سے جو بکمال ناز و نعم پرورش پائی ہو جسکا نمونہ طمانچہ مارنیوالی
روایت سے ظاہر ہے چوتھے غیر کفو غیر قبیلہ کی ایک بدہی بد خود
بد خلق سے سابقہ ہے کہ بہر طور اسباب رنج وکدورت موجود ہین جس سے
پیدا ہونا بواعث مذکورہ کا ضروری ہے لاا قل جسطرحکی وہمی حق تلفی
عقد دختر ابوبکر مین ممکن الوقوع تھی اوس سے تو بدرجہا بڑہ کر یہان
یقینی الوقوع ہے وہان اگر حق تلفی ابوبکر صرف تھی تو یہان حق تلفی
وایذاے رسول ومفجعہ الرسول دونو ہی بلکہ جناب امیر اور حسنین اور
سایر اہلبیت کی ایذا رسانی ہی تو اب حق تلفی ابوبکر کا لحاظ کرنا اور حق
رسول واہلبیت کا بالکل لحاظ نہ کرنا جس درجہ کی خرابی ہے اونسلوا
ہی خوب جانتے ہین پس اگر اقرار بوقوع عقد کیا جائے تو اوسکے ساتھ
اسکا بھی اقرار کرنا ضروری ہوگا کہ عمر نے دیدہ و دانستہ رسول کا خیال

ترک کیا اور اونکے حقوق کا اوتنا بھی لحاظ نہ کیا جتنا ابوبکر کے حقوق کا تلفی لحاظ کیا بلکہ وہان اگر حق تلفی ابوبکر لازم آتی تھی تو بلا قصد اور یہان جو رسول کا ارتکاب بالقصد دیدہ و دانستہ ہوتا ہے پس نہ معلوم ایسے شخص کو اہلسنت کیونکر مسلمان و مومن کہ سکتی ہین حالانکہ خود صحیح بخاری صحیح بخاری مین ہے کہ فرمایا آنحضرت نے کبھی کوئی مومن نہین ہوسکتا جبتک ہماری محبت اوسکے دلمین باپ بیٹی تمام آدمیون سے زیادہ نہو اور اہلبیت طاہرین کے بارہین جو کچھ وصیت فرملگئے محتاج شرح نہین حتے کہ خود علماے اہلسنت نے تصریح کی اگر علوی را علویک گوید کافر گردد وایذا عام است سواے کان اورا کشد فرزند و بدر گوید بجد یکہ اگر از مجلس برخیزد وجامہ بغیشاند چنانکہ خاک باہل مجلس رساند ایذا بود و نیز اگر فرزند و یا غلام و متعلق اورا ازار و آزار بود نیز رسے ترش کردن آزار ست و ایذاے اہلبیت ایذاء رسول ست بتصریح نص و ہوالحدیث الاول فی الکتاب وشرف النبوۃ رواہ علی حرمت الجنۃ علی من ظلم اہلبیتی واذانی فی عترتی ثم قال و در ایذاء علوی ایذاء رسول ست صلی اللہ علیہ وسلم و درین بیان احادیث کثیر ست بسبب اختصار مذکور نشد انتہی (مناقب السادات ملک العلماء صفحہ ۳ ورق قلمی مناقب السادا و دولت آبادی) پس ہم نہین سمجھتے کہ بغیر انکار وقوع عقد اہلسنت کیونکر اپنے خلیفہ دوم کو اس الزام سے بری کر سکتے ہین کہ ابوبکر کے حقوق کو برابر ہی فوق رسول کا خیال نہ کیا جس سے اصل ایمان خلیفہ دوم وغیرہ رخصت ہوتا ہے حالانکہ بالخصوص اس مادہ مین نص صریح صحیح بخاری مین

موجود ہے کہ جناب رسالت مآب نے استدعا ے اولاد ہشام پر دوبارہ عقد
جناب امیرؑ نا راضی ظاہر فرمائی اور سوت ہونیکو موجب ایذا ے معصوم
مظلومہ فرمایا جو موجب ایذا ے خدا و رسول ہے دوسرے خرابی
یہ ہے کہ یہی کل الزام عمر و عاص پر بھی عاید ہوتے ہین جسنے عمر کو حق
تلفی ابوبکر کا خیال دلاکے ام کلثوم دختر ابوبکر سے عقد کرنے کو روکا اور
ام کلثوم بنت جناب امیرؑ سے عقد کرنے کی رائے دی حالانکہ یہ عمر و
عاص وہ ہین کہ معاذ اللہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ صلعلے عمر بن العاص
سے فرمایا بلکہ خلفاے ثلثہ و کل صحابہ پر آنحضرتؐ نے (معاذ اللہ) اسے
تفضیل دیا کہ فرمایا ہر شخص اسلام لایا عمر و عاص ایمان لایا (کما فی اسماء الرجال
للشیخ عبد الحق) از ینجاست کہ یہ شخص تیسرا سر حلقہ اہلسنت والجماعت ہے
جیساکہ تکمیل الایمان مین ہے تیسرے خرابی یہ ہے کہ یہی کل الزام بعینہ اور
اوسکے ساتھہ ضد عداوت باجناب امیرؑ اکثر صحابہ پر عاید ہوتے ہین
کیونکہ جب جناب امیرؑ نے عذر صغر سنی کیا تھا تو عمر باز آئے پھر
لوگون نے بہکایا کہ علی نے تمکو ذلیل جانا اسوجہ سے عقد کرنا تمہارے
ساتھہ منظور نہ کیا کہ پھر خلیفہ کا اصرار بڑہا حالانکہ اہلسنت کو
رفع عداوت صحابہ و خلفا مین باجناب امیر علیہ السلام جو کد و کاوش
ہے معلوم ہے جو تھے خرابی یہ ہے کہ اگر عمر نے ایسا قصد کیا اور
عقد ہوا تو لازم آتا ہے کہ انہونے احکام خدا و رسول کو باطل کر دیا کیونکہ
بخوبی انکے یہان ثابت ہے کہ بنی ہاشم کا کفو ہر غیر بنی ہاشم نہین ہو سکتا

ص ۱۲۱

ازالۃ الخفا ص ۹۲۵

ص ۱۶۰ صواعق محرقہ

پیش نہوئے ابطال احکام خدا و رسول کیا بلکہ خود اپنے مذہب کے
بھی خلاف کیا کیونکہ صاحبان حسب و نسب مین کفو کا خیال انکے
نزدیک ضروری تھا تاکہ مہاجرہ سے غیر مہاجر کے عقد کو منع کیا بلکہ
عربیہ سے غلام آزاد کردہ کے نکاح کرنے کی بھی ممانعت کی چنانچہ
یہ مین خیال اہلسنت قایل ہوئے کہ نکاح معتزلہ اور شافعیہ کے ساتھ
حرام ہے جیسا کہ جامع الرموز شمس الدین قہستانی مین ہے پانچوین
خرابی یہ ہے کہ جب جناب امیر علیہ السلام نے عذر تقرری نسبت
بہ فرزند جعفر پیش کیا اور سپہ بھی خلیفہ نے اصرار کیا تو مخالفت اوس
حکم نبوی کی لازم آتی ہے جو حضرت نے فرمایا کہ جب کوئی برادر
مسلمان کسی سے خواستگاری کرے تو پھر دوسرا خواستگاری
نہ کرے الخ چہ جائیکہ اسپر اصرار کیا جاوے اور تشدد عمل مین لایا
جاوے چھٹین خرابی یہ ہے کہ جناب امیر نے چند عذر کیے
ایک کمسنی دوسرے تقرری نسبت بفرزند جعفر تیسرے مشورہ لینا
چوتھے اذن لینا امراسے مگر خلیفہ نے قبول نہ کیا بلکہ اسدرجہ
جبر و اصرار کیا کہ جناب امیر نے گاہے عقیل و گاہے حسنین علیہم السلام
سے مشورہ کیا سب مانع ہوئے پس اس سے صاف معلوم ہوا کہ
کسیطرح جناب امیر اسکو گوارا نہ فرماتے تھے خلیفہ دوم کے تشدد و جبر نے
ایسا مجبور کیا کہ خود و بزرگ سے مشورہ لیا ساتوین خرابی یہ ہے کہ خلیفہ دوم نے
جب نہایت اصرار و مبالغہ کیا اور حضرت نے بنی اعمام و اقارب سے مشورہ لیا اونکی بھی رائے یہی تھی خلیفہ

صفحہ ۱۱۱
ازالۃ الخفا

صفحہ ۱۱۲
صحیح بخاری جلد ۲

صفحہ ۱۱۳
سنن ابی داؤد و نسائی و ابن ماجہ

صفحہ ۱۱۴
تفسیر کبیر فخر رازی

صفحہ ۱۱۵
صواعق محرقہ

دوم نے جبر مین تشدد شروع کیا یہانتک تشدد کیا کہ حضرت
عباس علیہ السلام نے جناب امیر علیہ السلام سے کہا کہ اب
نکاح کردینا مناسب ہے کہ مجھے عمر سے ایک کلام پہونچا ہے
یعنی کلام متضمن تخویف و تہدید ہے اسپر بھی حضرت راضی نہ ہوے تو حضرت
عباس علیہ السلام نے سمجھا بوجھا کر خود نکاح کردیا پس اس سے سراسر ظلم و تشدد
خلیفہ دوم ثابت ہوا بلکہ خروج اونکا اسلام و ایمان سے کیونکہ یہ کہنا
حضرت عباس عم اشرف الناس کا فقد بلغنی عنه کلام صاف
دلالت کرتا ہے اسپر کہ خلیفہ کیطرف سے کوئی سخت دھمکی دیگئی نہایت
درجہ کی تخویف و تہدید عمل مین آئی حالانکہ عموم ناس کے لیئے
بھی ایسی دھمکی جائز نہین چہ جائیکہ بہ نسبت اہلبیت طاہرین ہو چنانچہ
سابقا کلام ملک العلماء دولت آبادی مذکور ہوا اور اونہین کے مناقب
السادات کے باب دہم مین ہے و نیز روے ترش کردن آزار است
زیرا کہ چون عباس رض بر انصار آمد انشان روے ترش کردند مصطفے ص
بغضب شد و گفت نباشد ایمان کسے را کہ عم مرا آزار دہد یعنی
ہر کہ پیاز خورد در مجلس ما آید کہ مردمان از بوے وے آزردہ شوند
آزار باشد بلکہ خود صحیح بخاری مین ہے اسلام وہ ہے جس سے لوگ
سلامتی پائین اور بکثرت احادیث مین تخویف و تحذیر عامہ مسلمان سے
ممانعت صریح وارد ہے پس جب اس وقوع عقد سے کفر و ظلم خلیفہ
دوم ثابت ہوا نہ اجتہاد و اتفاق جسکے اثبات کے لیے وہ روایات

مص ۳۸ دہلی
مناقب السادات
باب دہم

بنائی گئی تو اب کیا ضرور ہے کہ ایسے موضوعات سے خدا و رسول کے
ایذا دہی کیجائے اور کوئی کام بھی نہ نکلے بلکہ بعوض نفع نقصان
حاصل ہوا آٹھویں خرابی یہ ہے کہ خلیفہ دوم نے معاذ اللہ حضرت
کی تکذیب کی اور حضرت کے عذرونکو لغو تصور کیا یہانتک مجبور کیا
کہ ہمارے پاس بھیجدو دیکھیں کم سن ہین یا نہین اور جب بھیجدی گئین
تو عمر نے کہلا بھیجا کہ ہرگز یہ کم سن نہین ہین جیسا کہ تم بیان کرتے ہو کما فی ازالۃ
الغین حالانکہ تکذیب جناب امیر علیہ السلام وہ خرابی ہے کہ بدولت
اسکے صحیح مسلم کے روایت بنص فاضل رشید و قاضی عیاض و مازری غلط
و باطل کردی گئی کما سیجیئ انشاء اللہ مگر اعجب امور سے یہ ہے کہ اہلسنت
یہان باپ کا قول و فعل اپنی اولاد کے بارہین اور اوسکے مصالح مین
زیادہ معتبر ہے حتے کہ معاویہ غاویہ کو ازالم ولیعہدی یزید پلید سے
جس سے وہ افعال سرزد ہوے کہ مستحق لعنت ابدی قرار پایا اسی تقریر سے
بچاتے ہین مگر ان اہلسنت کے امام خلیفہ دوم جناب امیر کے بارہین ایسی
کلیہ کو بھی مسلم نہین رہنے دیتے جو اس جبر شدید کے مرتکب ہوے سر
عجب ہے نوین خرابی یہ ہے (اللھم اغفر لنا ذنوبنا و ثبت اقدامنا
علی الحق وانصرنا علی القوم الظالمین) ہم نہایت مجبوری سے اس دفعہ تو بیان کرتے
ہین جس سے قلب و جگر مین رعشہ ہے کہ جب جناب امیر نے حسب الحکم خلیفہ حضرت ام کلثوم کو
بھیجا تو عمر نے بازو تھاما چادر کھینچی بوسہ لیا سینہ سے چمٹایا ساق پا کھولا سر حضرت
ام کلثوم کو بہت غصہ آیا اور کہا تو خلیفہ نہوتا تو مین تیری ناک توڑ دیتی اور آنکھین پھوڑ دیتی

مجسوئیرے کہر بھیجدے اوسپر عمر نے حضرت کو بھیجدیا روانیشے خود واپس
کھر چلی گئین (یہہ مضمون بہت سی روایتون مین اہلسنت کے مذکور ہے
چنانچہ استیعاب واصابہ سے خود مولوی حیدر علی ازالۃ الغین مین
ناقل ہین جسکو بڑے بسط سے ہمنے جلد ہفتم ذوالفقار حیدری مین لکھا ہے)
ان روایات سے جو جو خرابیان خلیفہ دوم پر لازم آتی ہین اگر شیعہ
بیان کرین تو اہلسنت پر نہایت ہی گران گذریگا لہذا ہم اوسمین سے
ایک بڑے عالم محقق کا قول بیان کرتے ہین یعنی علامہ سبط ابن جوزی
کہ وہ ان روایات واہیہ کو لیتے تمن کرہ خواص الامۃ مین اپنے جد امجد
کی کتاب منتظم سے بالاجمال نقل کرکے بقسم شرعی فرماتے ہین قلت
وھذا ان قبح واللہ لو کانت امۃ الی واللہ یہ امر نہایت ہی قبیح ہے کیونکہ لونڈیونکی نسبت
بھی خلیفہ دوم ایسا نہ کرتے چہ جائیکہ خانوادہ رسالت کے ساتھ
اسلیئے کہ عورت اجنبیہ کا بدن چھونا باجماع تمامی مسلمانان حرام ہے
پس کیونکر اسے امر کی نسبت کیجا سکتی ہے طرف خلیفہ دوم کے
انتہے علامہ مذکور ان روایات مس و کشف ساق یا وغیرہ کو بلاجرح و
قدح رواۃ صرف اسیے خیال سے کہ ایسا امر عظیم کیونکر ہوگا غلط بتاتے ہین
اور کہتے ہین کہ صحیح اسیقدر ہے کہ جب ام کلثوم عمر کے پاس تشریف
لائین تو عمر نے بھر نظر گھورا اوسپر حضرت ام کلثوم کو نہایت غصہ آیا
اور باپ سے جاکر شکایت کی کہ لقد ارسلتنی الی شیخ سوء یعنے تمنے
مجھکو ایک بڈھے خبیث کے پاس بھیجا تھا قابل غور ہے کہ جسکو

نہایت درجہ سیان سمجھا ہے اوسکی کیا کیفیت ہے ایا کسی سہلے آدمی
سے یہہ افعال ہوسکتے ہین کیون صاحبو نظر برا محرم کسکے نزدیک یہ
مولوی حیدر علی بھی باوصفیکہ مجادلہ و مکابرہ پر جیسے کمر ہمت بست
باندہے ہے ہین ظاہر ہے روایت کشف ساق یعنی پنڈلی کھولنے مین
کچھ ایسے دست پاچہ ہوے کہ باوصف تاویلات بیشمار آخر اسکے
قباحت و فسادات پر متنبہ ہوکر اسکے قایل ہوے کہ یہہ عبارت الحاقی ہے
یعنی لوگون نے بڑہا دیا بلکہ معاذ اللہ شیعون پر اسکا الزام لگایا کہ
کشف را ضمیمہ روایت فرمودند تا بزعم خود محمدت را منقصت
بدل کنند خیر اسکا بدلہ تو اونکو خدا دیگا جو شیعون پر تہمت کی سانگ
خود بدولت اصابہ سے اس روایت کے ناقل ہین جسکی تعریف
مین یہ الفاظ فرماے بلکہ انچہ در آن مستطاب یعنی اصابہ فی معرفۃ الصحابہ
ابن حجر عسقلانی در یارہ مایہ النزاع مرقوم ست بلا اختلاف نسخ
و بے کم و کاست بگوش ہوش صغا باید شنید جس سے معلوم ہوا کہ عبارت
اصابہ جسمین روایت کشف ساق مرقوم ہے بلا اختلاف نسخ و بے
کم و کاست ہی پر شیعون پر یہہ افترا کہ انہون نے اس لفظ کو اضافہ کردیا کیونکر
راست ہوگا بلکہ اوسی ورق کے پچھلے صفحہ مین مضمون کشف ساق
و تقبیل بیضتین بوسلیز کو استیعاب سے بھی نقل کیا ہے مگر یہہ بات اس سے
بخوبی ظاہر ہوتی کہ کشف ساق کا مضمون ایسی خرابیون سے مملو ہے
جسکی کچھہ اصلاح نہین ہوسکتی نہ کوی تاویل اوسمین چل سکتی ہے سوا اسکے

ازالۃ العین
ص ۹۲۷

ص ۹۲۶
ازالۃ العین

الحاق شیعہ کے قایل ہون جیسا کہ دربارہ قصہ فدک و قرطاس کہ بحسب افادہ شما مضنا
و مولوی حیدر علیصاحب مبطل مذہب اہلسنت ہی یہی ترکیب نکالی بہرکیف بقول سبط
بن جوزی و مولوی حیدر علی یہ روایات غلط ٹھہری فرق یہ ہی کہ سبط ابن جوزی نے ان
روایات کی قباحت پر متنبہ ہوکر اوسکو خود غلط کردیا اور اپنے ہی راویونپر اسکی
وضع و افترا کا بار رکھا اور مولویصاحب نے بھی اس روایت کو غلط کیا مگر اوسکے ساتھ
شیعونپر بھی ایک تہمت دہردی خیر این ہمہ بالاے ہمہ دسویں خرابی یہ ہی کہ یہ کل
افعال خلاف انسانیت خلیفہ صاحب سے سرزد ہوئی اور صحابہ رسول بیٹھے دیکھا کیئے
نہ اونہون نے اسکی حرمت بیان کی نہ رسول کی حق تلفی کا خیال دلایا ایک عالم اہلسنت
کا بیان ہی کہ خلیفہ ثانی نے مہاجرین اولین سے فرمائش کی کہ (عیاذاً باللہ) جماع
کراو واوسکے بعد معذرت کرتا ہی کہ حرمت اس مسئلہ کی نہ خلیفہ دوم کو معلوم تہے
نہ دیگر صحابہ کو جو اس فرمائش پر اعتراض کرتے (سیرۂ حلبیہ) ان روایات کی تحریر سے
جو خون کو جوش ہوتا ہی منتقم حقیقی کو حوالہ کرتی ہین لیکن یہانسے معلوم ہوا کہ ان اہلسنت کے
نزدیک خلفا و صحابہ بہایم و حیوانات سی تہے نہ از قسم انسان کیونکہ بجز نامردگان کے
کوی فرد بشر ایسا نہوگا جسے اسکی حرمت نہ معلوم ہو بہرحال ہمنے نہایت اختصار کے
ساتھ قسم اول کی بعض خرابیونکو اہلسنت کی روایات سی منتخب کرکے یہان لکھا تفصیل
ان کل امور کی اصل کتاب ذوالفقار حیدر پر محول ہی باقی رہین خرابیان قسم دوم کی
یعنی وہ الزام جو بنا بر اصول اہلسنت جناب امیرؑ اور اہلبیت طاہرین پر وارد ہوتے ہین
پس پہلی خرابی یہ ہی کہ بارگاہ خلیفہ دوم (عیاذاً باللہ) باآنہمہ فضیلت مظہر اہلسنت
لایق تزویج و مناکحت تہی تو جناب امیرؑ نے انکار کیون فرمایا اسدرجہ عذرات

کیون پیش کئے اور باوجیہ عدالت خلیفہ دوم جناب امیرؑ کو بعد انکار ایسا تردد و
انتشار کیون پیدا ہوا کہ گاہے حسنینؑ سے مشورہ لیا گاہی حضرت عباسؓ اور عقیلؓ سے
جسپر سب نے اپنی ناراضی و نارضامندی ظاہر کی پھر بعد مشورہ کے خلاف رائے جمہور
عقد کیون کر دیا دوسری خرابی یہ ہی کہ جناب امام حسین علیہ السلام اور حضرت
عقیل جو انساب قریش و عرب سے نہایت درجہ واقف تھے کیون اس عقد سے مانع
ہوی جس سے معلوم ہوتا ہی کہ اونکے نزدیک عمر لائق مناکحت نہ تھی تو جناب امیرؑ کے
نزدیک کیونکر لائق ہوی اور اگر اہلسنت کو اوس روایت کا خیال ہو کہ جیسا
جناب امام حسنؑ نے ابوبکر کو منبر رسول سے اوترنے کا حکم دیا اور امام حسینؑ علیہ السلام
نے عمر کو منبر رسول سے اوترنیکا ارشاد کیا اور حسنینؑ نے شہادت بر عدالت
خلیفہ دوم مین سکوت کیا تھا تو اس زمانہ مین عذر صغر سنی کا بھی موقع نہین ہے
کیونکہ اب وہ حضرت جوان تھے بلکہ اس لایق کہ جناب امیرؑ اون سے
استشار فرماوین اور اونکو امیر قرار دین تیسرے خرابی یہ ہے کہ جو اختیارات
قانون عقل و شرع سے عورتونکو ملے ہین وہ اختیارات یہان جناب امیرؑ
نے حضرت ام کلثوم سے کیون سلب کئے یعنی اذن لینا کیونکہ کسی روایت سے
اہلسنت کے یہ نہین ثابت ہوتا کہ حضرت ام کلثوم سے اجازت لیگئی ہو
حالانکہ ام کلثوم بنت ابوبکر سے جو بوقت خطبہ چار سالہ تھے اجازت
لیگئی جسپر اونسے انکار کیا اور کہا کہ اگر ایسا ہوا تو قبر رسول سے فریاد
کرونگی جسپر بی بی عائشہ عمرو عاص سے خواہان حیلہ ہوئین پس
جناب ام کلثوم علیہا السلام سے اذن نہ لینا جو یقینًا ام کلثوم بنت

ترجمہ صواعق محرقہ
صفحہ ۱۵۹

ابو بکر سے بدی تھین مسائل خلاف عقل سے پچھ جائیگا پر عکس اون
نارضامندی اونکی اون شکایات سے جو اپنے باپ سے نسبت
عمر بیان کین ظاہر ہوتی ہے بلکہ بروایات صاحب صواعق محرقہ کہ
جناب امیر نے حسنین سے فرمایا عمر سے انکا عقد کرو حسنین علیہما سلام
نے عرض کیا اونسے از زنان ست ارجمت خود ہر کس کہ خواہد اختیار
کند انگاہ علی غضب فرمود از پیش حسین علیہ السلام
برخاست حسن علیہ السلام چون غضب پدر را ملاحظہ نمود دانش
بگرفت و بگفت اے پدر ما را طاقت ہجران تو نیست انچہ فرمائی بر آن
عمل نمائیم انگاہ عقد تزویج بوقوع آمد معلوم ہوا کہ جناب امیر نے حضرت
ام کلثوم سے اسقدر جہ اختیارات مقررہ عقل و شرع کو سلب کئے کہ اجازت
لینا کیسا اونکے بھائی جناب امام حسین نے جو اپنی خواہر کے اختیارات
کو ظاہر کئے اوسپر جناب امیر ایسا غضبناک ہوے کہ اون فرزندان
رسول کے چھوڑ دینے کا ارادہ کیا واہ ام کلثوم بنت ابو بکر تو باد
چار سالگی کے اس عقد عمر پر قبر رسول سے فریاد کرینگی عائشہ کو بھی
اور حضرت ام کلثوم ایسی مجبور ہو جائین کہ نہ اونسے اذن لیا جاوے
نہ اجازت طلب ہو نہ شکایت کی سماعت ہو نہ اونکی فریاد و دادرسی کا
خیال ہو کہ نواسی جناب رسول خدا تھین اور یون جبراً عقد کر دیا جاے
سبحان اللہ کہان تو خود جناب امیر کو اسقدر استکراہ تھا کہ بیٹے
انکار کی کیا پر چند عذر کئے بعد اوسکے اپنے بزرگون سے مشورہ

کیا بعد اسکے خرد ون سے صلاح لی کہ بالاتفاق انہون نے بخار خامنہ
ظاہر کی اب کہانسے ایسی رضامندی ہوگئی کہ سب کے برخلاف
بلا اذن بلکہ خلاف مرضی اوس سیدۂ پاک کے عقد کر دینے پر طیار
ہوگئے وہ بھی اس جبر شدید کے ساتھ جو سراسر خلاف عقل و شرع ہے
ایسی افترا ؤنکا کیا جواب ہے ہاے ان اہلسنت نے اس نصبغہ کو رسول
کی نسبت کچھہ ایسی بے اختیاری ظاہر کی ہے کہ عقد ثانی و ثالث
مین بھی (جو مثل اس غلط قصہ کے محض دروغ ہے) انکو وہی مجبوری
رہی کہ جناب امیر نے اس دفعہ بھی مجبور کیا اور اوسی جبر شدید سے
کام لیا جو بہ نسبت جبر اول کے زیادہ تر خلاف عقل و شرع ہے چنانچہ
ازالۃ الخفین مین ہے بعد از وفات فاروق امام حسن و امام حسین
نزد ام کلثوم آمدند و گفتند کہ اگر اختیار خود را بدست حضرت امیر خواہر
بہ یکے از فرزندان جعفر طیار تزا تزویج خواہند نمود و اگر تو مال و دولت
و آسودگی دنیا میخواہی آنہم موجود است بعد ازین امیر المومنین داخل شد
و خدا را حمد و ثنا گفت و فرمود اے دختر اختیار تو بدست تست منا سب
آن می بینم کہ مرا از طرف خود مختار کنی جواب داد کہ من مثل دیگر زنان
رغبت بآسودگی دنیا ندارم فرمود کہ این از جہت حسنین است کہ تو چنین ارادہ
داری باز بغبطہ تمام سر خاست و فرمود قسم بکبریاے الٰہی کہ ہرگز با یکے
از شما کلام نخواہم کرد مگر آنکہ تو اختیار من دہی پس حسنین و ام کلثوم
گریستند و الحاح نمودند پس ام کلثوم باختیار مرتضوی راضی شد و حضرت

ازالۃ الخفین ص ۲۸۹ و

ترمو دمن ترالعون فرزند جعفر تزوج کردم راوی گوید که عون دو تر
در گذشت پس بار دیگر حضرت امیر آمد و درخواست که اختیار بدست
مبارکش سپارد بارے ام کلثوم بے قیل و قال حضرت را مختار کرد
پس بنکاح محمد برادر عون او را تفویض کردند چون بعد مدتے او داعی
اجل را لبیک گفت او را به برادرش عبداللہ نکاح کردند ام کلثوم
در خانہ او وفات یافت و عبداللہ بن عمر بر او نماز گذارد و چار تکبیر
و فرزندے از وے بجز زید و رقیہ فرزندان فاروق بوجود نیامدند
انتہای قول منصف فراج لوگ برلے خدا ذرا غور کریں کہ یہ اہلسنت
جناب امیر پر کیا کیا اتہام لگاتے ہیں معاذ اللہ فوریہ رسول بلکہ خود
اپنی اولاد سے جناب امیر کو کیا کد پڑی تھی کہ ایک دفعہ یا ان جبر شدید
اپنے پارہ جگر کو شیخ سوء فانی خلیفہ ثانی سے بیاہا جس سے رعایا
اور برآیا کی لڑکیاں بھی عقد کرنا منظور نہیں کرتی ہیں وہ بھی بلا اذن بلکہ
باوصف انکار کیا حضرت کو اپنی بیٹی کی ذرا بھی محبت نہ تھی جتنی عائشہ
کو اپنی سوتیلی بہن ام کلثوم سے محبت تھی کیا کوئی صحابی رسول جناب امیر
و اہلبیت طاہرین کا اتنا بھی طرفدار نہ تھا جتنا عمرو عاص نے عائشہ
اور ابو بکر کی طرفداری کی بھلا کوئی عاقل سکو باور کر سکتا ہے کہ صرف
اس غرض سے کہ خلیفہ دوم ایسے عالی نسب کو شرافت قرابت رسول حاصل
جناب امیر خود ایسا جبر سہیں اور تمامی کنبہ قبیلہ ہر جبر کریں بصفۃ الرسول
کو مجبور کریں کہ خواہی نخواہی اس مصیبت کو گوارا کریں الحمد للہ ہر گز کوئی

ہو شمندا سکو قبول نہ کرے گا خیر کریمان کو ئے بات بنائے
بھی جائے تو بار دوم کیون ایسا جبر دیا گیا کہ باوصف انکار اوس
سید پاک کو فقر و فاقہ کی مصیبت مین مبتلا کیا وہ بھی اس عمر شدید
کے ساتھ اگر کوئی کہے کہ جناب امیر علیہ السلام نے بلحاظ دیانت
اور خیال کفائت یہ جبر کیا کیونکہ روایت مذکورہ سے معلوم ہوتا ہے
کہ حضرت ام کلثوم غیر کفو مین عقد کرنا اپنا چاہتی تھین اسوجہ سے
حضرت نے یہ جبر کیا تو کیا کیسکو اتنی بھی عقل نہ تھے جو کہتا کہ یا حضرت
جب آپنے بار اول اسکو جائز کیا اور گوارا فرمایا تو اب کیا مضائقہ
ہے جو آپ یہ جبر کرتے ہین اور ہر دفعہ اپنی بیٹی کو تازہ مصیبت مین
گرفتار فرماتے ہین بیٹی کو کون مین جھونکنا اسیکو کہتے ہین افسوس کہ
حضرات اہلسنت ذرا غور نہین فرماتے اپنے موضوعات کے
بیان مین ذرا نہین شرماتے چوتھے خرابی یہ ہے کہ جناب امیر
علیہ السلام اسد اللہ الغالب کل غالب مصداق لا فتی الا علی لا سیف
الا ذوالفقار باوصف حمایت تمام بنی ہاشم جو مانع تھے اس
عقد سے کیونکر ایسے مجبور ہوے کہ باوصف عدم رضائے
کنبہ و قبیلہ بلکہ اکراہ خود مخطوبہ عقد کرنے پر طیار ہو گئے کیا اونکو عایشہ
کے برابر بھی اقتدار نہ تھا جو ام کلثوم بنت ابوبکر سے عقد عمر کو
روکا کیا جناب امیر علیہ السلام کو ام ابان کے برابر بھی قوت
نہ تھی جسنے عقد عمر سے صاف انکار کیا اونکے مذمت کی

خلیفہ سے کچھ نہو سکا پانچویں خرابی یہ ہے کہ علاوہ اِن امور کے
جو خلیفہ دوم کی عالی نسبی پر دال ہین (کہ اصل کتاب ذوالفقار حیدر
مین بخوبی مرقوم ہے) صرف اوصاف بد خلقی و بدخوئی مسلّمہ مانع عقد
تھے پھر جناب امیرؑ نے عقد کرنا کیونکر قبول کیا حالانکہ ام کلثوم بنت
ابو بکر اور ام ابان نے صرف اسی عیب کی بدولت نکاح عمر سے
انکار کیا تھا اور حدیث نبوی سے بھی ممانعت مناکحت ایسے شخص سے
معلوم ہوتی ہے جسکا اقل مرتبہ کراہت ہوگا جیساکہ شرح مشکوٰۃ مین ہے
کہ فاطمہ بنت قیس نے جناب رسالت مآب سے کہا ابو جہم اور معاویہ
نے خطبہ کیا ہے کس سے عقد کرین حضرت نے ابو جہم کے عقد سے
بوجہ بدخوئی منع فرمایا جس سے معلوم ہوا کہ بدخوئی مانع عقد ہے
اگرچہ بر سبیل کراہت ہو تو جناب امیرؑ نے کیونکر ایسے بدخو سے
خلاف حکم نبوی (عقد کرنا پسند کیا) جسکے گھر مین آنی تک پر بھی دار
نہ تھی اور ازواج نبی نے اونکا نام ہی افظ اغلظ رکھ لیا تھا اور صحابہ
رسول بھی ہمیشہ انکی بدمزاجی و شدت و خشونت پر معترض رہے
حتےٰ کہ صحابہ نے خلیفہ اول پر مرتے وقت اونکے خلیفہ مقرر کرنے کی
بدولت سخت اعتراض کیا اور خدا سے ڈرایا کہ تم خدا کو کیا جواب دوگے
جو ایسے بدمزاج کو خلیفہ مقرر کرتے ہو چھٹی خرابی یہ ہے کہ صحیح
بخاری مین جناب رسالمآب نے فرمایا اولاد ہشام بن مغیرہ
مجھسے مستدعی ہین کہ اگر اب اذن دین تو اپنی لڑکی کا عقد جناب امیرؑ سے کرین

ص ۹۵ شرح مشکوٰۃ ج ۳ بمبئی

من لا یحضرہ الفقیہ از ابی جعفر بابویہ قمی

ص صحیح بخاری ص ۷۹۰ ورق قلمی صواعق محرقہ ص ۵۱ صحیح بخاری ج ۶ بمبئی

پس ہرگز مین اذن ندونگا یہ کلمہ تین مرتبہ فرمایا مگر یہ کہ علی بن ابیطالب
میری بیٹی کو طلاق دین تب دوسری لڑکی سے عقد کرین کیونکہ وہ
جناب سیدہ پارہ جگر میری ہے جو امر اوسکی خوشی و ایذا کا باعث
ہوتا ہے وہ امر میری خوشی و ایذا کا باعث ہے انتہی پس تعجب ہے
کہ جناب رسالت مآب صلعم نے صرف اس خیال سے کہ میرے پارہ جگر کو سوت
کے ساتھ ایذا ہوگی باوصف جواز تعدد نکاح ایسے امر ابغض مباحات
یعنی طلاق کو جس سے زیادہ کوی چیز خدا کے نزدیک مبغوض نہین گوارا
فرمایا مگر یہ نہ گوارا کیا کہ جناب سیدہ کو سوت کا سامنا ہو تو جناب امیرؑ نے
باوصف اوس تاسی رسول کے جسکے سامنے جان دینا گوارا کیا مگر
ترک تاسی نہ قبول کیا اس باب مین کیون تاسی کو ترک کیا اور عیاذاً باللہ
اپنے پارہ جگر کو جو ودایع رسول سے تھے اوسی سوت کے عذاب مین
دیدہ و دانستہ مبتلا کیا جس کو سو عذاب کہنا بجا ہے وہ بھی
کون سی سوت ام کلثوم زوجہ سابقہ حضرت خلیفہ دوم جو ہمیشہ
خلیفہ سے تکرار کرتے تھے ہاے اس بضعہ رسولؐ ذریہ بتول سے سے
عیاذاً باللہ حسب روایات اہلسنت جناب امیرؑ کو کیا ایسی عداوت تھی
کہ برخلاف سیرت رسول بلکہ خلاف وصیت رسول اوس اپنے پارہ جگر
کو آن جیرشہ بدانواع و اقسام کے مصائب شدایدمین گرفتار کیا
کہ ایکطرف خلیفہ کی تند مزاجی و بدخوئی دوسری طرف سوت کا عذاب
تیسری طرف اوس سوت کی بدمزاجی چوتھی طرف خلیفہ صاحب کی بیٹی

ازالۃ الخفا صفحہ ۱۰۲

بی بی حفصہ کی بدمزاجی اُنسے آفات مین جناب امیرؑ دیدہ و دانستہ اپنے
پارہ جگر کو مبتلا کرین اور باپ بھائی چچا دادا کسیکو رحم نہ آئے بلکہ
اگر بھائیکو کچھ ترس آوے بھی تو جناب امیرؑ اوسپر آزردہ ہوون لا واللہ
لا واللہ کوئی عاقل دیندار صاحب اولاد اسکو قبول نہ کرے گا کہ جناب امیرؑ
بخوشی خاطر اپنی بیٹی کو ایسے عذاب شدید مین مبتلا کرینگے اور عیاذاً باللہ
ایذاے خدا و رسول کا بھی خیال نہوگا ساتوین خرابی یہ ہے
کہ جناب امیرؑ اور سایر بنی ہاشم نے کیونکر گوارا کیا کہ اپنی بیٹی کو نامحرم کے
پاس بلا عقد و بلا نکاح بھیجدیا جس سے یہ بے ادبیان واقع ہوئین کہ
چہار و پنجسالہ خرد سال غیر ممیز نے بھی ایسی گستاخی و بے ادبی کی تمیز کے
اور کہدیا کہ اگر تو امیر المومنین ہوتا تو وہ طمانچہ تجھپر پڑتا کہ ناک ٹوٹ جاتی
آنکھ پھوٹ جاتی اور اوسی غصہ مین اوٹھکر چلی آئی اور باپ سے شکایت کی
کہ تمنے ہمکو ایک بڈھے خبیث کے پاس بھیجدیا مگر اسپر بھی باپ بھائی
چچا دادا کو جو بنی ہاشم تھے چین برجبین بھی نہوا حالانکہ خاندان رسالت
مین جسقدر غیرت و حمیت تھی روے زمین پر کسیکو کبھی نصیب بھی نہوئی
چنانچہ خود جناب رسالت مآبؐ نے اس غیرت پر فخر کیا اور جناب امام حسینؑ
علیہ السلام کا یہہ شعر اکثر یہنا مشہورات سے ہے شعر الموت اولی من رکوب العار
والعار اولی من دخول النار یعنے عار و ننگ گوارا کرنے سے موت بہتر ہے
اور جہنم مین جانے سے ننگ و عار قبول کرنا اولے ہے حتی کہ خود فاضل
رشید نے الیضاح لطافۃ المقال مین اقرار کیا ہے کہ بنی ہاشم مین جسقدر غیرت

شرح مشکوۃ جلد ۳ ص ۹۱

ص ۱۳۱ ورق قلمی

وحمیت تھی دوسرے مین نہ تھی چنانچہ لکھتے ہین وہ تعجبین ور بعضی حمیت
وغیرت نراوان کما قال ضیاء الدین فی الرد الشیعہ وجدلہ اشد الحمیۃ والغیرۃ یعنی شیعہ
مین سبسے زیادہ حمیت وغیرت پائی جاتی ہے پس کیسکو غیرت نہو تعجب
خیر ہو اینجا شیخ سبط ابن جوزی سنے اون روایات کو جنمین یہہ مضامین
واہیہ درج ہین غلط و بے بنیاد قرار دیا اور مولوی حیدر علی نے بھی
اوسکے الحاق کا دعوی کیا جیساکہ سابقا مذکور ہوا علے ہذا القیاس
سوا انکے اور بھی بہت سی خرابیان ہین جنکو ہمنے اصل کتاب مین ہر
روایت کی ذیل مین لکھا ہے پھر کیف بنا بر اصول اہلسنت یہہ کل
خرابیان عاید ہوتی ہین جنکا دفعیہ کسیطرح ممکن نہین ہے ازانجاکہ
جناب امیرؑ اور اہلبیت طاہرینؑ کی محبت و ولاء حفظ و عصمت کا
دعوی اہلسنت کو بھی ہے اگرچہ باقی ہی سہی تو وہ ان الزامات کے
بھی ملزم ہین جو بنا بر اونکی روایات کے جناب امیرؑ اور اہلبیت طاہرینؑ
پر عاید ہوتی ہین نہ صرف شیعہ بلکہ شیعہ کسیطرح ان الزامات کے ملزم
ہو ہی نہین سکتے کیونکہ یہہ لوگ سرے سے اصل وقوع نکاح ہی کے
منکر ہین پھر جائیکہ یہ امور قبیحہ اونکی روایات سے ثابت ہون کہ مثل شریک
باری محال و ممتنع ہے پس جب بنا بر اصول اہلسنت اسقدر شناعت
صحابہ و خلیفہ دوم و اہلبیت طاہرینؑ پر عاید ہوتے ہین علاوہ ان قبایحات
و لزوم محالات کے جو مابعد مذکور ہونگے انشاء اللہ تو ضروری ہوا کہ اہلسنت
صرف انہین شناعتون کی بدولت اصل روایات کو باطل و بے بنیاد

قرار دیکر تکذیب واقعہ کرین گو یہ روایتین ایسی صحیح ہون کہ اونکی صحت قرآن
کے برابر یا زیادہ اوس سے باجماع اہلسنّت مانی گئی ہون مثل روایات
صحیح بخاری و صحیح مسلم کے کیونکہ ایسی حالتو مین عموماً اہلسنّت کا یہی حکم ہے
اور اسی پر عمل درآمد بنظر مزید تسکین قلوب مخالفین دو چار احکام اور برتاؤ
اونکے یہان بھی مذکور ہوتے ہین ناظرین باتمکین اندک تطویل سے ملول
نہون کہ اصل تحقیقات سے بھی انکو ارجد تعلق ہے کو یہ بحث نہایت بسیط طلب
ہے کہ احصا اونکا چند مجلد مین بھی ممکن نہین لگر نہایت اختصار کے
ساتھہ صرف تین مطبقون کے انکارات اور حکمت عملیا ان انکی مذکور ہوتی ہین

**حکم اول** جلد اول و دویم ذوالفقار حیدری مین مفصل لکھہ آیا ہون کہ امام
فخرالدین رازی نے بیان کیا کہ ابن مسعود سورہ قل اعوذ برب الفلق اور
قل اعوذ برب الناس کو داخل قرآن نہ جانتے تھے یہ امر اکثر روایات
اہلسنت مین منقول ہے درجہ تواتر کے قریب قریب الخ امام صاحب مانے ہین
کہ اس سے لازم آتا ہے یا قرآن صحابہ کے زمانے مین متواتر نہوا یا ان
صحابیونکو کافر قرار دین کیونکہ منکر حرف واحد قرآن کا کافر ہے چونکہ دونون
صورتون مین بدیہی فساد لازم آتا ہے لہذا ضرور ہوا کہ اصل اون روایتونکو
غلط و باطل قرار دین جسمین ایسی نسبت ابن مسعود کیطرف ہے انتہی کلام
رازی بنقل سیوطی پس اس حکم سے معلوم ہوا کہ ایسی خرابی کی حالت مین
اصل روایت کو بلا جرح و قدح رد یا باطل کرنا ضرور ہے حکم نانیکے
فاضل رشید اپنی کتاب شوکت عمر مین در بارہ اوس حدیث صحیح مسلم کے

جسمیں حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا معاذ اللہ جناب امیر علیہ السلام
کو کاذب غادر خائن آثم کہنا اور جناب امیر علیہ السلام و عباس کا شیخین
کو کاذب غادر خائن آثم جاننا مذکور ہے فرماتے ہین چون ظاہر حدیث
صحیح مسلم مستلزم شناعت قطعیہ بطرف چہار یار عظیم المقدار اعنی شیخین و
حضرت امیر علیہ السلام و حضرت عباس رضی اللہ عنہم ست و آن مردانست
مخالف ما استقر فی شریعۃ الاسلام ست و خبر یکہ باین صفت باشد
باتفاق شیعہ و سنی یا محکوم علیہ ببطلان ست بہت و ہم راوی
یا ما ول ست و چون حکم ببطلان یا تاویل آن واجب گشت لہذا بعضے
علماے اہلسنت نسبت وہم بطرف رواۃ آن نمودہ روا نحدیث
کردہ اند چنانچہ امام نووی در شرح صحیح مسلم در شرح آنحدیث
نقلا عن القاضی عیاض عن المازری میفرماید جسکا محصل یہ ہے
کہ چونکہ تاویل کی راہین اس حدیث مین مسدود ہین ہم نے
کذب کی نسبت طرف رواۃ کے کی اور اسی وجہ سے بعض لوگون نے
ان الفاظ کا کاذب غادر خائن آثم کو اپنے نسخہ صحیح مسلم سے
از راہ کمال احتیاط نکال ڈالا اسلئے اقول بھی پر انحضرات اہلسنت
کے علماء کے امانت و دیانت کی خوب داد دینا چاہیے کہ
جب خود صحیح مسلم مین یہ ترکیبین کی گئین جسکے ہزارون نسخہ
مشتہر ہو چکے ہین تو اور بہ حال دیگر کتب اور ہین سے اون الفاظ
کو بھی اہلسنت کے سمجھ لینا چاہیے جو شیعون نے دربارہ تحریف الحاق مزعومے

۵۴

وارد کرتے ہین پھر کیف جب روایات متواترہ صحاح بالکہ صحیح مسلم جسکو
مع الکتب عندا ہل السنۃ شاہصاحب فرماتے ہین بوجہ استلزام شناعت
صحابہ محکوم ببطلان ہوتے ہین تو یہ روایتین عقد کی کیون اس حکم
سے مستثنے ہونگی جو نہ صحاح ستہ مین داخل ہے نہ کسی روایت
صحیح خالی از معائب جرح و قدح کا کہین وجود ہے جیسا کہ مابعد
مذکور ہوگا انشاء اللہ تعالے پس بفرض محال اگر فریقین کی روایتون سے
ایسے فسادات اور شناعات لازم آئین تو حسب قول شیدی باتفاق
فریقین واجب الرد والابطال ہین چہ جائیکہ ایک ہی فریق کی روایت
ہو اوسپر بھی غیر صحیح کیونکہ تعظیم و توقیر اہلبیت طاہرین اور بجانا اونکا تحقیر و
توہین سے فریقین پر لازم ہے بخلاف حفظ عرض شیخین کہ فی الواقع
کسی پر لازم نہین بلکہ اظہار اونکے کفر و نفاق کا ہر مسلمان پر فرض عینی ہے
جیسا کہ ضربت حیدریہ در شوکت عمریہ مین مفصلاً مرقوم ہے پس جب اونکے
باب مین ملت کا یہہ برتاو ہے تو اہلبیت طاہرین کے بارہ مین کیونکر
اس حکم سے عدول کر سکتے ہین واضح رہے کہ یہ ترکیب یعنی الفاظ
نکالدا لیتکے اسی روایت کے ساتھہ خاص نہین ہے بلکہ صحیح بخاری
کی حدیث ان ابیطالب لیسوا لے باولیاء مین بھی بجنسہ کاذبا غادرا خائنا
اثنا وا لی ترکیب استعمال ہوی کہ صحیح بخاری سے لفظ ابیطالب کو نکالدالا
اور ان آل ابی لیسوا باولیاء رہنے دیا چنانچہ فتح الباری مین ہے
کہ کسیکے ابی فلان لکھا کسینے لفظ ابی کی بعد جگہ خالی رہنے دی اوسکو

کسینی بیاض سے تعبیر کیا اور آل بی بیاض پڑھا کسینے آل بیاضہ پڑھا
آخر مین ابن حجر نے تصریح کی کہ اصل عبارت ال بیاض ہے اسیطرح
صحیح بخاری مین ہے بذیل تفسیر آیہ نساءکم حرث لکم فاتوا حرثکم انی شئتم
عن ابن عمر فاتوا حرثکم انی شئتم قال یاتیها فی اسکے بعد والی لفظ کو کہ الدبر ہی نکالدالا کسینے
کذا و کذا لکھا کسینے وہان سفیدی کاغذ چھوڑ دی کسینے لفظ فرج لکھا
بالآخر ابن عسقلانی نے تصریح کی کہ کذا کذا والی روایت کی یہ عبارت ہے
نزلت فی اتیان النساء فی ادبارهن اور اوسکے بعد والی روایت مین یاتیها
فی الدبر لکھا یعنے کہا ابن حجر نے کہ اصل روایت یہہ ہے کہ کہا عبداللہ بن
عمر نے یہ آیہ اس بارہ مین نازل ہوا کہ عورتون کے ساتھہ وطی فی الدبر جایز ہے
چنانچہ تفصیل اسکی کلام ابن حجر عسقلانی سے ضربت حیدریہ جلد اول
مین بخوبی مرقوم ہے مگر افسوس یہہ ہے کہ اہلسنت کی اس تحریف نے
جو صحیح بخاری مین درباره وطی فی الدبر کیگئی کوی فائدہ نہ بخشا اور
سنجات اونکی اس عیب سے نہوی کیونکہ انکے علما نے صاف صاف
لکھدیا یہہ امر تمامی اہل مدینہ کا فتوی ہے چنانچہ ازالۃ الخفا مین ہے جو شخص اہل مدینہ
کے حکم کے مطابق سماع غنا اور اتیان فی الدبر کا عامل ہو الخ بہرکیف
یہ دو مثالین تو متعلق بقول نووی تھین جسنے یہہ بیان کیا کہ بعضون نے
نسخہ صحیح مسلم سے الفاظ کاذبا غادرا خائنا انما کو نکالڈالا اب اس سے
بھی زیادہ تعجب خیز لطیفہ سنئے کہ جس امر پر فریقین ابتدا سے متفق ہین یعنی
قصہ فدک کہ خلیفہ اول سے جناب سیدہ نے طلب کیا اور خلیفہ نے

بذریعہ حدیث موضوع لانورث محروم کیا اور جناب سیدۃ النسا
غضبناک رہیں اور جناب امیر نے تا حیات جناب سیدہ کہ چھ مہینہ سے بعد
ابوبکر نہ کی لاش کی بھی وہی گت بنائی گئی کہ موضوع قرار پائی چنانچہ
مولوی حیدر علی باوصفیکہ منتہی الکلام مین مقرر ہین کہ بلی از نظاہر روایت صص ۸۳ منتہی الکلام
صحیحین در قصہ فدک بروایت ام المومنین صدیقہ میتوان دریافت کہ در
بیعت صدیق تا زندگی فاطمہ زہرا ملکت نمود مگر بعد او سکے در پے صص ۸۴ منتہی الکلام
تضعیف روایت ہوے کہ بدانست اپنی او سکے راوی کو ابو سعید قرار دیا
اور بوجہ عدم اسناد زہری او سکو ضعیف و غیر مقبول بنایا اور بیہقی
وغیرہ کی روایت کو موصول قرار دیا حالانکہ اس تضعیف روایت صحیحین
مین مرتکب کذب صریح و افترائے فضیح ہوے کیونکہ یہہ روایت تین
مقام پر صحیح بخاری مین اور ایک جگہ صحیح مسلم مین موجود ہے سبھونمین ابو سعید
کو سی واسطہ نہین بلکہ ابن شہاب یعنی زہری عروہ سے اور عروہ بی بی
عایشہ سے ناقل ہین پھر دعوے عدم اتصال کیونکر درست ہو سکتا ہے
خیر یہانتک تو غنیمت تھا کہ ضعیف ہی کہا مگر ازالۃ العین مین صاف صاف صص ۵۸۲ ازالۃ العین مطبوعہ دہلی
موضوع بنا دیا چنانچہ لکھتے ہین از کتب محدثین چنان بوضوح می انجامد
کہ بعد از تتبع و تحقیق در صحت بعضی از روایات صحیح بخاری کلام ہست
و ہمچنین در بعضی از روایات صحیح مسلم و قول ازین گذشتہ کہ ان روایات
کہ اہل حدیث در صحت آن قیل و قال دارند ہر چند اقل قلیل ہست مگر در
صحیح ثانی زیادہ تر ازان ہست و ہمین قدر اکتفا نمیتوان کرد زیرا کہ

افادہ ابن اثیر رحمۃ اللہ علیہ در صدر جامع الاصول جائیکہ فرع ثالث در
التباسات مجروحین قرار دادہ ہست دلالت بران دارد کہ بعض از روضہ طین
خود اقرار کردہ اند کہ حدیث فدک را ساختہ بہ مشایخ بغداد خواندیم ہمہ
قبول کردند مگر ابن ابی شیبہ علوی کہ او بعلت جہل و افتراسپے بود
و ہرگز قبول نکرد و از کتب کلامیہ و احادیث اہل حق دامامیہ بعد از تتبع بسیار
میتوان دانست کہ اہل تشیع در مطاعن خلفائے راشدین خصوصاً
احادیثیکہ تعلق بقصہ فدک دارد چہ افتراہا کردہ لباس تلبس و احتیال پوشیدہ
و قبل از ین گذشت کہ تکفیر و اخراج ایشان از زمرہ اہلسنت خیلی مشکل افتاد
مگر بعضے از اہل کشف و عرفان ہا این امر عظیم کہ مشکل ترین جملہ مشکلہا
توان گفت بعنایت ایزدی آسان گشتہ بعد چند ورق کہ فرمائی بین
اہل انصاف اند کہ انصاف نمایند کہ غضب آن معصومہ و ہجران تا واپسین
از ابوبکر صدیق امت محمدی کہ از وجوہ اصحاب ثلاث باب بود چنانچہ
مآل در مخاطبہ دے مجلد امامت عماد الاسلام از اکابر خویش نقل میکند و
در اسلام ندامت و انواع فضایل از دے صدور یافت چنانچہ
از تفسیر مجمع البیان و منہج الصادقین و خلاصۃ المنہج معلوم توان کرد
با وجود حقیت خلافتش میتواند شد و با وصف اینکہ نماز جنازہ خلیفہ سلطان
و خلیفہ بود چنانچہ علمائے شیعہ اعتراف بورود روایات در این خصوص
دارند کما یظہر من الکتاب المسمی بعبد اللہ الحائری الصحاح الاعلام و ایشان ابوبکر
بر لب نماز جنازہ وقت شب دفن نمودن آنجناب بوجود علم

بحقیت صدیق از مثل نفس رسول مقبول ممکن بست لا واللہ ثم لا واللہ

پس معلوم شد کہ ہر چند این روایت در صحیح بخاری باشد مگر چون مخالف

روایات و درایات ثابتہ اعتماد بر آن نمیتوان کرد آیا عاقل و بینا تکیہ

تواند کرد کہ جناب امیر کل امیر مصداق علی مع الحق والحق مع علی تا عرصہ

شش ماہ بیعت امام بحق نہ نماید خود را عاذ اللہ داخل بین بیعت امام زمان معاصر

جاہلیۃ علی ما ستحقق انشاء اللہ سازد و بعد عرصہ شش ماہ وقت استکمال وجوہ ناس

التماس بیعت از امام بحق فرماید بہات بہات ردّ تعصب و عناد و بصیرت

اہل تشیع را محیط گشتہ کہ در ین مقامات بلکہ دیگر امور متنازع فیہ نیز دست

از انصاف برداشتہ و بنیاد اعتراضات را بر معانی نفیسہ روایات

گذاشتہ اند کہ خلاف روایت و درایت ست انتہی اقول ع ما را خیال

جنگ و سر کار زار نیست کیونکہ تمامی کتب احادیث اہلسنت چہ صحاح

ستہ و دیگر صحاح و چہ سنن و مسانید و چہ سیر و تواریخ و چہ کتب فقہ و اصول فقہ

و علم کلام مین یہہ قصہ موجود ہے اہلسنت کے دلونپر جو اس قضیہ سے گذرتا ہے

وہی خوب جانتے ہین حتے کہ مولوی عبد العلی بحر العلوم اہلسنت نے

از راہ کمال ناصبیت بر خاک مذلت نشانش اسی روایت کی بدولت جناب سیدہ ع

کو خاطی قرار دیا اور اجماع اہلبیت طاہرین کو درجہ حجیت سے ساقط کیا

کتب کلامیہ امامیہ مین بھی بخوبی بحث ہو چکی ہے نیز بھی ذوالفقار حیدری

جلد چہارم مین بخوبی انکی تقضیح کی مگر یہان بمقابلہ مولوی صاحب مین بھی بطور

الزامی کہتا ہون نہ بطور مجادلہ کہ اہل انصاف ذرا انصاف فرماتین کہ کوئی

اگر کوئی عاقل اسکو قبول کر سکتا ہی کہ جناب امیر اپنی پارہ جگر حضرت ام کلثوم بنت سیدہ فسار القاعہ
کا عقد عمر بن خطاب سی گوارا کرینگے جو ازدل ناس و اذل البطون سی تھے جیسا کہ صاحب
معارف و مشارب شاہ عبدالحق وغیرہ کی کتابون سی ہویدا ہے اور انواع کفر و نفاق
اوس سی سرزد ہوے جیسا کہ صحاح وغیرہ سی پیدا ہی حتے کہ خود اپنی نفاق کا بحلف اقرار کیا اور
اپنی کفر کا اظہار کیا جناب رسالت مآب نے بوقت وفات اپنی دولت اسی نکال دیا اور جناب سیدہ
تا حیات رنجیدہ رہین کہ ترک سلام کلام کیا اور اونکی جنازہ پر حاضر ہونیکی اجازت نہ ملی اور
جناب امیر جب مضطر بہ بیعت ابوبکر ہوے تو ابوبکر کو تنہا بلایا اور عمر آنی کی روادار نہوے
پس کیونکر ممکن ہی کہ ایسی شخص سی جناب امیر اپنی دختر نیک اختر ام کلثوم کا عقد کرین باوجود
نسبت اونکی حسب وصیت رسول مقبول محمد بن جعفر سی مقرر ہوا اور احادیث بنوتہ مین
تصریح ہو کہ بنی ہاشم کا کفو ہمسر غیر بنی ہاشم نہین ہو سکتا غیرہ وغیرہ جو سابقا مذکور ہوا
لا واللہ لا واللہ ممکن نہین کہ ایسی شخص سی باوصف عدم رضامی تمامی خاندان بنی ہاشم
بطیب خاطر ایسی نسبت واقع ہو پس معلوم ہوا کہ قصہ محض غلط ہین اور بنیاد است کہ صحیح بخاری
و دیگر صحاح ستہ مین بھی قصہ نہین ہی اور کوئی روایت صحیح قطعی سی یہ امر ثابت نہین ہو سکتا
حالانکہ اگر صحیح بخاری مین بھی ہو تو باوصف مخالفت قطعیات عقلیہ و روایات جلیہ اسپر اعتماد
نہین ہو سکتا چہ جائیکہ اوسمین بھی آیا کوئی عاقل تجویز کر سکتا ہی کہ جس شخص سی خلق و بندہ
خود اوسکی رعایا کی لڑکیان مستفرو کارہ ہون خلاف رائی تمامی خاندان جناب امیر کل امر
اپنی بیٹی کی شادی کردین لا واللہ لا واللہ ہیہات ہیہات رمد تعصب و عناد نے بصارت و
بصیرت اہلسنت کو ایسا ضایع و برباد کیا کہ کسیطرح کسی امر حق کو قبول نہین کرتی قطعیات
یقینیات پر تعجب ہوتا ہی کہ کیونکر جناب سیدہ ابوبکر پر باوصف غضب فدک و منع خمس غضبناک

امیر علے

ہوئین اور جناب امیر علیہ السلام کا وصف حرمان حق خلافت کیونکر چھ مہینہ تک بیعت نہ کی اور اسلیے
امر صریح البطلان پر مطلقاً تعجب نہین ہوتا جسکی بنیاد اون روایات واہیہ موضوعہ پر قرار دیتے ہین
جو عقلاً و نقلاً روایۃً و درایۃً صحیح نہین بلکہ سراسر غلط و تہمت و افترا و جعل و بہتان ہے چنانچہ عنقریب
مابعد اسکی معلوم ہوگا اب سنئے کہ اہلسنت نے فقط انہین روایات مذکورہ کے انکار پر اکتفا نہین کیا ہے بلکہ
قصہ قرطاس کے بارہین جو سات مقام پر صحیح بخاری مین اور تین جگہ صحیح مسلم مین ہے جو وہی مولوی
حامد حسین صاحب نے اپنی عبقات الانوار مین فرمائی ہین باوجودیکہ فقیر بعد از تتبع کتب قدماے اہل فرقہ و تصفح مصنفات و مکتوبات
ایشان کہ در تالیفات خویش بمقتضاے حدیث من تصوی عاما اضمر احدشیاً الا وقد ظہر فی فلتات لسانہ
گاہ گاہ ازان خبر میدہند چنان مدعی شد کہ اسحدیث مثل حدیث روت جمیع اصحاب الاسناد سے
لایعبا بہ از خصایص مذہب امامیہ بودہ و اکابر این مسلک باین اسرار و دقایق آگہی داشتند و این قصہ را
خلق نفیس کمان میبردند و بگمانش ہمہ گروہا یا معدودے چند ازین بعد اہل کمیت و بدا مصلحت دران
دیدند کہ در لباس تشنن این روایت را کہ منتہاے آرزوے شان بقبول مجلسی و بحار و حیات القلوب
ثابت و در صدر سہا پیش معتقدین خویش از زمرہ اہلحق روایت نمودند تا آنکہ رفتہ رفتہ در کتب
محدثین حتی ملقبین بصحت مندرج شد و پر ظاہر ست کہ اگر اسحدیث در صدر اول طبقہ
تابعین ثابت و مشہور بین المحدثین و المحتفاو آنہم بدین تاکیدات نبے انتہا کہ پارہ ازان بگوشت شانم
صورتے نمیداشت و ہر یکے از دیگرے عہود و مواثیق چرا میگرفت کے و میگفت کہ این خبر را باید بوجہان
نشود کہ اہل خلاف بر صحت تشنین ما خود را فدا میکنند بر ہمین معنی مطلع شوند چنانچہ نسخہ سلیم بن قیس ہلالی
کہ اقدم و افضل از جمیع کتب احادیث امامیہ تواند گفت کما اعترف المجلسی فی مجلد الفتن من البحار
بر امور مرقوم الصدر دلالت میکند دانیم از اشارات و عبارتش پیدا ست کہ بعضے از اصاغر
اسحدیث مثل نام فاروق از شعبان ہم دریغ میدارند کتب رجال و رسایل تحقیق اسماے رواۃ مکانند

اول دلیل ست که مقصود ما نها از اختفا و استتار همین بود که آیند و علمائے
اہلسنت فریب خورند و سہام تدبیر بر نشانہ نشنیدند و برائے مناظرہ شعبوذہا
متاخرین را بکار آید و در صورت ظہور این کید پیش نخواہد رفت و جمہور محدثین
ستیان خواہند گفت کہ این روایت از خصائص شیعہ است و مؤید
امید عا کہ در اینجا یاد کردم آنست کہ بعضے از علمائے ما باین مکاید پے نبردند
و حقیقت امر را دانستند چنانچہ ناقصین ہفوات متہدی از امدے
نقل میکند و میگویند کہ او در سند خویش میفرماید کہ قصۂ اتونی بقرطاس
بے ثبوت و بے اساس ست و از شیوخ محدثین نقل مینماید کہ بعد از تفحص
بظہور نمی انجامد کہ در صحیحین دو صد و دہ حدیث ضعیف ست تفرد بخاری
ہشتاد و تفرد مسلم بیکصد میرسد و در سی روایت ہر دو بزرگ شریک شدہ اند
انتہے پس حال حدیث قرطاس نزد احقر الناس ہنگ حدیث فدک
مینماید کہ شیخ مبارک جزری ابو السعادات در تصانیف خویش آوردہ
و گفتہ کہ بعضے از اہل اختلاق بعد از انکہ اقرار بجعل و افترا کردند و گفتند کہ ما قصہ
فدک را موضوع ساختہ بر محدثین بغداد عرض کردیم و نزد آنہا معتبر بروایات
نمودیم پس تمامی جماعت مذکور قبول کردند و بدام فریب واقع شدند نگر
این شیخ علوی کہ بوضع و اختلاق پے برد و دانست کہ حدیث از موضوعات
ست و نشناسد تعالے عبارت جزری بعد ازین خواہد آمد با جملہ از
دقائق تکیدت اہل دغا یان سلامت بردن سخت دشوار ست ع
ان نگریف خدایش بندگی چند تمام ہوا کلام مولوی حیدر علی

اس کلام سراپا اتہام سے ناظرین سمجھ سکتے ہین کہ اس قصہ قرطاس سے
اہلسنت کی ہوش و حواس کیسے مختل ہوتے ہین بہر کیف ہمکو انکی تقریر د
جواب سے یہان مطلب نہین ہے جو اسطرف متوجہ ہون لیکن یہان سے
سعروضات فقیر کے بخوبی تصدیق ہوے جو سابق مین گذارش ہوے
کہ وضاعین اہلسنت نے قصہ عقد حضرت ام کلثوم کو وضع کرکے بکمال خوم
احتیاط اپنی فرقہ مین بطور مشہور کیا بالآخر شیعہ پر اوس سے استدلال کرنے
مگر ناقدین اہلحق نے ظاہر کردیا کہ یہ بات بالکل بے اصل ہے اور اگر کسیکو یہہ
خیال ہو کہ یہہ ترکیبین اہلسنت کی اپنے خلفاء صحابہ کی حفاظت مین صرف
بمقابلہ شیعہ ہین کہ اپنی صحیحین کو غلط کرتے ہین اور روایات صحیحہ
قطعیہ یقینیہ متواترہ بین الفریقین کو باطل کردیتے ہین کیونکہ یہہ بات شیعہ
سوا اسکے کوی چارہ نہین پس یہہ خیال صحیح نہین کیونکہ دوسرے مقاموں بھی
اسی ردوانکار کے مرتکب ہوتے ہین یا حدیثین نکالدیتے ہین یا وہ تاویلین
بناتے ہین جسپر خود قہقہے لگاتے ہین دیکھیے صحیح بخاری کی اس روایت مین
کہ نعیم بن حماد مشیم سے وہ حصین سے وہ عمرو بن میمون سے ناقل ہے کہ
ہمنے زمانہ جاہلیت مین دیکھا کہ ایک بندر یا پر چند بندر مجتمع ہوے
اور اوسکے ساتھ زنا کیا لوگون نے اوسپر رجم کیا یعنے سنگسار کیا
ہمنے بھی اون لوگون کے ساتھ اوسکو سنگسار کیا اسکے علامہ ابن حجر
عسقلانی شرح اسکی فتح الباری مین فرماتے ہین کہ ابن عبدالبر نے
اس قصہ عمرو بن میمون پر سخت اعتراض کیا ہے کیونکہ یکتو ہمین نسبت

ص ۱۲۲

زنا ہے طرف غیر مکلف کے (یعنی جانورونکی طرف) دوسری بیان ہی
کہ حد شرعی جاری ہوی بہایم وحیوانات پر حالانکہ یہہ امور اہل علم کے نزدیک
نہایت ہی منکر وقبیح ہین اور کہا ابن عبدالبر نے کہ اگر طرق اس روایت کے
صحیح ہوون تو شاید یہہ بندر اور بندریا از قسم جنات ہون جو مکلفین سے ہین
ابن حجر کہتے ہین کہ قول ابن عبدالبر دربارہ عدم صحت روایت صرف بر
بنیاد طریق اسمعیلی ہے اور اعتراضونکا یہہ جواب ہے کہ اوس واقعہ کی بصورت زنا
واقع ہونے اور رجم ہونے سے بھی نہین مراد ہے کہ حقیقۃً زنا اور رجم ہو
بلکہ ممکن ہے کہ چونکہ وہ واقعہ صورت زنا ورجم مین تھا اسوجہ سے زنا ورجم
کا اطلاق اسپر ہوا پس وہ اعتراض دفع ہوگیا کہ اس سے لازم آتا ہے
احکام شرعی حیوانات پر جاری ہوون اور حمیدی نے جمع بین الصحیحین
اس روایت کو نہایت غریب جانا ہے بلکہ گمان کیا کہ یہہ حدیث شاید بعض
نسخہاے بخاری مین وارد ہوئی ہے اور صرف ابو مسعود نے اسکو اطراف
مین ذکر کیا ہے اسی گمان پر حمیدی نے دعوے کیا کہ کسی نسخہ صحیح بخاری مین
یہہ روایت نہین ہے شاید کسی نے کتاب بخاری مین بڑھا دی ہو مگر یہہ قول
مردود ہے کیونکہ جن جن نسخونپر صحیح بخاری کے ہم مطلع ہوے سبھون مین
یہہ روایت موجود ہے اور کافی ہے اسکی صحت مین یہہ امر کہ ابی ذر حافظ
نے اپنے شیوخ ثلثہ سے جو ائمہ متقنین سے تھے یہہ روایت فربری سے
نقل کی ہے اسیطرح اسمعیلی اور ابی نعیم اور ابو مسعود کا اطراف مین نقل
کرنا اسکی صحت کی دلیل کافی ہے ہان روایت لیثی سے یہہ حدیث

ماوی ان اسکے کہ بندر وبندریا جنات ہون

اور اسکے مابعد والی حدیث ساقط ہے مگر اس سے یہہ نہین لازم آتا
کہ روایت فربریہ سے روایت ثقہ کیونکہ فربری کی روایت مین بہت سی
روایتین زاید ہین بہ نسبت روایت نسفی کی جسپر ہمنے تنبیہ کیا ہے اور
کرینگے انشاء اللہ باقی رہا یہہ امر جو اسمعیلے نے تجویز کیا ہے کہ صحیح بخاری مین
یہہ روایت زیادہ ہوگئی ہے پس یہہ قول جماع علماء کے خلاف ہے
کیونکہ وہ لوگ بالاتفاق قایل ہین کہ جتنی روایتین صحیح بخاری مین ہین وہ سب
صحیح ہین اور نسبت اونکی بخاری کیطرف قطعی و یقینی ہے پس قول
اسمعیلے تخیل فاسد ہے جس سے لازم آتا ہو کہ صحیح بخاری کی کسی روایت
پر وثوق و اعتماد نہ رہے کیونکہ جب ایک حدیث مین یہہ امر جایز ہوا
تو ہر حدیث مین یہہ احتمال ہو سکتا ہے پس کسیکو وثوق نہ رہیگا حالانکہ
اتفاق علماء اوسکی صحت پر ہے اور جس طریق سے بخاری نے یہہ
نقل کی اوسپر وہ اعتراض ابن عبد البر جو سند پر طریق اسمعیلے کے ہے نہین
وارد ہو سکتا اور ہمنے اس مقام مین اسوجہ سے طول دیا کہ کوئی ضعیف
کلام جدید سے فریب نہ کھا جائے اور اوسپر اعتماد نہ کرلے جو ظاہر الفساد
ہے (تمام ہوا ترجمہ عبارت فتح الباری) اقوال اب حاجت کسی امر کے
بیان کرنے کی نہین ہے مگر اتنا بیان کرنا ضرور ہے کہ بالفرض اگر وہ بندہ
اوسپر بباعث سے تعمق و احکام شرعی کی مکلف بتعمق و تحقیق ہونے
دریافت کرلیتے کہ آپ لوگ کسی امام کے مقلد ہین یا مجتہد تب رحم کرتے
کیونکہ شاید وہ سب مقلد یا امام اون لوگون کے گئے ہون جنکے مذہب

عموماً فروج حلال ہے کیونکہ ملا علی قاری رسالہ ردّ امام الحرمین میں فرماتے ہیں
کہ جزری و ابن عبد السلام اور سبکے ناقل ہیں کہ محی الدین عوانہ
قائل ہیں کہ عالم قدیم ہے اور فروج بنی آدم حلال ہے جس سے تحلیل
فروج انکے مریدین کے غیر مریدین کے لیے بجائے متعمایان ہوئے
پس شاید وہ قرود و خنازیر جنات اہلسنت تھے اس لئے اللہ کے
مقابلہ یا امام تھے ہوں بھر کیف جب اعاظم علماے اہلسنت صرف اس حوالہ سے
کہ صحیح بخاری کی روایت غلط ہو جائے انس بندر اور بندریا کی تعیین
یہ تاویل نکالتے ہیں کہ شاید وہ جنات سے ہوں اسوجہ سے اور نیز احکام
شرعی جاری ہو سکتے ہیں تو اگر ہم لوگ شیعہ بھی اس سے اعظم مطالب
کے لیئے کسی واقعہ میں بشرط صحت سند بطور فرض و تسلیم ذکر خناکی کریں
اور جنیہ کہیں تو اہلسنت کو کیونکر استبعاد ہو سکتا ہے خصوصاً درصورتیکہ
نسبت اس امر کی وسطرف ہو جو اہلسنت کے نزدیک بھی حاکم جن و
انس اور مباعث ایجاد خلق ہو چنانچہ شواہد النبوۃ ملا جامی شاہد ہے سبحان اللہ
اہلسنت کو ان امور پر تعجب ہوتا ہے نہ شرم آتی ہے کہ بمقابلہ الحق دعی ہوئے ہیں
دوم سے اور شیطان[۵۲] سے کشتی ہوئی شیطان کو دبا لیا اور شیطان
سے بھاگتا ہے اور شیطان نے انکے یہ فضائل بیان کئے
کہ شیطان نے سکھایا اور خالد نے شیطان کو قتل کیا
الدین عربی کے دختر کیسا لے ان مسائل سخت کا جواب
خلیفہ دوم سا عالم مجتہد حیران رہا بلکہ قرآن میں ہے کہ جن زنا

---

۵۲ کما نص فی استقصا الافہام ص ۲۴۲ ۲۴۳

۵۳ تفصیل اس قضیہ کی استقصا الافہام جلد اول من صفحہ ۱۱ الی ۱۲ من کتاب الکتابۃ و ربا فی البیوع

۵۴ تفصیل اس قصہ کی جلد اول استقصا الافہام فی فتوحات مکیہ شرح ان اور

اپنی ماں کے شکم میں بحالت حمل تھی وسکی ماں کو چھینک آئی اور الحمد للہ کہا
تو وہ دون شکم سے کہا یرحمک اللہ کہ حاضرین مجلس نے سنا اور اسپر تعجب ہوتا ہے
کہ جنات کیونکر کسی آدمی کے محکوم ہوے یا کسی صورت پر متمثل ہوے
سبحانک ھذا شئی عجیب زیادہ تر قابل افسوس یہ ہے کہ انحضرات اہلسنت
کو خلفاے ثلثہ کے کسی قضیہ پر تعجب نہیں ہوتا مگر اہلبیت کیطرف اگر کسی اعجاز
و کرامت کی نسبت ہوتی ہے تو شیعون کے دماغ کہانے پر تلجاتے ہین
دیکھئے انکے امام فخر الدین رازی نے تفسیر کبیر مین بذیل وس قصہ کے تفسیر کبیر
کہ خدا نے اپنی روح کو حضرت مریم پر نازل کی اور وہ بصورت مرد متمثل ہوے
ویسی ہی چند اشکال اپنے میلنکے لکھے ہین بلکہ کچھ جواب بھی دیا ہے
کہ مدار اون جوابون کا محض قدرت باری تعالے پر ہے یا ادلہ سمعیہ یعنے
آیات و روایات پر کہ عقلا اون اشکالات کو قبول کر لیا پس نہ معلوم شیعہ
ایسے جوابون کے مقابلہ اہلسنت کیون محروم کئے جائینگے اور اہلسنت کا
ویسا ہی جواب بمقابلہ کفار و منکرین وجود ملئکہ و جنات بلکہ جنت و نار کیونکر
مقبول ہوگا کیا غضب ہے کہ علماے اہلسنت محی الدین عربی کو کافر و مشرک
بھی کہین اور اکابر اولیا سے بھی قرار دین وقت تو یہ عذر کہ
کہ تفسیق باعتبار ظاہر شریعت ہے اور ولایت اونکے باعتبار باطن بلکہ
فاضل رشید متعہ کی حرمت کو خیبر کی سال مین باعتبار باطنی رسال
فتح مکہ مین حرمت اوسکی باعتبار ظاہر قرار دین لیکن شیعون کی کسی تفسیر
کو جو بطور فرض و تسلیم اسی فرق ظاہر و باطن مبنی ہو قبول نہ کرین

نیا انصاف ہے حالانکہ جو امر محال ہے بہر طور محال ہے اور جو ممکن ہے
بہر طور ممکن ہے پس جب ملائکہ وجن کا متمثل ہونا بالکل انسانی ممکن ہوا اور
مخالطت انسانی مین شامل ہوا تو پھر کیونکر ایک مقام مین ممکن اور دوسری
جگہ وہی امر محال ہوگا اور جسطرح ان امور مین فرق ظاہر و باطن نکالا جاتا ہے
دوسری جگہ بھی اگر بطور فرض و تسلیم کوئی بیان کرے تو کیونکر تعجب ہو سکتا ہے
العجب کل العجب مین الجمادی والرجب یہ ہے کہ مولوی عبد الحی صاحب
فرنگی محلی جو خاتم العلمائے انکے ہین وہ صرف اس غرض سے کہ اپنے شیخ نجم الدین سے
ترک زیارت رسول کے عیب کو مٹاہین رسالہ سعی مشکور مین فرماتے ہین صفحہ ۴۲۸ سعی مشکور
مفہتم آیکا استشہاد حضرت شیخ نجم الدین کے ترک زیارت کے ساتھ جب
درست ہو کہ فی الحقیقت اونکی طرف یہ نسبت درست ہو حالانکہ زیارت
کیواسطے اونکا تشریف لیجانا ثابت ہی نہ بطریق سفر ظاہری بلکہ بطریق قطع
مسافت و سفر ہوائی و بعد ثبوت اسکے منکر اسکا کوئی نہین ہو سکتا مگر
جو کہ کرامات اولیاء اللہ کا منکر ہوگا اور چونکہ اس قسم کے امور کے علم سے
علمائے ظاہر بحر اصل دور ہین ان لوگون کو کیفیت اونکی زیارت کی معلوم
نہوے اسی وجہ سے ترک زیارت اونکی طرف منسوب کرکے اوپر ملامت
کی گئی یا فعی روض الجنان مین شیخ مذکور کے حال مین لکھتے ہین لم یر فی الظاہر
خارجا من مکۃ الی مکان بعد من عرفۃ واما فی الباطن فالعلم بذلک راجع الی علماء
الباطن وقد اخبر فی بعض الاولیاء وھو الشیخ محمد [illegible] الذی کان ساکنا فی باطمۃ مراغۃ
قال المار جعہ [illegible] زیارۃ النبی متوجہا الی مکۃ فکبر [illegible] نجم الدین المذکور علیہ

فی نفسہ فی کونہ لا یقصد المدینۃ الشریفۃ ویزورہ قال ثم رفعت راسی فاذا انا فی الھوی مارا الی
جھۃ المدینۃ وناداني یا محمد اکذا وکذا وذکر کلاما لا یلیق انتھی اور تقی فاسی عقد
ثمین مین بعد حکایت اس حکایت کے کہتے ہین وھذہ الحکایۃ یجاب عن الشیخ نجم الدین فی عدم اطھار
القصد الی زیارۃ النبی کان الشیخ علیا الواسطۃ انتقاء علیہ ذلک کما ذکرہ الذھبی والصفدی
انتھی عبارۃ السعی المشکور بہر کیف چونکہ یہ بحث بھی اھل کتاب ہین بہت بسط سی لکھ چکا ہون
لہذا طول دینا مناسب نہین خیر یہ انکارات اہلسنت طبقہ اولے کے تھے جسکی ابنہین از حد ضرورت تھے
کیونکہ بمقابلہ حفظ شیخین صحیحین کا ضایع جانا آسان ہے گو صحیحین کا مرض متعدی ہے جسکی بیخ ولت
دین و ایمان ہے کہ شیخین کی بقا کی یہی صورت نہین رہنے پائی مگر اب طبقہ ثانیہ کے انکارات کو
ملاحظہ فرمائیے کہ معاویہ کی بارہین بھی جسکی بلیہ داری و رعایت سی جان بلب ہو کر مستغیث ہوا اور کہدیا
کہ اوسکی طرفداری چندان ضروری نہین تھے کہ شاہ عبد العزیز صاحب نے
صاف صاف باغی کہدیا معذلک وقت دار و گیر الحق ایسے متواترات
و بدیہیات سے انکار کرتے ہین چنانچہ معاویہ کا سب کرنا امیر المومنین
علیہ السلام کو اور لوگونکو اس امر کا حکم دینا یقینا ثابت ہے جسے کہ سنن
ابن ماجہ و صحیح مسلم و حدائق الازہار شرح مشارق الانوار و مستطرف و عقد
ابن ربہ و کتاب المختصر فی اخبار البشر شرح مشکوۃ ملا علی قاری و تذکرہ
خواص الامہ سبط ابن جوزی و ریاض النضرہ محب طبری و منہاج السنہ
ابن تیمیہ وغیرہ مین منقول ہے بلکہ خود تحفہ مین بھی ہے معذلک شاہ صاحب
انکار ہوئین باب مین انکار کرتے ہین کہ ایسے تا حال از روے روایت
معتبر ثابت نشدہ اسیطرح معاویہ کے زہر دلوانے سے جناب امام حسن

کو بھی انکار کرتے ہین حالانکہ استیعاب و تذکرہ خواص لامۃ سبط ابن
جوزی و تہذیب الکمال مزی و تہذیب التہذیب ہی و مرآۃ العجائب
و ربیع الابرار زمخشری و تاریخ ابو الحسن مدائنی و مختصر فی اخبار البشر و
حسن السریرہ عبد القادر بن محمد طبری وغیرہ مین بالاتفاق مذکور ہے
کہ معاویہ کے حکم سے جناب امام حسن مجتبے فرزند رسول خدا کو زہر دیا گیا
فاضل رشید اپنے غرہ الراشدین مین اور مولوی حیدر علی آلہ الطیبین
مین اسواقعہ سے انکار کرتے ہین بلکہ دربارہ یزید پلید ایسے ہی بدیہیات کے منکر ہین
امام غزالی احیاء العلوم مین لکھتے ہین کہ یہ امر ثابت نہین ہی کہ یزید نے جناب امام حسین کو
قتل کیا ہو یا حکم بقتل دیا ہو پس جبتک ثابت نہ ہو اوسکو قاتل نہین
کہہ سکتے چہ جائیکہ اوسپر لعنت کرین اسنے اور صواعق محرقہ مین ہے کہ ابن
صلاح سے کسیںنے لعن یزید کو پوچھا کہ بوجہ قتل کرنے امام حسین کے
مستحق لعن ہے تو جواب دیا حکم دنیا یزید کا بقتل امام حسین ثابت نہین
اور اگر ثابت بھی تو قاتل مسلمان پر لعن نہین چاہیے اور شاہ عبد الحق صاحب
تکمیل الایمان کی بحث لعن مین فرماتے ہین تا انکہ بعضے در یزید نیز توقف
کنند و بعضے براہ غلو و افراط در شان وے و موالات وے روند و گویند
سے بعد از انکہ باتفاق مسلمانان امیر شد اطاعت وے بر امام حسین
لیسلم واجب شد نعوذ باللہ من ہذا القول و من ہذا الاعتقاد و
ے دیگر گویند کہ وے بر تقدیر آنحضرت نکرد بدان راضی نبود و بعد از قتل
ے واز اہلبیت و
ے مسرور و منبسط نشد و این ہمہ نزد مردم باطل است

چہ عداوت آن بے سعادت با اہلبیت نبوی سلام اللہ علیہم اجمعین و استیشاء
وے بقتل ایشان و اذلال و اہانت او مر ایشان را بدرجہ تواتر معنوی
رسیدہ ست و انکار آن تکلف و مکابرہ ست اما نتے مختصر اطبقہ تا الشہ
انکارات اہلسنت خیر ہیا تک کے انکار کی ان کو شدید ضرورت تھی کیونکہ
اس ملعون کو بھی اکابر ائمہ اہلسنت حدیث اثنا عشر خلیفہ و اثنا عشر ائمہ
مین داخل کرتے ہین اور امام برحق و خلیفہ راشد جانتے ہین چنانچہ کلام
شاہ عبد الحق صاحب سے بھی اسکی تصدیق ہوتی ہے پھر اسکی اصلاح
مین کیون نہ کوشان ہون لیکن تعجب خیز یہ امر ہے کہ خلفاء بنی عباسیہ
کے بارہ مین بھی ایسی ہی بدیہیات و متواترات کے منکر ہوتے ہین حالانکہ
انکو ائمہ خلفاے اثنا عشر والی حدیث مین بھی داخل نہین لیتے کیونکہ
وہ شرف تو بنی امیہ ہی کا خاص حصہ تھا معذلک ستر فصاح و قباح مین
ان خلفاے بنی عباس کے بھی بڑے بڑے جوش و خروش سے امور
متواترہ یقینیہ کا انکار کرتے ہین اور اجماع ناقل کو غلط ٹھہراتے ہین چنانچہ
علامہ عبد الرحمن بن محمد بن خلدون فرماتے ہین منجملہ ان حکایتون کے
جنکو ملا جلا کر مورخین نے بیان کیا ہے اور تمامی مورخین نے اوپر
اتفاق کیا ہے یہ ہے کہ وجہ بربادی خاندان برمکیہ مین بیان کرتے ہین
کہ خلیفہ ہارون رشید بوجہ مداومت شرب شراب اور عشق و محبت
خواہر عباسہ و جعفر بن یحیی بن خالد برمکی وزیر کی چاہتا تھا کہ جلسہ شراب
ان سب کا مجمع ہے لیکن خیال پردہ شرعی سے رنگ مین مخل ہے

جم سکتا تھا آخر اپنی بہن عباسہ کا اپنے وزیر جعفر برمکی سے عقد کردیا
باین شرط کہ صرف شریک جلسہ شراب رہا کریں دونون میں تخلیہ ہونے
پائے جعفر برمکی تو حسب الشرط بخوف عتاب خلیفہ اسنے کو بچاتا رہا
اور باوصف عشق صحبت سے اوسکے مجتنب رہا لیکن عباسہ خواہر
ہارون رشید کی فریفتگی اپنے شوہر جعفر وزیر پر بڑھتی گئی تا اینکہ براہ
حیلہ و مکر اپنے شوہر کے وصل سے کامیاب ہوے مورخین کا گمان ہے
کہ عباسہ نے جعفر کو شراب پلا کر جب خوب مخمور کیا اوس حالت نشہ میں
عباسہ کی تمنا بر آئی کہ حاملہ بھی ہوگئی جب یہہ خبر ہارون رشید کو پہونچی
تو نہایت ہی غضبناک ہوا یہانتک کہ تمامی خاندان برامکہ کو اسی غصہ سے
ہلاک کیا ابن خلدون اس حکایت کے بعد کہتے ہین ہیہات ہیہات بہت
ہی بعید ہے یہ امر منصب عباسہ سے اوسا وسکی دینداری و عفت
و جلالت سے وہ بیٹی ہے عبداللہ بن عباس کے چار پشتون کا صرف
فرق ہے اور یہ چارون بزرگوار بھی اشراف دین علماء ملت سے ہین
کیونکہ عباسہ بیٹی ہے خلیفہ محمد مہدی بن عبداللہ ابو جعفر منصور بن محمد بن
بن علی ابوالخلفا بن عبداللہ ترجمان قرآن بن عباس عم رسول اللہ ص
کی ایک خلیفہ کی بیٹی ہے دوسرے خلیفہ کی بہن ہی مخدوم ہے ملک عرب
اور خلافت نبوی ہے کے ساتھ صحابی رسول بلکہ عم رسول کی پوتی ہے
اوس خاندان سے ہے جسکے لوگ امام ملت ہین اور خلافت و عزت
و سطوت کا ہر طرف سے مرتب ہے ساتھ عزت و جلالت و عظمت

دین کے دور ہین معائب و قبایح و فواحش سے اگر اس گھرانے مین
عفت و عصمت نہ پائی جائے گی تو پھر طہارت و پاکیزگی کا کہان ٹھکانا ہوگا
پس کیونکر ممکن ہے کہ ایسے جلیلۃ القدر و عظیمۃ المرتبہ کا عقد جعفر بن یحیے
برمکی سے ہو اور ایسے معظم خاندان عرب کی وصلت ایک مرد عجمی سے ہو
جسکے باپ دادا غلام رہے ہون اس خاندان کے کہ منتہاے شرف انکا
یہی ہے کہ وزیر تھا اس دولت کا اسی خاندان کی بدولت مدارج عالیہ
پر فایز ہوا اور کیونکر جایز ہے کہ ہارون رشید ایسا بادشاہ بلند ہمت
عالیمرتبت والا دودمان اپنی بہن کی شادی اپنے خاندان کی ازاد کردہ سے
کرے کہ اہل عجم سے ہو پس اگر کوئی شخص منصف مزاج اس حکایت مین
غور کرے اور نظر و تامل سے کام لے اور عباسہ کی جلالت و شان کو
خیال کرے کہ کیسے شاہنشاہ زمانے کی بیٹی تھی تو ضرور انکار کرے گا
اس عقد سے کہ ایسے شاہزادی کی شادی اس مرد عجم سے ہو پس بلا عذر
و تامل اس واقعہ کی تکذیب مین مبالغہ کرے گا کہان قدر عباسہ و ہارون رشید
کہان دوسرے لوگ وجہ غضب ہارون رشید بر ملکہ پر نہین ہے مگر تسلط
اونکا کہ ہارون رشید ذری ذری مال کے لیے محتاج ہوتا تھا پس سوچیے
اول لوگون کو ہلاک کیا تمام ہوا کلام ابن خلدون اب ناظرین باتمکین اسکی
فوائد پر غور کرین کہ چند فائدے حاصل ہوتے ہین پہلے یہ کہ ان خلفاے
بنی عباسیہ کو جو باوجود اسکے تھے اس عباسہ کے جنہون اتفاق
کافہ مورخین بکر و حیلہ جعفر برمکی سے وصلت حاصل کی اور حالانکہ

اوس سے تمل رکھایا اون سبکو ابن خلدون مذکور علماء دین و اشراف
ملت خلیفہ و ابن خلیفہ مہبط ملئکہ و مظہر انوار وحی جانتے ہین کہ اگر وہان
عفت نہ پائی جائے گی تو پھر کہان حاصل ہوگی پس اس سے کمال
عظمت و جلالت ان خلفا کی اہلسنت کے نزدیک ثابت ہوئی اور یہ آیت
کہ علامہ سیوطی بعوض مودت ذوالقربی جو آیۃ قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ
فی القربے سے ثابت ہو مودت بنی عباس کو واجب جانتے ہین و شہادت
توحید و رسالت کے ساتھ اسکے شہادت بھی ادا کرتے ہین چنانچہ رسالہ
اساس فی مناقب بنی عباس مین جسمین چالیس حدیثین فضایل بنے
عباس نقل کی ہین فرماتے ہین و اشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ
شہادۃ محکمۃ الاساس اصلہا محبۃ النبی و فرعہا مودۃ بنی العباس دوسرے
یہ کہ جو امر باجماع مورخین اہلسنت ثابت ہو اوسکو علامہ ابن خلدون اپنے
حال [illegible] خواہ مخواہ ہوے ان خلفا کی باطل کرتے ہین حالانکہ
کوئی رد و قدح رواۃ وغیرہ بھی نہین پیش کرتے اب مین متصفین جانبین
اور مدعیان اسلام و ایمان سے بکمال ادب عرض کرتا ہون
خدا فرمائے کیا جناب ام کلثوم دختر جناب سیدہ نساء العالمین بضعۃ
خیر المرسلین کی قدر و منزلت عزت و جلالت عباسہ کے برابر ہی تھی
اور خلیفہ دوم کی مالی نسبی بمقابلہ اہلبیت نبی کیا جعفر برمکی سے بھی
کم نہ تھی جو کبھی ایسے غور کرتے اور ایسا جوش و خروش اس امر اجماعی
مورخین کی تکذیب مین دکھاتے جو شرف بضعۃ رسول کے بارہ مین

کما نقل فی عبقات الانوار ص ۳۴۳

کہ اس امر مختلف بین الفریقین کی تحقیق پر ایک اجمالی نظر ڈالی درستباہ روا
و اغلاط ناقلین کے پہچان پین کرتے ہاے کیسی محبت دینداران اہلسنت پر
غالب ہوگئی کہ جو خلیفہ ہوا اوسکی ہواخواہی مین مبتلا ہوے خلفاے
ثلثہ کے بعد معاویہ و یزید و ہارون و مامون کے لیئے بھی ویسی ہی فدائی
بنی جو اِن لوگون کے موجب طعن و عیب معلوم ہوے اونکی تاویل
کرنے لگے نہ بن پڑا تو انکار کر دیا بھلا ابن خلدون ہین جینو نے صرف اسی
ایک واقعہ کے انکار پر کفایت سنن کی دیگر وقائع مین بھی ان خلفاے
بنی عباسیہ کے یون ہین منکر ہوے مثلاً سکے کہ ہارون و مامون کی شراب
اور قاضی یحییٰ بن اکثم کی ندیمی سے انکار کیا حالانکہ اسکو بھی جماعی کثیر
مورخین سے جانتے ہین مگر کرتے ہین اور مامون رشید کے عاشقے
بوران بنت حسن بن سہل سے بھی انکار کیا چنانچہ بعد نقل اس قصہ کے
اجمالاً کہ مامون نے رات کی گشت مین ایکجگہ زنبیل دیوار سے لٹکی ہوی
دیکھی تو سیر بیٹھ گیا وہ زنبیل اوپر کھینچنے لگی وہان پہونچکر ایک مکان آراستہ
پیراستہ دیکھا اور نہایت حسین و جمیل لڑکے نظر پڑے تمام شب شراب
پیتا رہا صبح کو جب اپنے دربار مین آیا تو ادھی کے عشق کے نشہ مین
مخمور تھا یہانتک کہ اوس ذریفنگی مین اوس لڑکی کے باپ کو راضی کرکے
اوس سے عقد کر لیا فرماتے ہین گمان یہ سب امور کہان مامون سا
خلیفہ عالم دیندار سیرت خلفاے راشدین کا پابند کہان اپنے باپ دادا
سے جو سنے سب خلیفے ارکان مذہب کی تعلیم کی ہیئت عالمانہ

بحث و مذاکرہ علمی مین مشغول رہتا تھا اور احکام خدا کا مطیع تھا اوس سے
ان امور کو کیا مناسبت جو فساق و فجار کے افعال سے ہین اور اوباش
و عشاق کے اطوار سے اور ان امور کو یوران دختر حسن بن سہل سے
کیا واسطہ جو اوس خاندان شریف سے تھے کہ جہان بجز عفت و عصمت
کسی امر کا چرچہ بھی نہ تھا اسیطرح بہت سی حکایتین ہین جنسے مورخین کی
کتابین مملو ہین چونکہ یہ لوگ خود ایسے لذات محرمہ اور فسق و فجور مین مبتلا
رہتے ہین لہذا ایسے ایسے حکایات و روایات بنا کر ایسے لوگون کیطرف
منسوب کر دیتے ہین تاکہ وقت دار و گیر انہین قصونکو پیش کرین اور طعن و
لعن سے اپنی جان کو بچائین انتہے خلاصہ کلام ابن خلدون یہین جامی حیثیت
بلکہ محل حسرت ہے کہ ہارون و مامون کے یون پاکیزہ کیجاہ اور اہلبیت
رسول ذریت بتول مخدرات سرادق عظمت و جلالت صاحبان آیہ تطہیر
کے بارہین برعکس اسکے وہ خارج از عقل و قیاس باتین نسبت کیجائین
جنکو کوئی عاقل دیندار قبول نہ کرے پس گو اہل اسلام تابعین خیر الانام
عموماً حسب احکام اکابر اہلسنت مثل قاضی عیاض و مازری و نووی
شاہ عبد الحق و فاضل رشید و مولوی حیدر علی و ابن خلدون عامہ
ہمکو محض بخیال شرافت و سیادت و عظمت و جلالت بضعہ رسول خاتم
فخر بنی آدم و مفارت و زلت خاندانی خلیفہ دوم و فظاظت و غلظت
جنسے انکی ام انسبت ہمکو کیا کہنا ہے اور تقسیم خدا و رسول و
شفاعت نانا اور [illegible]

مہبت بعید ہے شان وعظمت وجلالت جناب امیر نفس رسول بشیر ونذیر
سے کہ اپنے پارہ جگر ودختر نیک اختر حضرت اُم کلثوم بنت سیدہ نساء العالمین
کا عقد بابن بقا وت سنی خلیفہ دوم سے کریں جنکے ایمان کو حسب روایات
فریقین کفار سے ہمسری ہو اور بقول ابو حنیفہ ایمان ابلیس کو اونپر برتری ہی
اور حضرت عباس وعمرو عاص وخالدین ولید ومہاجر بن خالد وخولہ بنت
حکیم وغیرہ وغیرہ صحابہ وصحابیہ مقبولین اہلسنت بلکہ ابو سفیان وغیرہ اونکی لب
وحسب پر طاعن ہیں ہم اشرف الناس نبی ہاشم کی بزرگی وعظمت وجلالت صاف صاف
وہ گالیان سنائیں کہ رذیل سے رذیل بھی وہ گالی نہ سنے بھلا ممکن ہے
کہ جنکو رسالت مآب اپنی دختر نیک اختر کے لائق نہ جانیں اور انکار کریں
اوس دختر کی دختر کے قابل کیونکر ہو سکتا ہے اور کیا جناب امیر کو عائشہ
بلکہ ام ابان کے برابر بھی قدر ت نہ تھی جو ایسے قصد سے خلیفہ کو باز رکھتے
چہ جائیکہ جناب امیر مولا امام الاتقین نفس فخر المرسلین بآن علو ہمت اس
افحش طریقہ سے بلا عقد ونکاح اپنے پارہ جگر بضعہ خیر البشر کو اس شیخ سوء
کے پاس مسجد میں جسمیں سے کشف ساق وتقبیل وضم صدر وغیرہ امور ظاہر
ہوا وران نبی ہاشم کو جنپر غیرت وحمیت کا خاتمہ ہے کچھ جوش بھی نہ آئے
کلا واللہ کلا یکون ذلک ابدا جو شخص صاحب عقل وانصاف ان وقایع کا
مین غور وتامل سے کام لیگا اور کچھ بھی خیال خدا ورسول ہوگا تو اس واقعہ
سے بدیہہ عقل انکار کریگا اور بلا تامل تکذیب محدثین مورخین مین کریگا
وکاوش کریگا خصوصا اہلسنت جنکو اثبات ایمان ذات شیخین خلیفہ دوم

کی اشد ضرورت ہی بھلا کب مان سکتے ہین کہ خلیفہ دوم بخیال حق تلفی ابوبکر
اونکی بیٹی ام کلثوم کے عقد سے باز آئین اور بغرض حق تلفی رسول و ایذائے
اہلبیت طاہرین و ابطال احکام سید المرسلین اس جبر شدید کے ساتھہ
عقد کرین اور موذی خدا و رسول ہنین حاشا و کلا ہرگز عقلا و منصفین اہلسنت
اسکو نہین مان سکتے اور بدون ابطال و تردید ان روایات موضوعہ کے
اونکو چارہ نہین چنانچہ انشاء اللہ غلطی اور موضوعیت ان روایات کے
بنا بر اصول اہلسنت ثابت کیجاتی ہے پس گو کہ محض یہی امور عقلیہ بدیہیہ اسکے رد و
ابطال کے لیئے کافی تھے اور ہین لیکن چونکہ الحق مثل اہلسنت خوشامد پرستان
بنی امیہ و بنی عباس ہٹ دہرم و نا انصاف نہین ہین بلکہ مدار اونکی تقریر
و تحریر کا احقاق حق و تحقیق امر واقع پر رہتا ہے لہذا مین ابھی اون احکام عام
منکرین وقائع صحیحہ کو تکذیب و انکار مین اس واقعہ موضوعہ و غلط کی جاری
نہین کرتا بلکہ خاص حکم فاضل رشید کو بھی جو دربارہ تکذیب و ابطال احادیث
صحیح مسلم مستلزم شناعت قطعیہ چار یار کہا کہ چونکہ یہہ حدیث صحیح مستلزم
شناعت قطعیہ چار یار ہے لہذا باتفاق فریقین رد و ابطال یا تاویل اوسکو
واجب ہے ہم جاری نہین کرتا بلکہ صرف یہی کہتا ہون کہ عقل و نقل کو ملاکر
امانت و دیانت کے ساتھہ تاریخی واقعات سے جانچ کر اس نکالے
عدم وقوع یا وقوع کا یقین کرو اگر اسکے ساتھہ اون فسادات اور
قباحتوں کا بھی لحاظ ہو جو مذکور ہوے تو سبحان اللہ نور علی نور اور ان
باتون مین کسی شیعہ کا قول لو جنکو اہلبیت رسول سے خاص تعلق ہے

نہ اونکی روایتین دیکھو بلکہ صرف اپنے ہی علماے اہلسنت کے (جو صحابہ بلکہ
خلیفہ دوم کے فدائے خاص اور جان نثار ہین اور اہلبیت طاہرین کے
دشمن یا غیر طرفدار) اقوال سے تطبیق دے لو اور جمع و توفیق کر لو انشاء اللہ
بخوبی معلوم ہو جائے گا کہ یہہ نکاح واقع ہوا نہ اس قصہ کی اصلیت ہے
راویون نے یا بوجہ اشتراک نام اشتباہ مین آکر دو تین ہمناموں کے
قصے دوسرے طرف جوڑ دیے یا بے ایمان جھوٹے راویون نے جان بوجھکر
اس غلط قصہ کو گڑھا اور جھوٹی تہمت لگا کر اپنے موضوعات کو مشہور کر دیا
اور اونکے بعد والی علمانے بلا غور و تامل بلا تحقیق و تفحص اوسکے نقل کی
یا وہ بھی اوسی وضع واقعہ اور جعل و تہمت مین اونکے شریک غالب ہوے
لہذا اسکی تحقیقات واقعی بر بنیاد دو اصول دو مقالون مین کیجاتی ہے

**مقالہ اولے** بر بنیاد اصول اشتباہ رواۃ ہر صاحب عقل سلیم و فہم
مستقیم اگر ذرا غور و تامل سے کام لے اور عنان انصاف ہاتھ سے نہ دے
تو بالیقین معلوم کریگا کہ اگر رواۃ اس قصہ کے بفرض تسلیم بالعمد مرتکب
کذب صریح و افترائے فضیح نہین ہوے تو نقل واقعہ مین مبتلاے اوہام
و خطا ضرور ہوے اور کسی وجہ سے (خصوصاً بجہت اشتراک نام مشتبہ ہو کر)
اونہونے مختلف اشخاص کے واقعات کو شخص واحد کیطرف منسوب کر دیا
لہذا پہلے مین نتیجہ تحقیقات یعنی اصل کیفیت واقعہ لکھتا ہون پھر اوسکی
دلیلین بعد اوسکے وجوہ اشتباہ و اغلاط و ردلایل اور نظائر اوسکے

**الامر اول** یعنی حقیقت نکاح پس واضح رہے نصف پیرایہ اہل خبرت

کہ جہانتک کتب سیر و تواریخ و احادیث اہلسنت پر اسمادہ مین نظر ڈالیجاے
اور تحقیقات واقعی کیجاے وہانتک یہہ امر یقیناً ثابت ہوتا ہے کہ کسیطرح
نہ یہہ عقد واقع ہوا نہ کوئی تذکرہ اسکا آیا بلکہ اصلیت اسکی اسقدر معلوم ہوتی ہے
کہ چونکہ خلیفہ دوم نے ام کلثوم دختر ابوبکر سے جو بعد ابوبکر پیدا ہوئے تھے
اپنے ایام خلافت مین عقد کرنا چاہا اور عایشہ کو اسکا پیغام دیا ام کلثوم
مذکور نے انکار کلی کیا اور خلیفہ دوم کی شدت و خشونت و غلظت و فظاظت
کے سبب سے بالکل ناپسند کیا تو بی بی عایشہ نے مضطر ہو کر عمرو عاص
حیلہ ور کو بیچ مین ڈالا اور سنے اس عقد کے ہونے سے لزوم حق تلفی ابوبکر
کا خیال دلا کر عمر کو روکا پس یہہ ایک مادہ اصرار و انکار کا اونکو ہاتھ لگا جسکو
کل روایات عقد مین بیان کرتے ہین اور انکار ام ابان بنت عتبہ بن ربیعہ
بھی اصل انکار و اصرار کا موید ہوا دوسرا امر باعث تیقن بوقوع عقد یہہ ہوا
کہ چونکہ خلیفہ دوم کی ایک زوجہ جو ایام جاہلیت سے انکی زوجیت مین تھی جس سے
زید بن عمر متولد ہوا اور مادر و پسر نے بوقت واحد ایام معویہ مین وفات پائی
اوس زوجہ کا نام ام کلثوم تھا اور صلح حدیبیہ کے بعد دوسرے ام کلثوم بنت
عقبہ بن ابی معیط سے عقد کیا کہ وہ ام کلثوم زوجہ خلیفہ دوم ہوئین پس یہہ دو امر
اونکے تیقن بوقوع عقد بعد انکار کے ہوا ایک ام کلثوم کا انکار کرنا اور دوم ام کلثوم
کا زوجہ عمر ہونا جاہلیت اور اسلام مین اب یہ واقعہ ناقابل اعتبار نے خواہ
اشتباہ خواہ بالقصد انہین دونو واقعہ کو نہ تسلیم کرنا تنازع قرار دیکر یہہ اختراع کیا
کہ ام کلثوم بنت جناب سیدہ سے علیہ [illegible] دوم نے خطبہ عقد کیا جناب امیر نے

انکار کیا ادہر سے اصرار ہوا آخر عقد واقع ہوا اور اونسے زید پیدا ہوے
اور ان بیٹے نے ساتھ بوقت واحد بعہد معاویہ وفات کیا اور جناب امام حسینؑ
نے نماز جنازہ پڑہے پس دو ام کلثوم بلکہ تین ام کلثوم کے مختلف روایات
کو نام کے اشتراک کے سبب سے جناب ام کلثوم علیہا السلام کیطرف
خواہ بالعمد خواہ بالاشتباہ منسوب کیا اور انحضرت کو سرمایہ افتخار ہاتھ آیا
کہ عمر بن الخطاب کا عقد دختر جناب امیرؑ سے ہوا یہ اصل واقعہ ہے
کہ غتر بود کا قصہ نقل کل الاصل بنا امر دوم یعنی دلایل ان دعوؤں کی
پس دعوے اول یہہ ہے کہ ایک ام کلثوم دختر ابو بکر تھی اثبات اسکا اصل
کتاب ذوالفقار حیدر جلد ہفتم میں اصابہ فی معرفۃ الصحابہ اور اسماء الرجال
مشکوۃ شیخ عبد الحق دہلوی اور تاریخ الخلفاء سیوطی اور صحیح مسلم اور موطا
امام مالک اور کنز العمال اور کتاب کامل علامہ ابن اثیر جزری وغیرہ سے
کیا گیا ہے یہاں صرف عبارت شیخ عبد الحق دہلوی کے ترجمہ پر اکتفا
ہوتا ہے کہ ابو بکر کے دختروں کے ذکر میں فرماتے ہیں لیکن بیٹیاں پس عائشہ
خواہر عبد الرحمن اسماء بنت ابو بکر خواہر عبد اللہ بن ابی بکر جو سب سے
بڑی تھی اور ام کلثوم سب سے چھوٹی تھی اور ان اوسکی نصرانیہ تھی ہیں
ام کلثوم دختر ابو بکر کا وجود ثابت ہوا باقی رہا دعوی دوم یعنی قصد
بعقد ام کلثوم دختر ابو بکر اور انکار اوسکا پس ثبوت اسکا اصل کتاب میں
کئی طرح سے کیا گیا ہے یہاں وہی عبارت کتاب کامل علامہ ابن اثیر
جزری کافی ہے جو سابق مذکور ہوئی کہ عمر نے ام کلثوم دختر ابو بکر سے

عقد کرنے کا قصد کیا اور عایشہ کو پیغام دیا ام کلثوم نے انکار کیا اور کہا تھا
مرد شدید خشن العیش ہے کہ دروازہ خیمہ اپنے ازواج پر بند کرتا ہی تیوری
چڑہائے گھر مین آتا ہے اور ناک بھون چڑہائے باہر جاتا ہے مین ایسے
شخص سے نکاح کرنا نہین چاہتی تا آخر روایت جو سابقا ند کور ہوئی
اور رجال مشکوۃ شیخ عبد الحق دہلوی مین ہے کہ ابو بکر نے عایشہ سے وصیت کی رجال مشکوۃ ص ۱۱۵
کہ مجھے القا ہوا ہے کہ میری زوجہ حبیبہ بنت خارجہ سے لڑکی پیدا ہوا وے گی
بارین نیک وصیت کرتا ہون پس بعد موت ابو بکر لڑکی پیدا ہوئی عایشہ نے
اوسکا اُم کلثوم نام رکھا عمر نے اوسکا خطبہ کیا تو ام کلثوم نے انکار کیا
اور عایشہ سے کہا کہ تم مجھے عمر سے بیاہتے ہو حالانکہ اوسکی شدت وخشونت
عیش سے بخوبی واقف ہو واللہ اگر میرا نکاح اوس سے کیا تو مین قبر
رسول پر جاؤنگی اور اسکی فریاد کرونگی ہم ایسے شخص سے عقد کرینگے
جسکی بدولت دنیا سے متمتع ہون پس عایشہ نے عمرو عاص کو بلایا
اور یہ قصہ سنایا عمرو عاص نے کہا ہم تمہاری کفایت کرینگے پس عمرو عاص نے
بمکر وحیلہ عمر کو اس عقد سے روکا اتنے پس ام کلثوم دختر ابو بکر سے عمر کا
قصد عقد کرنا اوسکا انکار بلکہ قبر رسول مختار سے فریاد کرنے کا عزم بشرط
وقوع عقد اور عایشہ کا اضطرار بخوبی ثابت ہوا لیکن دعوی عدم کا ثبوت
کہ خلیفہ دوم کی زوجہ کا نام ام کلثوم تھا پس ثبوت اسکا ہی چند دلایل
کتاب کامل و اصابہ تاریخ طبری و تفسیر کبیر امام فخر الدین رازی و اسماء الرجال مشکوۃ
شیخ عبد الحق دہلوی و ازالۃ الخفا شاہ ولی اللہ وغیرہ سے اصل کتاب

مندرج ہے یہان اصابہ اور کامل سے اثبات کیا جاتا ہے اصابہ
مین ہے ام کلثوم بنت جرول خزاعی زوجہ عمر بن الخطاب والدہ عبید اللہ
بن عمر ذکر اوسکا بسمار یعین بھی آیا ہے بلا ذکر نام اور کتاب کامل مین ہے عبید اللہ بن عمر اور زید
اصغر کی مان ام کلثوم بنت جرول خزاعیہ ہے کہ اسلام نے دونون جد اوڈالدی اسی
عبارت سے دعوی چہارم یعنے زید بن عمر کا شکم ام کلثوم مذکور سے ہونا ثابت ہوا ہان یہان یہ شبہ ہو سکتا ہے کہ ام کلثوم زوجہ خلیفہ دوم تو بسبب اسلام کے
خلیفہ سے علیحدہ ہو گئین پھر وہ یقین کہان جو محل اشتباہ روا دین پھر کسکین اور
اسکے قایل ہون کہ خطبہ و انکار ام کلثوم دختر ابوبکر زوجیت ام کلثوم
سابقہ نے رواۃ کو شبہ کیا مگر یہ شبہ محض واہی ہے کیونکہ جب اشتباہ
ہی ہے تو پھر یہ کہنے کی کیا ضرورت ہے اشتباہ تو بلا وجود بھی ہو جاتا ہے
چہ جائیکہ یہان تو وجوہ بھی قائم ہے گو بفرض تسلیم اوسکو زمانہ ممتد گذرا ہو
معذلک زوجیت ام کلثوم کی خود اسلام کی حالت مین ثابت کرتا ہون
کیونکہ اس ام کلثوم کے پسر زید کو زید اصغر کہتے ہین اور حضرت ام کلثوم کے
فرضی پسر کو زید اکبر پس ضرور ہے کہ زید اصغر چھوٹے ہون زید اکبر فرضی کے
اور وہ بدون بقائے ام کلثوم بنت جرول اور زید اصغر زوجیت خلیفہ دوم مین
ولادت زید اکبر فرضی کے بعد تک جو متصل بوقت وفات خلیفہ دوم
ناممکن ہے اور نیز عبید اللہ بن عمر کو بھی بطن ام کلثوم خزاعیہ مذکور سے
رہنے مین پس اگر ایام حمل مین مفارقت ہوئے ہوتی تو ولادت عبید اللہ
زید بن عمر و عبد اللہ بن عمر کے متقدم ہوتے اس مفارقت پس اگ

شمار افراد صحابہ مین ضرور ہوتا حالانکہ کوئی ونکو صحابی مین سے نہین کہتا
بلکہ تابعی کہتے ہین چنانچہ شاہ عبدالحق نے صرف عبداللہ بن عمر کو صحابہ
مین شمار کیا ہے اور عبدالرحمن اکبر برادر حقیقی عبداللہ بن عمر کو لکھا کہ عہد
رسول مین پیدا ہوا مگر کوئی حدیث یاد کرسکے نوبت نہ آئی پس بخوبی
ثابت ہوا کہ ایام ہدنہ یعنے زمانہ صلح حدیبیہ مین خلیفہ دوم سے اور اونکی زوجہ
ام کلثوم سے مفارقت نہین ہوئی پس یہہ بیانات اونکے غلط ٹھہرے علاوہ
اسکے اس بنیاد پر کہ ایام ہدنہ مین مفارقت ہوئی ہو وہ فضائل خلیفہ دوم
کہ بدولت اونکی اسلام کے اسلام کو قوت ہوئی عبادت خدا علانیہ ہونے لگی
ہوا ہوتے ہین کیونکہ جب اونکی اسلام خصوصیت التیام نے اتنی بھی تاثیر نہ کی
کہ اپنی بی بی کو مسلمان بناتے تو دوسرونمین کیا تاثیر ہوگی یہ صفت خلیفہ
اول ہی کے لئے مبارک رہنے دین کہ تا بہ فتح مکہ نہ اونکے باپ مسلمان ہوئے
نہ بی بی نے اسلام قبول کیا نہ بیٹے نے بلکہ عبدالرحمن بن ابوبکر تو برروز فتح
مکہ لڑنے آئی تھے جسپر اونکے پدر شفیق شیخ عتیق ابوبکر صدیق کو جوش آیا
اونکی بیعنے خلیفہ اول کی زوجہ کو البتہ ایام ہدنہ مین طلاق ہوا کیونکہ وہ کافرہ
ایسی جابر تھی کہ کسیطرح اسلام قبول نہ کیا آخر جدائی ہوئی خلیفہ دوم کو
گمان اشتہی تاب تھی کہ اپنی بی بی کو کافرہ رہنے دین ہین بہتوں کے مسلمان
ہوئے پر تو یہ جوش آیا کہ مین کہکر خوب نردکوب کی جب سب ہولیے
ہوئے تب چھوڑا پس کب ممکن ہے کہ ایسا شخص جابر شدید اپنی زوجہ کو
حالت کفر مین
ہمنے ادرکی فاذ رحیل سکدین ان کو سلام ہا

کہ وہ بیان انکار محض غلطہی علاوہ بران خود ازالۃ الخفا مین بہت سے امور ایام خلافت کے
ام کلثوم زوجہ سابقہ خلیفہ دوم کیطرف منسوب ہین چند روایتین اسکا تذکرہ ہی جس سے معلوم ہوا ام کلثوم
زوجہ سابقہ زوجیت مین ہی پس قول ان علما کا بمفارقت ام کلثوم سابقہ غلط ٹھہرا اب ان روایت
دیکھنا چاہئے کہ اگرچہ یہہ وجوہ دفع شبہ کے لیے کافی ووافی تہی مگر چونکہ ان
علماء اعلام کے اقوال مین مذکور تہا کہ جب آیہ لاتمسکوا بعصم الکوافر نازل ہوا تو خلیفہ نے
ام کلثوم مذکورہ کو طلاق دیا جیسا کہ اصابہ ابن حجر عسقلانی مین ہے تو
اسکی تحقیقات کے لیئے تفاسیر اہلسنت پر نظر ڈالی خصوصاً تفسیر کبیر
امام فخر الدین رازی پر توجہ ہوی مگر کہین سے اس قول کی تصدیق نہ
ہوی کسینے یہہ نہ لکہا کہ اس آیہ کے نزول کے وقت خلیفہ دوم نے اپنی
زوجہ سابقہ ام کلثوم کو یا دیگر ازواج کو طلاق دیا ہو بلکہ برعکس اسکے
یہہ فائدہ جدیدہ حاصل ہوا کہ بعد نزول اس آیہ کے خلیفہ دوم نے
دوسرے ام کلثوم سے بمقام حدیبیہ جہان انکو ثبوت جناب رسالتمآب صلے اللہ
علیہ والہ مین شک ہوا تہا عقد کیا پس اب دو ام کلثوم جاہلیت و اسلام کے
ملاکر انکی زوجیت مین در آئین ایک ام کلثوم بنت جرول خزاعی مادر زید
بجوا یام جاہلیت سے عقد مین تہے دوسرے ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط
جس سے بعد نزول آیہ مذکورہ عقد کیا چنانچہ تفسیر کبیر مین ہے بدیل
تفسیر آیہ لاتمسکوا بعصم الکوافر ہری سے روایت ہی کہ ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط
اوسنی جوانی مین اپنے شوہر عمرو عاص سے بہاگ کر خدمت رسول خ
مین حاضر ہوے اور اوسکے ساتھ دونو بہائی اوسکے عمارہ اور ولید

بھی بھاگ کر آئے تب پیش کفار قریش سے اعزا اور اقربا ام کلثوم کے آنحضرتؐ
پاس آئے اور کہا کہ حسب شرائط صلحنامہ ان لوگون کو واپس کیجئے آنحضرت
نے عمارہ اور ولید برادران ام کلثوم کو حوالہ کر دیا جب ام کلثوم کی استرداد
کا دعوے کیا تو فرمایا وہ شرطین دربارہ مردون کے تھین نہ دربارہ عورتون کے
اور بروایت ضحاک آنحضرتؐ نے فرمایا کہ شرط یہہ تھی کہ اگر کوی عورت بحالت کفر
آئے تب واپس کرین اور اگر مسلمان ہوکر آئے اور شوہردار ہو تو جو کچھ اوسکے
شوہر کا خرچ ہوا ہو پھیر دین پس بنابر اسی قاعدہ کے آنحضرت نے
ام کلثوم سے بحلف پوچھا جو اوسنے بیان کیا حضرت نے دے دیا بعد اسکے
عمر نے اوس ام کلثوم سے عقد کر لیا تھا پس اس روایت سے بعوض وقوع
طلاق ام کلثوم زوجہ ایام جاہلیت وقوع عقد خلیفہ دوم ام کلثوم بنت عقبہ
بن ابی معیط کے ساتھہ ثابت ہوا والحمد للہ میں سمجھتا ہون کہ شاید رواۃ اہلسنت کو
یہان بھی اشتباہ ہوا کہ فرار ام کلثوم کو زوجیت عمرو عاص سے خلیفہ دوم کسطرح
تقارب سہم بطور طلاق منسوب کر دیا اور روایت کرنے لگے کہ خلیفہ دوم نے
ام کلثوم کو طلاق دی یا بغرض مساوات خلیفہ اول ایام بعد ایسی نسبت کے
مرتکب ہوے ہون کیونکہ بوقت ہدنہ زوجہ ابوبکر و ابوبکر سے مفارقت واقع
ہوئی ہے بہرکیف میرا دعوے بخوبی ثابت ہوا کہ ام کلثوم خلیفہ دوم کی یک
روزہ زوجہ ہے نہ ایام جاہلیت سے انکی زوجیت مین تھی دوسرے ام کلثوم
جو اسلام مین وقت صلح حدیبیہ سے انکی خدمت مین آئی اور ابن عمر کی
حقیقی زوجہ انام بھی ام کلثوم مرقوم ہے لیکن ابو عاصم بن عمر کی بھی

ام کلثوم کہتی ہین و ہذہ عبارتہ و عاصم امہ ام کلثوم جمیلہ بنت عاصم ہین ثابت
حمی الدین بعینہ عاصم بن عمر کی مان ام کلثوم جمیلہ بنت عاصم ہین ثابت ہے
پس یک نشد دو شد بلکہ سہ شد یک بخوبی تصدیق ہوئی باقی رہا دعوے پنجم یعنے
اسی ام کلثوم اور زید مان بیٹے نے وقت واحد مین بعد معاویہ وفات
کیا پس ثبوت اسکا خود اسے سی ظاہر ہے کہ جناب ام کلثوم دختر جناب امیرؑ
اپنی بھائی جناب سید الشہدا روحی لہ الفدا کے ساتھ معرکہ کربلا مین شریک
رہین اور سارے ظلم و جور و ستم و مصائب و آلام مین اپنے بھائی امام حسینؑ
کے غمخوار رہین اور بعد شہادت سید الشہدا ایک مدت تک اسیری مین آلام
سہا کین پس اگر حضرت ام کلثوم نے عہد معاویہ مین وفات پائی ہوتی جیسا
کہ رواۃ اہلسنت کا بیان ہے تو معرکہ کربلا مین جو اسکی مدت بعد ہوا کیونکر
شریک ہوتین اور کاہیکو یہ مصائب و آلام جھیلنے پڑتے پس معلوم ہوا
کہ وفات کرنیوالی اپنے بیٹے زید کے ساتھ بعد معاویہ دوسری ام کلثوم
ہے یعنے زوجہ سابقہ خلیفہ دوم اور شریک معرکہ کربلا دوسرے ام کلثوم
ہین یعنے دختر جناب امیرؑ خواہر جناب امام حسینؑ دونون مین کوی واسطہ
نہین صرف نام کے اشتراک نے رواۃ کو شتباہ مین ڈالا اور بوجہ شہرت اسنام
کے دو اور عورتون کے مختلف قصے ادہر منسوب ہی اور درصورتیکہ
خود صحیح بخاری مین مکہ کا قصہ اور مدینہ کا ملا جلا کر بیان ہوا ہے تو اگر روایات
غیر صحیحہ مین باوجود اسباب اشتباہ کے اقوے ادنے کا اشتراک نام ہے اشتباہ
کیونکر ثابت ہو سکتا ہے امر سوم یعنے اسباب اشتباہ دو ہین ایک

فائدہ
ماخذ تحقیق
رواۃ اسماء
ام کلثوم
فائدہ
اشتباہ
رواۃ
فائدہ
اشتباہ
رواۃ
فائدہ
اشتباہ
رواۃ
فائدہ
اشتباہ
رواۃ

فصل سیزدہم

یہ امر روزمرہ کے مشاہدہ اور ہر روز کے تجربہ سے ہر شخص پر مثل بدیہیات
کے ظاہر ہے کہ جو امور ہماری نگاہ ہونکے سامنے ہوتے ہین اور دس بیس
بلکہ سو ہزار اوسکے دیکھنے والے ہوتے ہین دیکھی ہوئی بات مین دوسرے وقت
کیا دھوکے واقع ہوتے ہین حتی کہ اون مشاہدات مین جسکی زیارت و حفاظت
اثار مین لوگ کوشان رہتے ہین ایسے دھوکے پڑتے ہین کہ اصل امر کا
دریافت محال ہوجاتا ہے چنانچہ مولوی حیدر علی دربارہ عدم تعین قبر مطہر
جناب سیدہ نساء العالمین بضعۃ خیر المرسلین کہتے ہین اگر مراد شان
عبارت کتاب مسطور دریافت میشود کہ مقام قبر او معین نیست پس مسلم است
بسیارے از قبور بزرگان در صدر اول معلوم بود و بعد ازان بجہت بعد زمان
و تقادم عہد اختلاف روایات بیشتر ازین پیدا شد و تحقیق آن کما ینبغی پہلو تہی
استحالہ رد کافی از ادلۂ اثبات ص۹۱ ہمین جہت ایسی قبر مبارک جو زیارت گاہ عام
مسلمین تھی با وصف سعی ضابطین آثار و حافظین اسرار و اخبار یون محو ہوے
کہ تحقیق او سکی ہم پہلوے محال و دریافتی تو وانے بر حال اخبار سماعیہ کہ
مدار او سکا نقل و حکایت پر اوہین مشاہدات کی ہے جو یون محو و سہو ہوتی جاتی ہین
پھر کیف جب یون مشاہدات کی نقل ہونے لگی تو خود دیکھنے والے اوس
ایک واقعہ کو کئی طرح سے بیان کرتے ہین اور سننے والے لوگ اون
اخبار سماعیہ کو کتنے مختلف طور سے سنتے ہین اور اسطرح جب نقل در نقل
منتشر ہوئی اور وہ خبر دور دور تک شہرت ہوئی تو بلا قصد وضع و افتراء
بلکہ کسی سبب خاص و مناسبت ضرورت کے کتنے رنگ بدل جاتے ہین اصلی

واقعہ تو غایب ہو جاتا ہے اور سیکڑون ہزارون اضافہ اوسمیں ہو جاتے ہین
پس جنمیں آنکھونکی دیکھی بھالی باتونمین یہ شگوفے پیدا ہوتے ہین اور تنکا پہاڑ
بن جاتا ہے تو جن خبرون کو تیرہ سو برس گذر گئے اوسکی کیا حالت ہوگی
جنکا لکھنا پڑہنا ہوا بھی تو دو سے برس کے بعد کہ اونمین سنی سنائی باتونکو
لوگون نے لکھا اور سنا بھی اونکی زبانی جو ایکطرف کے پکے طرفدار
دوسری طرف کے پورے دشمن تھے اور جسطرف کے طرفدار تھے وہ سب
امرا اور سلاطین تھے آل رسول کے جانی دشمن جو صرف اس غرض سے
کہ اہلبیت رسول کے توہین اور ان امرا کے اور اونکے بزرگون کی مدح وثنا
مین احادیث وضعی بنانی جانتین ہزارون کرورون روپیہ انعام مین صرف
کرتے تھے اور بنانے والے بھی ایسے تھے کہ خوشامد مین کبوتر بازغہ بازنا
وغیرہ کے لیئے خود رسول پر تہمت لگا دیتے تھے پس ایسے حالات مین روایات
کا موضوع ہو جانا اور غلط خبرونکا مشتہر ہونا خرد یات اور بدیہیات سے ہے
اور جب بدون ان امور کے بلکہ بلا اسباب اشتباہ روایات مشتبہ اور غلط خبرین بجاے
اہلسنت مین ملی ہین تو یہان باوجود اسباب اشتباہ بلکہ قراین موضوع وجعلی
ہونے کیونکر تعین باشتباہ وجعل ہوسکین ایک سبب قوی اشتباہ
مشترک نام واحد ہے تین چار شخصون مین ایک نام کلثوم دختر ابوبکر دوسرے
ام کلثوم زوجہ سابق عمر تیسرے ام کلثوم زوجہ ثالثہ عمر چوتھے علیا کرمہ
جناب ام کلثوم دختر جناب امیرالمومنین علیہ السلام پس روایات ام کلثوم کا
حال جو نکے ام کلثوم کیطرف منسوب ہو جانا نہایت درجہ آسان ہے

بلکہ تفریق کرنا اور علحدہ کرنا خود نہایت مشکل کام ہے جب بخاری سا عالم
امام فن حدیث ایسے اشتباہ مین مبتلا ہوا کہ مکہ کے قصبہ کو مدینہ کے قصبہ
مین ملا کر ایک صحیح مین داخل کر دیا اور تفریق نہ کر سکا تو دوسرونکا کیا ذکر ہے
اور جب خود امام اعظم ابو حنیفہ کے بارہ مین بہت سے علماے اہلسنّت کو
یہی حادثہ پیش آیا تو عورتون کے بارہ مین اشتباہ ہونا کیونکر تعجب انگیز ہو سکتا ہے

وجہ اول سبب

جنکی شان سے ستوریت ہے اور تحقیق کی کوئی ایسی ضرورت نہین دوسرا سبب
اشتباہ یہ ہے کہ چونکہ حضرت ام کلثوم و زینب دختران جناب امیر علیہ السلام
حضرت رسول صلعم کے بسبب عظمت و جلالت و منتہاے شرافت و کرامت
نہایت درجہ مشہور تھین کہ قریب قریب ہر شخص انسے واقف تھا اور
بخوبی انکو جانتا تھا تو اب ممکن ہے کہ جو واقعہ بہ نسبت نام ام کلثوم کے
سنا گیا وہ بلا تحقیق و تفحص ان حضرت ام کلثوم کیطرف منسوب ہو گیا کیونکہ
قاعدہ ہے واقعات و حالات اونہین لوگون کے زیادہ تر مذکور ہوتے ہین
جو کسیطرح کی شہرت رکھتے ہون ورنہ گمنامون کو کوئی اتنا پوچھتا ہی نہین
نہ اونسے واقف ہوتا ہے چنانچہ عنقریب معلوم ہوگا کہ ابن حجر

تیسرا سبب

عسقلانی نے روایت شراب خوار سی ابو بکر مین اسی شہرت کو پیش کیا ہے
تیسرا سبب اشتباہ انکا ام کلثوم دختر ابو بکر ہے عقد عمر سے کیونکہ اول ام کلثوم
کے نام ہی سننے سے ذہن کا انتقال فوری طرف حضرت ام کلثوم
کے ہوا اسلئے کہ بہت سے لوگ تو یہ بھی نہ جانتے ہونگے کہ دوسری کوئی
اس نام کی ہے تھی جو خلفاء اہلسنت سے بہت لوگون کے

ابتک نہین معلوم ہے اور بالخصوص ابوبکر کی دختر ام کلثوم سے تو اور بھی
ناواقف تھے کیونکہ مشہور روایتون اونکی اول درجہ تو بی بی عایشہ نہین بعد اونکے
اسما حالانکہ اسما انمین سب سے بڑی تھین مگر جسقدر لوگ بی بی عایشہ سے
واقف ہین اسما سے ہرگز اتنا کوئی آشنا نہین پھر ام کلثوم دختر ابوبکر کی
واقفیت کیونکر ہوتی اور خود اسکی پیدایش جب ہے تو بعد وفات ابوبکر ہے
پس محض گمنامی ہی کی حالت مین رہے تو اب جسنے خطبہ ام کلثوم کو
سنا تھا اور فوری طرف حضرت ام کلثوم کے ہوا تھا جب اوسنے ام کلثوم کے انکار کو سنا تو اب یقین کلی ہوگیا کہ یہ وہی ام کلثوم دختر جناب
امیر المومنین ہین نہ دختر ابوبکر سے اور انکار عقد عمر سے کیا مناسبت پس
بلا تحقیق و تفحص اونہین پاک سیدہ کیطرف سارا واقعہ منسوب ہوا جو نواسی
رسول تھین کہ بوجہ عظمت و جلالت اونسے سب واقف تھے اور جسنے انکا
ام کلثوم کو طرف جناب امیرؑ کے منسوب کیا اگرچہ بعض لوگ تفرقہ کے
لئے بنت بھی ذکر کرتے ہین مگر نہ سبکا یہ قاعدہ کلیہ ہے اور نہ ہر جگہ ہو سکتا ہے
اور نہ سننے والونکو خاصکر اسکا خیال رہتا ہے چہ جائیکہ بالعمد دیدہ و دانستہ
ایسی ترکیب کیجائے کہ لوگ مشتبہ ہو جائین چنانچہ بیشتر ما بعد اس
قصہ کے ایسی ہی تھی کہ علاوہ گذشتہ اقرار کے بالعمد مرتکب مدلسین تلبیس
ہون کہ روایت ہوا در کی نسبت کون دوسرے کیطرف جسکو علماے
محدثین کذب کے بہر بگلا دیتے ہین چنانچہ بیشتر ما بعد اس
کہ چونکہ اوس زمانے کے لوگ باجداد کے بعد سے بہر یا خبار و آثار

خلیفہ دوم سے بہ نسبت جناب امیر ؑ و اہلبیت طاہرین بخوبی واقف تھے
خواہ زبانی اقرار کریں یا نہ کریں انکی شرافت نسبی سے بھی بخوبی آگاہ تھے
جسپر اکثر صحابہ موتھ آتے تھے پس جب سنا کہ عمر نے ام کلثوم کی خواستگاری کی
اور وہ دہر سے انکار ہوا تو بوجہ شہرت سیکو اسیطرف تبا در ہوا کہ ام کلثوم بنت
جناب سیدہ ؑ سے خواستگاری کی ہوگی اور جب وہ روایتین سنین جنمین
تخاطب خلیفہ دوم سے اپنی زوجہ سابقہ ام کلثوم سے کہ اکثر مقام پر بلا ذکر
بنت وغیرہ نام ام کلثوم لیکر پکارا اور حکم کیا یا بلایا وغیرہ وغیرہ جو اکثر روایات
ایام سابقہ
ایام خلافت مین مندرج ہے تو گمان غالب قریب بیقین حاصل ہوا کہ
عیاذاً باللہ انمین حضرت ام کلثوم ؑ سے انکا عقد ہوا اور یہہ حالات واقعی ہین
اور جب یہہ سنا کہ ام کلثوم زوجہ عمر و زید بن عمر مان بیٹی نے بوقت واحد
وفات کیا اور جناب امام حسین ؑ نے نماز جنازہ پڑہی تو یقین کلی ہوگیا کہ
یہہ وہی جناب ام کلثوم دختر جناب امیر ؑ ہین پس بلا تحقیق و تفحص نہ سکے کہ
منظور یہہ عمر کونسی ام کلثوم ہے اور زوجہ خلیفہ دوم جس سے اکثر روایتون مین
خطاب کرنا اور حکم کرنا اور تکرار ہونا منقول ہے کونسی ام کلثوم اور اپنے
بیٹے زید کے ساتھہ مرنے والی کونسی ام کلثوم ہے قبول کر لیا کہ بر بنیاد دلو نسی
ظلم و ستم کے عقد واقع ہوا اور یہہ امور متذکرہ بالا انہین حضرت ام کلثوم سے
متعلق ہین اور اس خیال سے کہ کذب والا خواہی نخواہی اشتغال نزاہت
مین اضعاف بڑہتا ہے جو ری تائید کی بلا یقین ولا دیا نہ چاہا
روایت نے ہی خود اس نکتہ کو کہ مقصود خلیفہ اس سے اشتعال خلافت

وسج روایت کیا ہے اس سبب اشتباہ اضطراب روایت سے کہ
عمرو عاص جیسے جو [illegible] جس سے بالبدیہ معلوم ہوا کہ انکو ایسا
انتشار و تردد ہوا کہ آخری [illegible] عاص کی کید و مکر سے کام لیا گیا
پس ضرور ہے کہ قبل اس [illegible] کے [illegible] سے صلاح و شورہ
لیا ہو کیونکہ مکر و فریب سے کام [illegible] بیوی ہوتا ہے اور اوس
عہد کے واقعات سے [illegible] کہ ہر مختص وقت مصیبت جب مرا ہم
ہوتا تھا تو جناب میر کی طرف رجوع کرتا تھا حتے کہ خانگی کا کام بھی بغیر ان
عادی نہیں چلتا تھا پس اسی بنیاد پر ممکن ہے کہ حضرت نے عایشہ کے
اسباب میں امداد کی ہو اور حسب خواہش اونکے خلیفہ کی فہمائش فرمائی ہو بہر حال
یعنی صفر سنہ ۱۱ھ کلثوم دختر ابو بکر ظاہر کیا ہو چونکہ خلیفہ اپنے عالی نسبی
سے بخوبی واقف تھے اور صحابہ بھی گاہی گاہی مزاج وغیرہ میں موقع
آجایا کرتے تھے وہی خیال خلیفہ کو اس خدر پر پیدا ہوا ہو کیونکہ عیبی
سب سے پہلے اپنے [illegible] کا خیال گذرتا ہے کہ شاید اس صلت کے
قابل ہی نہیں جانتے اور بالخصوص جناب میر کی دخل اندازی نے
ان خیالات کو خوب ابھارا ہو چنانچہ اوس عبارت کامل سے بھی مترشح
خلیفہ وقت فہمائش عمرو عاص ہویدا ہے کہ جب عمرو عاص نے کہا ہم
ایسی خبر سنتے ہیں کہ معاذ اللہ تم ام کلثوم بنت ابو بکر سے عقد کرنا چاہتے
اوپر خلیفہ نے کلام مضاف کیا ہے ہم میں عیب ہے ادین کافر
کیونکہ اس کلام سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ خلیفہ کو [illegible]

اوسپر خلیفہ نے حضرت سے کہا ہوا چھا بھیجدو دیکھیں کم سن ہو (جیسا تم بیان کرتے ہو
یا نہ حضرت نے عائشہ کو سمجھا بوجھا کر بھوا دیا ہو نا واقفون نے یہ سمجھا کہ خود
حضرت نے عیاذا باللہ اپنی دختر نیک اختر کو عمر کے پاس بھیجا اور سارا واقعہ
ادھر ہی منسوب کر دیا اور سامعین کو بھی یقین ہو گیا ہو چنانچہ مولوی حیدر علی
در بارہ اسکے کہ خلیفہ اول کو آنحضرت نے لشکر اسامہ کے ساتھ لڑائی پر
جانیکا حکم دیا تھا فرماتے ہین بسیارے از متکلمین و محدثین از ماموربودن
صدیق انکار کردہ اند و ثمانینی باوجود صرف تمامی ہمت در رد مغنی جزو
روایتی بے سر و پا درین باب نیاوردہ و اہل حدیث انمیقولہ ہر زبان اشعہ اند
کہ صدیق بجہیز اسامہ نامزد نبود اگر کسے گفتہ محتمل ست کہ از لباس ملبسین فرقہ
خورد و بجنبش نیت شان پے نبردہ شاید کہ چون ابوبکر برائے اتمام تجہیز لشکر
یا برائے ترخیص اسامہ ہمراہ او رفتہ باشد کہ عین جہاد فی سبیل اللہ و در پیش
و غمخواری بود مردم گمان بردہ روایت نمودہ باشند کہ او ہم ریتیا میرست واللہ اعلم
بحقیقۃ الحال انتہے پس جب رواۃ اہلسنت ایسے نافہم تھے کہ اسمین تمیز
نہ کر سکے کون شخص حقیقۃً روانگی لشکر کے ساتھ محکوم ہے اور کون شخص
صرف بغرض ترخیص آیا ہے جس سے رواۃ علماے اہلسنت نے فریب کھایا
پس ایسی رواۃ سے اس بارہ مین کیونکر تعجب ہو سکتا ہے کہ اس قصہ کو کہ جناب
امیر نے عائشہ بی بی کو سمجھا بوجھا کر ام کلثوم بنت ابوبکر کو عمر کے پاس
بھیجا خود حضرت ہی کیطرف منسوب کر دیا اور سمجھا کہ خود حضرت نے عیاذاً باللہ
اپنے دختر نیک اختر کو عمر کے پاس بھیجا اور شائد اس خیال کی کہ جناب امیر

جب انتشار عایشہ دیکھا ہو تو عمر کو سمجھایا بوجھایا ام کلثوم دختر ابوبکر کو انکے
پاس بھجوایا ہو اس سے یہی ہوتی ہے کہ ابوبکر کی زوجہ اسماء بنت عمیس بعد وفات
خلیفہ اول جناب امیرؑ کی زوجیت میں آئیں اور محمد بن ابی بکر حضرت کی ربیب
بنی اور حضرت ہی کے حفظ و حمایت میں پرورش پاتی تھی پس نہایت ہی
درجہ قرین قیاس ہے کہ محمد بن ابی بکر نے اپنی خواہر عایشہ کی اس انتشار
و تردد کو دربارہ استدعاے عمر و انکار ام کلثوم بنت ابوبکر دیکھکر خدمت
جناب امیرؑ میں عرض کیا ہو یا خود عایشہ نے زبانی انکے کہلوایا ہو یا اپنے
سوتیلی ماں اسماء سے کہا ہو اور انہوں نے جناب امیرؑ سے باستدعاے عایشہ
عرض کیا ہو یا لا استدعاے عایشہ بطور خود مستدعی ہوے ہوں کیونکہ
انہیں اسماء سے اور عمر سے دربارہ حقیت بشاہ رسالت و فضیلت ہجرت
حبشہ نزاع بھی ہوی تھے جسپر آسمانی خلیفہ دوم کو کذبت یا عمر کہا
اور بعد اسکے خود حضرت رسالت مآب سے آسمانی شکایت بھی کی فقال
رسول اللہ لیس یا حق بی منکم ولہ ولاصحابہ ہجرۃ واحدۃ ولکم انتم اہل السفینۃ ہجرتان
کما فی صحیح مسلم یعنی آنحضرت نے بجواب شکایت اسما فرمایا ہرگز عمر کو تم لوگون سے
زیادہ ہجرت حق نہیں اور نہ تمسے زیادہ اوسے استحقاق ہے عمر اور اصحاب عمر
کو ایک ہجرت ہی اور تم لوگ اہل سفینہ کی دو ہجرتین ہین جیسا کہ صحیح مسلم مین ہے
بلکہ بروایت ابن حجر عسقلانی فی فتح الباری فرمایا کذب من یقول ذلک یعنی
کاذب ہی وہ جو ایسا دعوے کرتا ہے کہ تم لوگون سے زیادہ مستحق
ہے جناب امیرؑ سے مدد لینے ہو خصوصاً درصورتیکہ نسبت

بنت ابوبکر کے باستدعاے اسماعون بن جعفر سے مقرر ہوتو ضرور ہے
کہ آسانی اسکی کوشش کی ہو اور حضرت امیر علیہ نے ان جوہات سے
خلیفہ دوم کی زیادہ تر قیاس غیر کی ہو وسکو ناواقفون نے اولٹا سمجھا
اور سارا واقعہ اسمین دونون حضرات کیطرف منسوب کردیا جیٹا سبب
اشتباہ یہ بیان ہوا کہ ام کلثوم زوجہ سابقہ عمر زید پسر پیچ جناب امام حسینؑ
نے نماز جنازہ پڑہی جیسا کہ شاہ صاحب نے اسکو متواتر لکہا ہے حالانکہ عموماً نماز جنازہ
پڑہنے کا وظیفہ متعلق بسلطان و حکام ہے حتی کہ اہلبیت بیان کرتے ہین کہ جناب امام حسینؑ
کے جنازہ کی نماز سعید بن عاص حاکم مدینہ نے پڑہی یا اسمیہ ممکن ہو کہ چونکہ بیان جنید
مسایل شرعی کی تعلیم تہی مثل سقوط میراث و تقدیم رجال بر نساء اسلئے ضرورت ہوئی
کہ جناب امام حسینؑ نماز جنازہ پڑہین کیونکہ حضرت بڑہ کر اوس عہد مین کوئی عالم احکام و شرایع نہتا
اور بغیر امام کے یہ عقدہ حل نہین ہو سکتا تہا اسیوجہ سے اسکی شہرت بہی زیادہ ہوئی و فقہاے
مجتہدین نے اپنی سند و نہین اسکو ذکر کرنا شروع کیا اور کوئی اپنی ذہنی قراین لگا کر سمجہ لیا کہ
ام کلثوم وہی خواہر جناب امام حسینؑ ہین اور زید و نہین ام کلثوم کی بیٹی اصل امر پر بخوبی مطلع
نہوئی کہ یہ ام کلثوم وہ نہین ہین بلکہ ام کلثوم بنت جرول خزاعی زوجہ سابقہ خلیفہ
دوم مادر زید بن عمر ہین اور حضرت نے بلحاظ قرابت نماز نہین پڑہی بلکہ دوسری ضرورتوں سے
جسکا بیان سابقا مرقوم ہوا اور فقہا و مجتہدین اہلسنت ناقلین اس قصہ کے
وہی لوگ ہین جنکے باپ دادا ابن جوزی اپنے تلبیس ابلیس مین فرماتے ہین
کہ قدیم فقہا صاحب علم قرآن و حدیث ہوتے تہے اور متاخرین کی بیعلمی
کہ مدار اون کے علم کا کتب مشہورہ حدیث پر رہگیا ش من الرداۃ

کے آخر درجہ یہ نوبت آئی کہ استدلال و نکالون آیات قرآنی سے ہوتا ہے
جسکے معنی بھی نہین جانتے اور اون حدیثون سے سند لاتے ہین جسکی
صحت اور موضوعیت بھی اونکو نہین معلوم اور شاہ ولی اللہ اپنے
رسالہ انصاف صہ مین فرماتے ہین دوسرا طبقہ جو اہل فقہ و نظر کا ہے پس
اکثر اوسکے حدیث نہین جانتے مگر بہت ہی کم کہ اوسکی صحیح کو سقیم سے اور
جید کو ردی سے پہچانکر تمیز نہین کر سکتے بعد اوصہ اوسکے فرماتے ہین اور وہی
اونکے زمانہ مین فقیہ مشہور اور اونکے شہر و ملک مین بڑا رئیس ہوا کرتا تھا پس
حالت مین تھے کہ چپکے سے شیطان نے اونمین اپنی ایک حکمت عملی گھسیڑ دی
اور اوسنے ایک بڑا دانو کھیلا اسطرح سے ابلیس نے اپنے خیالات کو اونپر
ٹھیک بٹھا دیا اور بہت لوگون نے اوسکی اطاعت و پیروی کی تا آخر یہ ترجمہ
مولوی عبداللہ اور مولوے بشیر سہسوانی فرماتے ہین اگر منقول ہے تو
انہین فقہا سے جو طبقہ سابعہ مین داخل ہین کہ غث اور سمین مین فرق نہین
کر سکتے جیسا کہ رسالہ سعی مشکور مولوی عبدالحی مین ہے اور مولوی صاحب
نے اس قول کا کوی جواب نہین دیا پس جب فقہا و مجتہدین اہلسنت کے
یہ حال ہے کہ علم حدیث سے بے خبر صحیح و سقیم جید و ردی کو نہین
اور وہم مین تمیز نہین کر سکتے اور شیطان کی اطاعت و پیروی مین بہک گئے
تو اونسے کب اوسکی امید ہو سکتی ہے کہ اصل قصہ نماز جنازہ مین تمیز کرتے
کہ یہ کونسی امر کلثوم ہے اور برخلاف قاعدہ مقررہ تعلق نماز جنازہ خلیفہ وقت
جناب امام علیہ السلام نے کیون نماز جنازہ پڑہی حالانکہ درحقیقت اونکو اسکی

ارجوزہ فقہای اہلسنت

صہ ۵۴
انصاف
مترجمہ مولوی عبداللہ
چھپردی مطبوعہ دبدبہ احمدی

صہ ۵۶

صہ ۲۷۲
سعی مشکور

تحقیقات کی ضرورت بھی نہ تھی کیونکہ غرض اونکی اصل مسئلہ سے تھی جب
مرد و عورت کا جنازہ ساتھ آتی تو نماز کیونکر پڑھی جاتی اور میراث کیونکر تقسیم
ہوگی جب قول امام معصوم سے صورت مسئلہ معلوم ہو گئی تو اونکو اس تفتیش
کی ضرورت کیا تھی کہ کونسی ام کلثوم تھی کونسی بلکہ مخفی ہی رہنے کی زیادہ
ضرورت تھی تاکہ اپنے مقلدین کو بہکانے کا پورا موقع ملے کہ دیکھو جناب امام حسنؑ
کی خواہر حضرت ام کلثوم علی کا عقد خلیفہ دوم سے ہوا اور انسے زید پیدا ہوے
جب اونکا انتقال ہوا تو خود حضرت نے نماز جنازہ پڑھی پس اب مقلدین عوام الناس
کے بہکنے اور ان قرائن کے ساتھ اعتقاد کرنے اور ان فقہا کے بہکانے میں کیا
تامل ہا کہ بقول شاہ ولی اللہ شیطان نے اپنی حکمت عملی وہیں کھپڑی اور
بڑا داؤن کھیلا اور اپنی خیالات ٹھیک بٹھادی بہرکیف علاوہ اسکے اور بہت
سے اسباب اشتباہ ہیں جنکو ہمنے اصل کتاب میں لکھا ہے کہ ہیں لوگوں نے
بلا کسی عداوت و بغض و حسد اور بلا تہمت وضع واقعہ کے ان واقعات کو
نقل کیا اور روایتیں اسکی بیان کی ان وجوہ اشتباہ کے سبب سے مشتبہ ہو کر
ان دونوں ام کلثوم کے مختلف واقعات کو تیسرے ام کلثوم ہمنام کیطرف
منسوب کیا اور ان سب قصوں کو انہیں کا قصہ قرار دیا وضع واقعہ کے
لئے تو اگرچہ اسکی ضرورت نہیں ہے کہ کچھ اصلیت ہی ہو مگر بیان کچھ اصلیت
بھی ہوتی ہے جہاں پورا موقع ہاتھ آتا ہے اور تدلیس روا پوری کارگر ہوتی ہے
اور ایسے ہی وضعیات کی تمیز نہایت مشکل اور مہم ہوتی ہے خصوصاً در
صورتیکہ ان محدثین امت کی حالت ہو کہ عناد کی سند نہ رکھتے ہوں

پس تو طبقہ اہل حدیث و اثر کا انکی اکثر کو تشفی ہمت روایات و طرق کی جمع کرنے
اور ان غریب شاذ حدیثون کے طلب کرنے مین صرف ہوتی ہین جنمین اکثر
موضوع یا مقلوب ہین الا شاذ و نادر چنانچہ عنقریب معلوم ہوگا کہ کل روایات عقد
ایسے ہی موضوعات اور مکذوبات سے ہین پس جب عموماً انکی یہ حالت
تو جہان خصوصاً انکو ایسے موضوعات اور مکذوبات کی ضرورت ہے تو انکو
مکر و فریب سے نجات پانا اور اصلی و وضعی مین فرق کرنا کیسا اہم ہوگا الا علی من اعطا
الله القلب السلیم والفهم المستقیم ولنعم ما قیل ع ہان مگر لطف خدا پیش نہد گامی چند ۔ مرحبا رام
دلایل اشتباہ و اغلاط رواۃ یعنے وہ دلیلین جس سے معلوم ہو جائے کہ دور
صورتیکہ باوجود علامات و امارات واقعیہ وضع و اقرار سے رواۃ موضوعیت
و مجہولیت روایات کے قائل نہون او اقرار باشتباہ رواۃ بوجہ اشتراک
نام ضرور ہے گو وہ دلایل احتمال وضع مین بھی بخوبی جاری ہون مگر یہان
بر بنیاد اشتباہ ہے یہ دلایل پیش کرتا ہون دلیل اول صغر سنی ام کلثوم
مختوبہ عمر ہے جسپر روایات اہلسنت کا اتفاق و خود انکے علماء کے تسلیم ظاہر
من لیشمس ہے حتے کہ اسی صغر سنی سے یہ بات نکالی کہ بواسطہ صغر سن
ہونے کے حد بلوغ نہ رسیدہ ہو کہ حرام باشد اگر صغیر نمی بود پیش علی و ابا بکر
نمی رستاد پس اب کہنا چاہئے کہ عند التحقیق از روے تواریخ صغر سنی
جناب ام کلثوم بنت امیر المومنین علیہ السلام وقت خطبہ عمر ثابت ہوتی ہے
یا نہین اس مقام پر ہمکو اس امر کی ضرورت ہے کہ سال خطبہ عمر کو متعین
جمال الدین دولت آبادی صاحب ہدایۃ السعدین یون لکھتا ہے عمر گفت

من مرد پیر معمر از شصت سال بالا شده ام جس سے معلوم ہوا کہ یہہ قصہ بعد
شصت سالگی عمر ہے اور از روے حساب سن شصت سالگی عمر سنہ ۲
ہجری مین ہوتی ہے اور بعض نے یہہ بھی بیان کیا ہے کہ سنہ ۱ ہجری مین ۳
عقد ہوا جسکی تکذیب خود اوسیکے آخری جملہ سے ہوتی ہے کیونکہ وہ ہم بستر ہے
کا بھی اوسی سنہ ۱ کے ماہ ذیقعدہ مین قایل ہے جسکا وقوع ایسے صغر سنے
کے ساتھ محال ہے بہرکیف ان مختلف بیانون سے جو لازمہ دروغ گوئی ہے عقد ہونا
دایرے ہے درمیان سنہ ۱۷ اور سنہ ۲۰ ہجری کے اور ان دونون وقتون مین جناب ام کلثوم
بنت امیر المومنین علیہ السلام کا چار سالہ پنج سالہ ہونا باطل محض ہے کیونکہ اگر
سنہ ۱ ہجری والا قول مانا جاے تو اوسوقت حضرت ام کلثوم ۲ کا سن کم سے کم
بارہ برس ہوتا ہے اور اگر سنہ ۲ ہجری کا خیال ہو تو سن حضرت ام کلثوم کا
اوسوقت ۱۵ یا ۱۶ برس کا قرار پاتا ہے کیونکہ مصنفین کتب رجال نے بالاتفاق
لکھا ہے کہ ولادت حضرت زینب ۵ و ام کلثوم بعہد کرامت مہد سرور انام جناب
رسالت مآب ہوے آمین کسیکو اختلاف نہین اور چونکہ کسی نے سنہ نہین
لکھا ہے لہذا از روے حساب جانچنا پڑا پس از روی حساب تاریخ ولادت حضرت ام کلثوم ۴
سنہ ۶ ہجری یا سنہ ۷ ہجری ہوتی ہے کیونکہ عقد جناب سیدہ عالم سنہ
۲ ہجری کے ماہ مبارک ماہ رجب مین علے اختلاف الروایات ہوا و ولادت
باسعادت جناب امام حسن ۵ ماہ رمضان سنہ ۳ کو اور ولادت باسعادت جناب
امام حسین ۳ ماہ شعبان سنہ ۴ کو ہوی پس بنا بر اسکے ولادت حضرت زینب
ام کلثوم علیہا السلام

سنہ کو ہوگی کیونکہ بالاتفاق اسقاط محسن سنہ ۱ ہجری بعد وفات رسول
لکھا ہے پس اس حساب سے ولادت حضرت ام کلثوم سنہ ۶ ہجری
قرار پائی اور اگر حولین کاملین مع ایام رضاعت کا حساب لیا جائے
تو سنہ ۷ ہجری ہوگا کیونکہ بعد اسکے زمانہ ولادت رقیہ اور سقط
محسن کے لئے لا اقل زمانہ ۲ برس کا ضرور ہے جو سنہ ۱۱ ہجری میں پورا ہوتا ہے پس
از روے حساب اول یعنے ولادت سنہ ۶ سن حضرت ام کلثوم کا سنہ ۱۱
ہجری میں گیارہ برس ہوتا ہے اور سنہ ۷ ہجری میں ۱۲ برس اور از روے حساب
ثانی یعنے ولادت سنہ ہجری جس سے کم سنین ہو سکتا سنہ سے تا بہ سنہ
نو برس کا سن ہوتا ہے اور تا بہ سنہ ۷ ہجری ۱۲ برس کی عمر قرار پاتی ہے پس
بیان کہ حضرت ام کلثوم وقت خطبہ عمر چار یا پانچ برس کی تھیں جو روایات
اہلسنت میں بالاتفاق والاختلاف مذکور ہے غلط ہوا پس جب صغر سنی
ثابت ہوئی تو کل روایات عقد غلط ٹھہری کیونکہ صغر سنی سبھوں میں بالاتفاق
مذکور ہے پس جس روایت کا سر اغلط ہوا دم اوسکی کیونکر رہجائے گی
علاوہ بر آن جب صغر سنی نہ رہی تو بھتیجا بھی نامحرم کے پاس حرام ہوا
اب یا تو حکم بالمرتا جائز کی نسبت جناب امیر علیہ السلام یا تمام اور خلیفہ دوم
و دیگر صحابہ کیطرف کیجائے یا بالبطلان روایات کذائی کا اقرار کیا جائے
جیسا کہ سبط ابن جوزی نے بنا بر اسی لزوم امر ناجائز سے اون روایات
کو غلط ٹھہرایا جسمیں کشف ساق وغیرہ مذکور ہے تو یہ روایات بدرجہ اولے
غلط قرار دی جائے گی پھر کیف جزاول روایات کا غلط ہوا دلیل دوم

الیضاً متعلق بصغر سنی اکابر محدثین اہلسنت و اعاظم علمائے ائمہ مثل
محمد بن عبد بن احمد مقدسی و شمس الدین محمد بن محمد جزری وغیرہ کے
سلسلہ حضرت ام کلثوم کی جناب سیدہ سے احادیث روایت کرتے ہین
جیسا کہ استیعاب مین مذکور ہے اور روایت کرنے کے لئے اقل
مراتب محدثین نے بالاتفاق یہ قاعدہ مقرر کیا ہو کہ وقت تحمل روایت
راوی کا سن پانچ برس ہو ورنہ اوس سے روایت نہ لیجانے کی
کما ثبت فی اصولہم پس لاقل وقت وفات جناب سیدہ ۳
کہ ۱۱ ہجری ہے حضرت ام کلثوم ۳ پانچ برس کی ہوین تو سنہ ۱۰
یا ۹ برس کے ہونگی اور سنہ ۱۰ برس کی پیدائش سے بھی دعوای اہلسنت
بصغر سنی حضرت ام کلثوم کہ اوسوقت مین چار پانچ برس کی نہین غلط ہوا
اور مویدا سکی وہ روایات بھی ہین جنمین گواہی دینا حضرت ام کلثوم کا بہ فدک
پر وقت طلب شہادت ابوبکر مذکور ہے گواہی سے روایت کو بھی لوگ مثل
دعواے جناب سیدہ و شہادت جناب امیر ع قبول نہین کرتے مگر یہ
یہ نہین لکھا کہ حضرت ام کلثوم ۳ اوسوقت قابل ادائے شہادت کے اقل
مراتب پانچ برس سے تھین ازینجاست کہ بروایت صواعق محرقہ
جب جناب امیر ع نے حسنین علیہما السلام سے فرمایا کہ ام کلثوم کا عقد
خلیفہ دوم سے کردو تو حضرت نے عرض کیا انہا امرۃ یعنے یہ عورت ہین
مثل سایر زنان اپنے امور مین مختار ہین جس سے چاہین کردین دعوای صغر سنی
کا بطلان ظاہر ہوا اگر تو یہ کہ حضرت نے امرۃ کا اطلاق کیا اور عمر

تحقیقات مولوی حیدر علی اعرجکا اطلاق عورت بالغہ پر ہوتا ہے یکسن لڑکی
پر اور دوسرے خود مختار ہونا بھی حق بالغہ ہونے حق صغیر صغیر جاوید نیز قول
سبط ابن جوزی سے بھی عدم صغر سنی ظاہر ہوتی ہے کہ [illegible]
کو باتفاق تمامی مسلمانان حرام کہا کیونکہ عرست اسکی متحلہ [illegible]
بحر کیف دعوائے صغر سنی بھر طور غلط ہوا پس اسکے ساتھ صغر کا تعلق
کرنا جو اون روایات مین مذکور ہے وہ بھی غلط ہوا کیونکہ اس صغیر کے
بعد صغر سنی کا بیان ہوا ہے پس اگر اہلسنت قبول کرین کہ یہ روایات
غلط ہین تو ہمکو زیادہ کد کی ضرورت نہین ہے بیان اس صغر سنی کا عذر نیست
ام کلثوم بنت ابوبکر محظوبہ عمر یقینًا صحیح ہو سکتا ہے کیونکہ ولادت اوسکی
باتفاق محدثین سنہ ۱۳ ہجری مین بعد وفات ابوبکر ہے پس سنہ ۱۷ مین اوسکی عمر
پانچ برس کی تھی تو اوسکو چار یا پانچ کہنا اور ایسے واقعات نہایت درست
و بجا ہے پس بالیقین معلوم ہوا کہ یہ سارا حصہ خطبہ و انکار و اصرار کا
ام کلثوم سے متعلق ہے جسکو رواۃ نے بوجہ اشتراک نام بالاشتباہ یا بالعمد
دوسرے ام کلثوم کیطرف منسوب کیا کیونکہ صغر سنی متفقہ اہلسنت سے
اسکے دوسرے مین نہین پائے جا سکتے پس اس عذر صغر سن نے احتمال اشتباہ
رواۃ کو بدرجہ یقین کامل پہونچا دیا اور جب ام کلثوم بنت ابوبکر علماے
اہلسنت کے نزدیک اسوجہ سے کہ اوسنے بلا واسطہ رسول خدا سے حدیث کو
نقل کیا ہے مرد صاحب سول مین داخل کیا تو اگر اشتراک نام کے سبب سے
ایک ام کلثوم کا حال دوسرے ام کلثوم کیطرف منسوب کر دین تو اسے

تو ایسے نادانون سے کیا تعجب ہے تنبیہ غالبًا واضعین روایات عقد کے
اس خیال سے کہ اس خواستگاری ام کلثوم دختر ابوبکر مین جو بوقت خطبہ چہار
یا پانچ سالہ تھے خرافت صریحی خلیفہ دوم لازم آتی ہے کہ اس بڑھاپے مین
ایسی کمسن لڑکی سے عقد کرنا چاہا اور بوجہ انکار ام کلثوم بنت ابوبکر انتہائے
عالی نسبی خلیفہ دوم اور عدم قابلیت انکی ظاہر ہوتی ہے لہذا ان دونونکا
یون دفعیہ کیا کہ اس قصہ کو جناب ام کلثوم کیطرف منسوب کر دیا تاکہ منقصت
خرافت و رکاکت و دناءت نسب محمدت استحصال شرافت و حق شناسی
و خوف و خشیت سے مبتذل ہو جاے جیسا کہ اور سلاطین خلفا کی خرافت
و حماقتونکی اصلاح وزرا و ارکین سلطنت نے یون کی ہے جسکا نمونہ
سر معزن ابن خلدون مین دربارہ عباسہ و ہارون بلکہ یوران و مامون مذکور
ہوا اور جب صحیح بخاری و صحیح مسلم سے انہین خیالات کی بدولت الفاظ
کا ذبًا غادرًا خائنًا اثمًا وغیرہ کو نکال ڈالا ہے تو روایات غیر صحیحہ مین ام کلثوم
بنت ابوبکر کی جگہ ام کلثوم بنت علی بنا دینا اور کہنا یا لکھنا کون ایسا مشکل
کام ہے ازینجاست کہ عجب موقع سے اوس حدیث نبوی کو بھی اس قصہ
مین جوڑا ہے جسمین کسیکو غور و تامل کا موقع نہ ملے وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون

## دلیل سوم

یہ کہ روایات اہلسنت مین بیان ہوا ہے کہ مہر ام کلثوم بنت علی
درہم قرار پایا حالانکہ یہ امر بھی بنا بر افادات اہلسنت غلط ہے کیونکہ بتصریح
شاہ ولی اللہ صاحب خلیفہ دوم کا یہ تھا کہ مہرین زیادتی نہ ہو کیونکہ جناب رسالت
نے اپنی کسی بیٹی کا مہر بارہ اوقیہ سے زیادہ نہ کیا جو قریب پانچ سو درہم کے

ہوتا ہے اگرچہ ایک عورت نے روبرو سے خلیفہ بتلاوت آیہ قرآنی اوس
حکم پر اعتراض بھی کیا مگر خلیفہ نے اپنا مذہب نہ بدلا اور وہی حکم مزدا بلسنت
حق بنا رہا سکوت خلیفہ صرف بغرض تادیب باکتاب اللہ بتحانہ از راہ عجز
اور ناحق ہونے اس حکم کے جیسا کہ شاہ صاحب نے تحفہ میں تصریح کی اور
فرماتے ہیں کہ احادیث صحیحہ میں بھی وارد ہے زیادتی مہر سے چنانچہ
حضرتؐ نے فرمایا کہ کمی کرو مہر میں اور بہترین عورت وہی ہے جسکا مہر
کم ہو اور خیر اور برکت زیادہ اوسمیں ہے کہ جسکا مہر کم ہو شاہ صاحب
اسکے بعد کہتے ہیں کہ آیہ قرآنی سے اگر ثابت بھی ہوتا ہے تو جواز وہ بھی
کراہت کے ساتھ پس جب نصوص نبوی مبالغت زیادتی مہر میں موجود
اور خلیفہ کا مذہب بھی وہی ہے کہ زیادتی نہو سکے کہ بمشکل تمام دو سو درہم
تک کی رخصت دی جیسا کہ ازالۃ الخفاء میں ہے ان عمر رخص ان
تصدق المراۃ بالعین جس سے اسمقدار کی رخصت بھی بہ کراہت تمام
معلوم ہوتی ہے تو کیونکر ممکن ہے کہ خلیفہ اسقدر مہر قرار دیں اور جناب
امیرؑ اوسکو منظور کریں جو تمام ازواج و بنات نبی کے خلاف اور رسم و
رواج خاندانی و آیات و احادیث رسول ربانی کے مخالف ہو علاوہ بر آں
خلیفہ کی ناداری کی یہ صورت تھی کہ آخر مرتے وقت بیت المال سے
چوبیس ہزار کے قرضدار تشریف فرما ہوئے جسکو حوائج مسلمین
صرف کیا اور فرزند جسکو اوسکے ادا کاری کے لئے دینو
کرنے کی وصیت کر گئے گو وہ بھی ادا نہوا لیکن کیونکر ممکن

صـ ۱۱۲

ثم قوارد دین اس سے بھی معلوم ہوا کہ رواۃ نے بالاشتباہ یہ وجہ اشتراک
نام ایسا بیان کیا کیونکہ یہ جملہ دس ام کلثوم کا تھا جو ایام جاہلیت سے
انکی زوجیت میں تھیں کیونکہ ایام جاہلیت میں بہت بہت سا مال محرمین
دیا جاتا تھا یا اون ام کلثوم کا مہر ہو جنسے بمقام حدیبیہ اسلام میں عقد کیا تھا
کیونکہ اونہ نون کاروبار خلافت سے تو کچھ تعلق تھا ہی نہیں بلکہ ہمیشہ مشق
بالاسواق اور تحصیل مال ہی سے مشغولیت تھی اور اوسوقت تک خانگی اس علمہ میں احتیاج کی نوبت
ہی نہ آئی ہوگی پس جہان رواۃ نے باشتراک نام اسکو بیان کیا کہ حضرت ام کلثوم
سے عقد ہوا وہان سابق کے دونون ام کلثوم سے کیا مہر بھی انکی
طرف منسوب کر دیا دلیل چہارم یہ کہ روایات اہلسنت میں یہ بھی
بیان کیا گیا ہے کہ بعد فوت خلیفہ دوم عقد حضرت ام کلثوم کا بجبر جناب
امیر علیہ السلام عون بن جعفر کے ساتھ ہوا اور خود حضرت نے یہ عقد
کیا اگرچہ بعض علما اسکے قایل ہین کہ بعد عمر پہلے محمد بن جعفر سے عقد ہوا
تب عون بن جعفر سے مگر اسپر سبکو اتفاق ہے کہ بعد عمر عون بن جعفر سے
عقد ہوا خواہ مقدم ہر عقد محمد یا موخر ان اب اس امر کو دیکھنا چاہئے کہ
واقعات تاریخی سے کسقدر یہ صحیح ہے کیونکہ علامہ ابن عبد البر مکی اور
علامہ ابن حجر عسقلانی وغیرہ علمائے فن رجال جنہوں نے عقد عون کو
بعد عمر لکھا ہے وہ لوگ بالاتفاق ناقل ہین کہ عون بن جعفر جناب
میں بعہد خلیفہ
کہا ابو عمر

عہد خلافت عمر مین اور اونکی کوئی اولاد نہین ہوئی اسلئے پس برای خدا
عور فرماے کہ جب عون بن جعفر جنگ تستر مین بعہد خلیفہ دوم شہید ہوے
تو پھر بعد عمر اونکا عقد حضرت ام کلثوم کے ساتھ کیونکر ہوا پس جسبیہ صدر
روایت غلط ہوا ویسا ہی آخر روایت بھی غلط ہوا ہان یہانسے اوس
احتمال کی البتہ بخوبی تائید ہوتی ہے کہ یہہ قصہ خطبہ و احرار و انکار تمام تر
ام کلثوم دختر ابوبکر سے متعلق ہے کیونکہ ممکن ہے کہ ام کلثوم دختر ابوبکر
کے نسبت اہلن عون بن جعفر سے مقرر تھی ہوا سلئے کہ اسمانبت عمیں
بعد شہادت حضرت جعفر طیار زوجیت ابوبکر مین آئی تھین پس اونھون نے
یہہ نسبت اپنے تیسرے فرزند کی اس دختر ابوبکر سے مقرر کی ہو کیونکہ دو فرزند
انکے عبداللہ و محمد تو حضرت زینب ام کلثوم سے منسوب ہی تھے
خالی تھی فقط تو عون بن جعفر اونکی نسبت اس ام کلثوم دختر ابوبکر سے
مقرر کی ہو پس اس صورتین دوسرا عذر جو روایات اہلسنت مین جناب امیر
کیطرف منسوب ہی وہ بھی صحیح ہوگا کہ جب عذر صغر سنی ام کلثوم دختر ابوبکر
کو حسب فرمائش عائشہ حضرت نے بیان کیا ہوا وسکے ساتھ یہ عذر بھی
بتین کیا ہو کہ خلیفہ اوس حکم نبوی کو یاد کرکے باز رہین کہ جب یکطرف سے
خواستگاری ہو جاے تو دوسرا خطبہ نہ کرے اور اس صورتین شرکت
جناب امیر حمایت بی بی عائشہ مین دربارہ باز رکھنے خلیفہ دوم کے
عقد ام کلثوم دختر ابوبکر سے باستدعاے بی بی عائشہ ثابت ہوے
مؤثر مین فیا مین ہے کیونکہ علاوہ انکار ام کلثوم

فی عقد ام کلثوم بنت ابی بکر
ام المومنین عائشہ
ام کلثوم بنت ابی بکر
زینب بنت محمد
ام کلثوم بنت علی

خود عون کے خیال سے زیادہ کوشش کرنیکی حاجت تھی بطرز کہ اس
روسے بھی اشتباہ روات کا قابل ہونا ضرور ہی ہو اور نہ اسکا اثبات کریں
کہ جو شخص عہد عمر میں مر چکا وہ بعد حادثہ کیونکر زندہ ہوا اور اوسنے نکاح کیا
دلیل تجزیہ امر بھی اون روایات متذکرہ بالا سے بالاتفاق بیان ہوا ہے
کہ بعد وفات عون و محمد فرزندان جعفر کے بعد دیگرے عقد حضرت ام کلثوم
کا ساتھ عبداللہ بن جعفر کے ہوا بلکہ خود جناب امیر ع نے یہ عقد کر دیا اور زمانہ
معاویہ میں حضرت ام کلثوم اور اونکے فرضی فرزند زید نے ساتھ ہی وفات
کیا اب کہنا چاہئے کہ یہ امر صحیح ہو سکتا ہے یا نہیں کیونکہ حضرت عبداللہ
بن جعفر شوہر تھے حضرت زینب خواہر حضرت ام کلثوم کی اور حضرت زینب ع
علیہا السلام بھی مثل حضرت ام کلثوم بالاتفاق تا بہ معرکہ کربلا بلکہ بعد اوسکے
زندہ رہیں اور کسی نے نہیں بیان کیا کہ معاذ اللہ حضرت عبداللہ نے
جناب زینب ع کو کبھی طلاق دیا ہو پس بدون وفات حضرت زینب ع کیونکر
ہے کہ حضرت عبداللہ جناب ام کلثوم سے عقد کر کے جمع بین الاختین کے
مرتکب ہوں اور خود جناب امیر ع ایسا نکاح کر جائیں تو اب ضرور ہوا کہ یا حیات
حضرت ام کلثوم ع کے تا بما بعد وفات حضرت زینب قابل ہوں جو بعد معرکہ
کربلا ہے یا قابل بعدم وقوع نکاح ہوں صورت اول میں وہ روایات
غلط ہوتے ہیں جسمیں وفات حضرت ام کلثوم بعد فرضی کے ساتھ مذکور
ہیں مذکور ہے صورت ثانیہ میں وہ کل روایات غلط ہوتی ہیں جسمیں حضرت
حضرت کا قیام و خطبہ عمر و اصرار و انکار و وقوع نکاح بعد عمر عون کے

بعبداللہ کے محمد بن جعفر کے ساتھ بعبداللہ کے عبداللہ بن جعفر کے ساتھ
تذکرہ سے بھی بخوبی مطلب بالحق حاصل ہوا غرض ہر طرف کشتہ ہوا
کشتہ سے پشتہ بنکر جو نکہ روایات واہیہ دونوں صورتوں کی اہلبیت
کے میان اس کثرت سے ہین کہ انکار کلی ونکا تعین کر سکتے نہ خود میرے
بھی فرمائش ہے لہذا ضرور ہے کہ بنا بر دا محققین محدثین اہلبیت اوس
قاعدہ پر عمل کرین جو محدثین مین بکثرت جاری ہے جسکا ارکان ذیل کے
امرون کے لیے کرتے ہین یعنی جبکہ کہ قابل ہون بوہم واشتباہ
رواۃ کہ راوے لوگ بوجہ اشتراک اسمی مبتلاے مرض اشتباہ
ہوے اور وہم وخطا مین گرفتار ہوے کہ ایک ہمنام کا واقعہ
دوسرے ہمنام کی طرف منسوب کر دیا کیون کہ ممکن ہے اوسے
ام کلثوم بنت ابوبکر کا یہ واقعہ ہے ہو جسکا خطبہ خلیفہ دوم نے
کیا اور جسکے انکار سے بے عایشہ مضطر ہوئین جناب امیر
علیہ السلام نے یوجوہات معروحہ بالا حمایت عایشہ کے ہوا اور
بعد رفع فتنہ وفساد اوس ام کلثوم کا عقد عون بن جعفر سے
اور بعد شہادت اونکے عمر بن عبداللہ بن جعفر سے ہوا ہو
کہ راویون نے باشتباہ واشتراک اسمی جناب ام کلثوم ع
کی طرف منسوب کیا اور یہ نہ سمجھے کہ باوصف زوجیت دو موجود کے
حضرت زینب وقوع عقد محال ہے دلیل ششم شاہ عبدالعزیز نے اپنے
تواتر کیا ہے کہ حضرت ام کلثوم سے زینب بیبی سے عمر نے نام اپنے

بھائی زید کے انکو مسمے کیا یہ زید بن عمر ایک خانہ جنگی مین کسیکی ہاتھ سے
زخمی ہوکر مرے اور مان اونکے ام کلثوم جو پہلے سے بیمار تھین اونھونے
بھی اوسی روز انتقال کیا دونون کا جنازہ ساتھ آیا جناب امام حسین ع اور
عبداللہ بن عمر نے نماز جنازہ پڑہ کر دفن کر دیا مولوی حیدر علی نے بھی اسپر
دعوے تواتر کیا ہے اور اسکی بھی تخصیص کی کہ خاص عہد معاویہ مین سے
یہ امر واقع ہوا پس اب دیکھنا چاہئے کہ از روے واقعات تاریخی کہانتک
اسکی تصدیق ہوسکتی ہے کیونکہ اولا انکے بیان مین اختلاف ہے کہ ہوا صلت لہ
بھی ہوے یا نہ مگر ہم اوس سے بحث نہین کرتے پہلے زید سے بحث کرتے ہین
کہ اونکو شیخ عبدالحق وغیرہ زید اکبر کہتے ہین اور عبداللہ اور عبدالرحمن من
عمر کے بعد فکر اولاد عمر مین دیگر اولاد پر انکو مقدم کیا ہے شاہ صاحب کے کلام سے
بھی معلوم ہوتا کہ قبل انکے کوی دوسرا لڑکا عمر کا مسمے بزید نہ تھا کیونکہ اپنے
بھای کا نام رکھا اگر کوی دوسرا زید عمر کا بیٹا ہوتا تو اسنام رکھنے کی ضرورت
کیا تھی اور چونکہ یہ عقد آخری وقت مین ہوا پس معلوم ہوا کہ یہی ایک زید
اونکا بیٹا تھا حالانکہ بتصریح صاحب کامل و دار قطنی بنقل شاہ عبدالحق
ثابت ہے کہ زید بن عمر ام کلثوم بنت جرول خزاعی زوجہ سابقہ سے
پیدا ہوا جو ایام جاہلیت سے عمر کی زوجہ تھی گو اسمین اختلاف ہے
کہ عبداللہ بن عمر برادر حقیقی زید یعنی بطن ام کلثوم مذکور سے تھا
یا نہ مگر بسیر اتفاق سے کہ زید بن عمر ام کلثوم بنت جرول خزاعیہ کے
بطن سے تھا پس اگر اسکے قایل ہون کہ زید بن ام کلثوم خزاعیہ جو اپنا

اکبر فرضی سے تو وہ روایت غلط ہوتی ہے جسمین طلاق ام کلثوم خزاعیہ بعد
نزول آیہ لامشکوا درج ہے کیونکہ جب وہ زوجیت ہی مین نہ رہی تو زید اصغر
اوس سے پیدا کیونکر ہوا حالانکہ ولادت زید ام کلثوم خزاعیہ سے یقینی ہے
اور اگر یہ احتمال پیدا کرین کہ زید بن ام کلثوم خزاعیہ بُراتہا اس زید فرضی سے
جسے بطن جناب ام کلثوم سے قرار دیتے ہین تو پھر یہ زید اکبر کیونکر ہونگے
علاوہ برآن جب دو زید بن عمر ہوے دو ام کلثوم سے تو حالات انکے
بھی ایک لگ ہونے چاہیے کہ یہ زید ام کلثوم فلان وقت مرے
دوسرے زید ام کلثوم کی یون وفات ہوی جیساکہ کل ولادتے کہ
دختران خلیفہ دوم کا حال علیحدہ علیحدہ باجمال وتفصیل عقد وغیرہ مرقوم ہے
بخلاف ان دونون زید اور دونون ام کلثوم کے کہین بجز ایک واقعہ وفات
ایک زید اور ایک ام کلثوم کی دوسرے ام کلثوم و زیدان بیٹے کا کوئی
حال باوصف تفحص و تلاش نہین ملتا جس سے بہ بداہت عقل سلیم معلوم ہوا
کہ دراصل ایک ہی زید بن عمر تھا جو بطن ام کلثوم بنت جرول خزاعی زوجہ سابقہ
عمر سے پیدا ہوا نہ دوسرا زید بتیسرا جہان راویون نے بوجہ اشتراک نام
ام کلثوم بلکہ تین ام کلثوم کے مختلف کے قصونکو جو تینے تمام کیطرف
منسوب کیا وہان اصلی زید کی نسبت بھی اودہر ہی لگادی اوسکے ساتھ
اصلی زید ام کلثوم کے حالات بھی اسی فرضی زید ام کلثوم کے سرمڈھ
اصلی ماں بیٹے تو غایب ہو گئے اور فرضی اصلی بنگئے اور اگر اس تصحیح
پر کوئی شبہ ہو تو سنہ وسال جو لیجے جس سے ولادت زید بحال ہو

کیونکہ سنہ عقد جیسا کہ سابقا مرقوم ہوا ۱۲ سے ہے درمیان سنہ اور سنہ
اور سن حضرت ام کلثوم کا وقت عقد چار یا پانچ برس بیان ہوتا ہے اور وفات
خلیفہ دوم سنہ ۲۳ ہجری ہے پس دس ۱۰ یا چھ ۶ سال کی بیٹی کا کر سنہ ۱۷ میں یا سنہ ۱۸
تو سنہ ۲۳ میں کہ سنہ وفات خلیفہ ہے دس ۱۰ برس کی ہونگی اور دس ۱۰ برس کی لڑکی
کے لڑکا ہونا خالی از استبعاد نہیں خصوصا در صورتیکہ دو تین برس قبل
از وفات خلیفہ کے قوت باہ کو زوال کلی ہو گیا ہو چنانچہ مقدعا صدر من عدم
والی روایت سے ظاہر ہے کہ خلیفہ نے فرمایا دلو کان فی بیکر حرکۃ الی النسا
لرسیقہ احد الیھا یعنے اپنی اولاد کو جمع کر کے کہا اگر تمہارے باپ میں
رمقے حرکت نسوانی باقی ہوتی تو اس بارہ میں کوئی اوسپر سبقت نہ لیجاتا
جس سے فقدان باہ اس زمانہ میں یقینا ثابت ہوا چہ جائیکہ از روے
فطرت بھی یہ قوت کم تھی اور دوسری قوت کو غلبہ تھا چنانچہ اون روایات
سے یہ امر بخوبی ثابت ہوتا ہے جنمیں خلیفہ نے کہا ہم تصنع و تکلف عورتوں سے
تعلق کرتے ہیں اور جسقدر عورتوں سے خطاب کرنا ہمپر گران ہوتا ہے دوسرا
کوئی امر نہیں گران ہوتا بلکہ خود ان روایات موضوعہ عقد سے ظاہر ہے
کہ خلیفہ نے کہا کہ ہمکو اب باہ نہیں ہے نسوان کی حاجت باقی نہیں ہے
پس فرزندان کی سے باین پیری و علت شیخ المشائخ کا ہونا سراسر خلاف
حالانکہ اگر امکان عقلی بنا دی نکلتا بھی ہے تو ایک لڑکے کا ہونا خیر بیشتر
ممکن ہو سکتا ہے بخلاف دوسرے لڑکے کے جسکا رقیہ نام بتاتے ہیں
کہ وہ

ازالۃ الخفا ص ۱۹۶ مقصد ۲

ل ہے کیونکہ قبل زنا کی عورتوں کو بلوغ بھی نہیں ہوتا

چہ جاسے تکمل حمل اور ۹ سالگی پوری ہوتے ہی سنہ ۲۲ مین اب ایک سال
کل خلیفہ کی حیات کا زمانہ باقی ہے اسمین دو ولادتین کیونکر ممکن ہے
اور اگر سنہ ۲۲ مین عقد مانا جاے تو جو لڑکی اوسوقت چار سالہ تھی سنہ ۲۳ مین
کہ سن وفات ہے ہفت سالہ یا ہشت سالہ ہوگی اسس سنکی لڑکی نبالغ ہوئی ہے
نہ حاملہ ہوسکتی ہے یقینا محال ہے پس تولد زید اس ام کلثوم جسکو وقت
عقد سنہ ۱۷ مین چار سالہ بیان کرتی ہین یقینا محال ہے چہ جائیکہ ایک اور
لڑکی بعد اوسکے پیدا ہو چہ جائیکہ وہ زید اکبر ہوگا اصغر کا ہونا بھی محال ہے
حالانکہ اصغر اولاد عمر نہ اس زید کو کہتے ہین نہ رقیہ کو بلکہ زینب کو اصغر اولاد عمر
بیان کرتے ہین جو بطن ام کلثوم سے پیدا ہوے بہرکیف یقینا معلوم ہوا
کہ زید مذکور ابن زوجہ ام کلثوم بنت جرول خزاعیہ سے تھا جسکو قصہ موضوعہ
عقد کے ساتھ حضرت ام کلثوم علیہا السلام کیطرف منسوب کردیا دوسرے
وفات زید و ام کلثوم مادر ش بوقت واحد عہد معاویہ مین اور بھی اسکی تائید
ہوتی کہ یہ وہی ام کلثوم ہے جو ایام جاہلیت سے خلیفہ دوم کی زوجہ
تھی جسکے بطن سے زید بن عمر متولد ہوے کیونکہ جناب ام کلثوم بنت جناب
امیر ع باتفاق روایات فریقین شریک معرکہ کربلا تھین چنانچہ مقتل ابو مخنف اور
منتخب ابو اسحق اسفرائینی اور روضۃ الشہداء ملا حسین کاشفی اور روضۃ الصفا
اور حبیب السیر وغیرہ مین بتفصیل تمام مرقوم
زینب منوجہ بطن ام کلثوم طرف منسوب
اہلکیا السلام علیک یا جدہ [illegible]

ام کلثوم اور کہا وائے ہو تجھ پر اے یزید الخ اور روضۃ الشہداء میں ہے یزید
راحبتم بر حسین ما فتاد فسر یا دیر داشت کہ یا جدا ہ و ا محمداہ پس روے بہ یزید کرد
کہ ہیچ سیدانی کہ چہ مسکین زنان خود را در پس پردہ نشاندہ و دختران محمد رسول اللہ
را در پیش چشم خلق داشتہ ندانم کہ در وقت باز خواست از عہدۂ این عمل چگونہ
برآئے یزید بر خود بلرزید و پرسید کہ این چہ کسست گفتند کہ خواہر حسین است
و دختر فاطمہ ناگاہ ام کلثوم بر پائے خواست و گفت اجازت دہ تا سر برادر
بردارم و دیدار باز پسین او بہ بینم و ستوری یافت در حبت و سر حسین را بر گرفت
و لب خود بر لب او نہادہ بیہوش شد پس سر برآورد و گفت اے یزید امید میدارم
کہ در دین و نیا راحت نہ بینی چنانچہ ما را در رنج افگندی یزید گفت این زنان را از
ہم جدا کنید حسین است گفت آرے این ام کلثوم ست گفت اے ام کلثوم
چون دیدی کہ خدائے تعالے ظن شما را دروغ کرد و انچہ بر ما فکر کردہ بودید
بر شما واقع شد ام کلثوم فرمود کہ خدائے تعالے منافقان را در دروغ گوئے

خواندان المنافقین لکاذبون الخ اور روضۃ الاحباب میں ہے
جنکو شاہ عبد العزیز صاحب بہترین سیر فرماتے ہیں ام کلثوم و زینب خواہران
امام حسین علیہ السلام پیش بردند زینب را کہ چشم بر حسین تعالی و تقدس الی ان قال ناگاہ ام کلثوم
بر پائے خاست گفت اجازت دہ تا الی آخر قال یزید گفت این زنان را از
ہم جدا کنید حسین است گفتند آری ام کلثوم ست است دختر الشہداء بن شاہ
کشفی صاحب مرآۃ الخ جو تلامذہ شا

سختی داد و بدشمنان سختی داد حضرت ام کلثوم جواب داد و نا الحمد لله الذی کرمنا بمحمد
وطهرنا تطهیرا شکر خدا را که گرامی کرد ما را بمحمد و پاک کرد ما را پاک کردنی باز ابن زیاد گفت
کیف رایتم قدرة الله چگونه دیدید قدرت خدا را ام کلثوم در جواب گفت
یجمع الله بیننا و بینکم الخ بعد اسکے لکھتے ہین کہ فیان حال خرابی دوکان نبوت ص ۹۱
و بیند و گریستیدم کلثوم گفت کہ اے مردم کوفہ حالا برائے چہ گریہ می کنید
بعد اسکے لکھتے ہین یزید جواب بے بخر سکوت ندید متوجہ بطرف زنان و یتیمان ص ۹۴
اہلبیت شدہ زینب و کلثوم و علی بن حسین را نزدیک تر طلبید چشم حضرت زینب
چون بر سر مبارک شاہ شہیدان افتاد گفت واجداہ و امحمداہ بعد ازان خطاب
بہ یزید کرد و گفت ہیچ نمیدانی کہ زنان خود را در سرا پردہ عزت و حجاب نشاندی و
دختران رسول خدا را باین بے پردگیہا بر شتران سوار کردی و در مجمع مردمان
پیش خود طلبیدے فردائے قیامت از عہدہ عمل خود چہ جواب خواہی داد یزید گفت
کہ این کدام زن ست گفتند زینب خواہر حسین ع و دختر فاطمہ زہرا ع پس زان کلثوم
بر خواست و بر سر حسین ع افتاد لب و دندان خود را بر آن لب و دہان چندان مالید
کہ بیہوش شد بزرین غلطید چون بہوش آمد دعائے بد در حق یزید کرد و
گفت کہ ای یزید تمتع از دنیا نیابی و چنانکہ ما را در بلا افگندی تو ہم در دنیا و عقبی در عذاب خواہی بود
یزید گفت مگر این زن ہم خواہر حسین گفتند آری این کلثوم دختر فاطمہ
ست یزید گفت مگر این زن ہم خواہر حسین گفتند آری این کلثوم دختر فاطمہ
ست یزید گفت مگر این زن ہم خواہر حسین گفتند آری این کلثوم دختر فاطمہ

جسکا درجہ تواتر سے بھی بڑھا ہوا ہے کہ وہ یقین ہیں باتفاق یہ امر مسلم ہے اور چونکہ رشید المتکلمین شبلی نعمانی
روایات شیعہ کو جو علامات جعل و وضع سے خالی ہو بالالتزام قبول فرماتے ہیں تو اس باب خاص میں
روایات شیعہ بھی یقیناً علامات جعل و وضع سے مبرا ہیں مقبول ہونگی بوجہ غایت اشتہار ہم نقل
نہیں کرتے کہ ہر کہہ و مہ اس سے واقف ہے اور اخبار اور اقوال ائمہ طاہرات کے
علیحدہ علیحدہ کتب سیر و تواریخ و لغت وغیرہ میں بھی قوم ہیں چنانچہ کتاب ہدایہ ابن
قتیبہ میں ہے جو کتب مشتہرہ معتبرہ اہلسنت سے ہے بذیل لغت فرث فی حدیث
ام کلثوم بنت علی قالت لاہل الکوفۃ اقتلون ابی کیدفرثتم لرسول اللہ ص الفرث تحت
بالغرو الذی فیہ یعنے حضرت ام کلثوم نے اہل کوفہ سے فرمایا جانتے ہو کس جگر کو رسولخدا
کے غم والم سے پارہ پارہ کیا پس جب باتفاق فریقین جناب ام کلثوم شریک
معرکہ کربلا ہوئیں تو انکا انتقال تنہا خواہ بمصر اسے ہے زید ایام خلافت معاویہ
میں یقیناً غلط ہوا اور اسیطرح وفات اونکی صغر سنی میں جیسا کہ ہدایہ
السعداء میں غلط ہوا الغرض تصحیح روایات متناقضہ و تطبیق وقایع متخالفہ
بنا بر دأب محققین محدثین ضرور ہوا کہ قابل یوم و اشتباہ رواۃ ہوں جیسا کہ
احادیث صحاح وغیرہ میں اسی بنیاد پر جمع و توفیق کیجاتی ہے پس معلوم
ہوا کہ یہ ایک ہمنام کا واقعہ دوسرے ہمنام کیطرف منسوب کیا کیونکہ ان بیٹی
زوجہ اصلی ام کلثوم زوجہ سابقہ خلیفہ دوم حاوا صلی بیٹی
ن مان بیٹی ساتھ مرے اور جناب ام کلثوم شریک
دسری ہے
عمر سے علاقہ ہے
ہے کہ عبداللہ بن جعفر

کا عقد کرنا حضرت ام کلثوم سے بعد محدود روایات اہلسنت مین بالاتفاق
مذکور ہے گو اسمین اختلاف ہے کہ وفات عبداللہ قبل ہے یا وفات
حضرت ام کلثوم مگر عقد عبداللہ بن جعفر مسلم ہے تو اب یہ بیان کہ بعد
معاویہ وفات کیا غلط ہوا کیونکہ باوجود موجودگی حضرت زینب عقد
عبداللہ محال ہے اور حیات جناب زینب و ام کلثوم تا معرکہ کربلا کہ
سنہ ۶۱ ہجری ہے مسلم تو لابد وقوع عقد بعد وفات حضرت زینب
ہوگا اس سے بھی بیان وفات بعد معاویہ مع زید غلط ہوا چنانچہ تائید
اس امر کی اس روایت اصابہ سے بھی ہوتی ہے فتزوجها اخوه
عبداللہ بن جعفر فماتت عنده یعنی عبداللہ بن جعفر نے حضرت ام کلثوم
سے عقد کیا اور اوس سیدہ نے اوسہین کے یہان انتقال کیا کیونکہ
اس روایت مین کوی ذکر زید وغیرہ کی وفات کا نہین ہے پس اس صورت
یہہ دعوے غلط ہوا خصوصاً در صورتیکہ وفات عبداللہ مقدم ہو بر وفات
حضرت ام کلثوم پس اس صورت مین اور بھی یہ بیان کہ ماں بیٹے نے
ساتھہ بعد معاویہ وفات کیا غلط ہوتا ہے کیونکہ حضرت عبداللہ
سنہ عہد خلافت عبدالملک مین انتقال کیا پس اس صورت مین
تصحیح روایات کے لیے اشتباہ روایات کا قایل ہونا ضروری ہوا کہ
ام کلثوم اپنے اپنی بہن زینب کے ساتھہ عہد معاویہ
زوجہ سابقہ خلیفہ نبی حضرت ام کلثوم بنت جناب
کربلا رہین کہ اس صورت مین وقوع عقد ساتھہ عبداللہ

بعد وفات حضرت زینب ممکن ہے اور تقدم وفات عبداللہ یا حضرت
ام کلثوم بھی ممکن ہے جسکو ہم بعد اسکے لکھینگے تنبیہ واضح
رہے کہ ہر چند یہ ادلہ مذکور ہوے ابطال واقعہ کاذبہ کے لئے کافی وا
احتمال اشتباہ رواۃ اہلسنت کے لئے حجت شافی ہین مگر اگر مدۃ العمر دماغ سوزی
اپنی کرین تو ان دلایل کو اوٹھا نہین سکتے مگر چونکہ غرض راقم تحقیق اصل
واقعہ ہے نہ مجادلہ و مکابرہ با اہلسنت اسوجہ سے بطور مصالحہ و مسامحہ
گفتگو کی اور قایل بہ اشتباہ رواۃ ہوئی جسکو ہزارون جگہ علماے
اہلسنت اپنی روایات صحیحہ مین صرف کرتے ہین لہذا قراین اور دلایل و
اسباب اشتباہ پیش کئے اب اسکی حاجت نہ رہی کہ ہم اور دلیلین اسپر
قائم کرین مگر چونکہ تحقیق کے لئے ہر پہلو و جوانب پر غور کرنا لازم ہے
لہذا کچھ معاضدات خارجیہ اور کچھ مویدات داخلیہ اور ذکر کرتے ہین تاکہ
تحقیق کے لیئے کوئی حاجت منتظرہ باقی نہ رہے اور محققان دانشور
منصفان نکتہ رس کی بخوبی تشفی ہو

## معاضدات خارجیہ

اول قصہ مغیرہ بن شعبہ ہے جس سنہ کا یہ واقعہ کہا جاتا ہے اوسی سنہ کا یہ واقعہ صحیح ہی کہ مغیرہ بن شعبہ صحابی نے جو بتیا
سر حد اور اہلبیت و جماعت اور احباب خاص خلیفہ دوم سے تھا کہ دوڑ
خلیفہ کلان بیوہ جوان جہان
انوکھا موے رسول ثقلین
اور اگر شوہر
ناحق کسر لگاوے

کہ جسطرح سلامی سرسہ دانی مین جاتی ہے اوسطرح نہین دیکھا جس کے
خلاف حکم دیا ہے جناب امیرؑ کیونکہ حضرت کو اسکے رجم کرنے پر ایسا
حتم تھا کہ ہمیشہ بعد اسکے فرماتے رہے اگر میرا دست رس ہوتا تو مغیرہ پر
حد جاری کرتا مغیرہ کو خلیفہ دوم نے حد زنا سے رہائی دی اور اصحاب
ثلثہ پیغمبر کو لگانے کی حد جاری ہوئی جب موسم حج مین خلیفہ دوم نے
ام جمیل مذکور کو دیکھا تو مغیرہ سے پوچھا اس عورت کو پہچانتا ہے مغیرہ نے
(بر بنیاد داوس عداوت کے جو جناب امیرؑ سے اوسکو تھا دیگر صحابہ حاصل
تھے دنیز اسوجہ سے کہ حضرت کو اسکے حد جاری ہونے پر اصرار تھا)
کہا ہان معاذ اللہ یہ ام کلثوم بنت علیؑ ہے عمر نے کہا تو تجھسے شمائل
عار فانہ کرتا ہے مجھے ہرگز گمان نہین ہے کہ ابوبکرہ مولے رسول نے
تجھپر جھوٹی گواہی دی ہو اس حد نہ جاری کرنے پر مجھے واللہ ہر وقت
گمان ہوتا ہے کہ کہین آسمان سے مجھپر سنگ باران نہ ہو استغفر تاریخ
طبری اس روایت کے شرح پر ہرگز کوئی مسلمان قادر نہین کہ مغیرہ نے
کس بے ادبی کا کلمہ استعمال کیا اور خلیفہ نے تنبیہ و تادیب اوس ملعون
کی نہ کی سبحان اللہ فرضی مقام پر دختر ابوبکر کے نام لیتے سے ادنی
خلافت ہوا اور واجب التعزیر قرار پائی اور یہ ملعون انبیا کا نام لے ادنا کرتا
خلیفہ کو کچھ حرکت ہی نہین آتا نہ تلوار ہی چلاتے ہین نہ درا
مغیرہ پر حد جاری کرتے تو آسان تھے جسکا خوف ہو
کلمہ سے شعلہ جہنم کے بھڑکنے کا بھی ڈر نہین ہر کیف ضبط

الغرام محبت و ولاے صحابہ و خلیفہ دوم با جناب امیر و اہلبیت طاہرین
ظاہر ہوتا ہے اوسیطرح الغرام وقوع عقد مذکور بھی ظاہر ہوتا ہے
اور وضعیت روایات بھی ہویدا ہے کیونکہ پہلا جملہ صغیر سنی تو اس تمثیل سے
بالبدیہہ باطل ہوا اسلیئے کہ ممکن نہین کہ کوی احمق بھی ایسی تمثیل مہمل صریح
البطلان بیان کرے کہ تیس چالیس برس کی عورت کو تین چار برس کے
لڑکی قرار دی خصوصاً مغیرہ ایسا عاقل جسکو اہلسنت نے عقلاے عرب سے
منتخب کیا ہے بہرکیف اسکے ساتھہ دوسرا جملہ یعنی وقوع عقد بھی باطل ہوا
کیونکہ اگر عقد ہوا ہوتا تو کیونکر ممکن تھا کہ مغیرہ ایسا کلمہ خلیفہ کے روبرو نکالتا
اور خلیفہ کو اپنے ناموس کا ننگ عار بھی نہوتا جس سے بالیقین معلوم ہوا کہ
یہ واقعہ عقد محض غلط اور سراسر تہمت اور افترا ہے پس تصحیح روایات کے لیئے
اقرار باشتباہ رواۃ ضروری ہوا دوسرے (مسئلہ کفارہ ترجمہ
صواعق محرقہ مین ہے بدانکہ از احادیث سابقہ معلوم شد کہ انچہ صاحب
تلخیص از اصحاب ما گفتہ کہ از خصایص پیغمبر است کہ اولاد و بنات آنحضرت
با آنحضرت منسوب اند در کفارہ و غیر آن و اما اولاد و بنات دیگر با جداد و مادر
منسوب میشوند در کفارت و غیر ذلک قول او موجہ است و معنی انتساب رسول اللہ
کہ از خصوصیات آنحضرت ست آنست کہ میتوان گفت آنحضرت پدر ذکور
و اناث ایشان بیشتر آنحضرت اند تا در کفارہ معتبر باشد چنانچہ زنے شریفہ باشد
کفو مرد غیر شریف نیست اما آنچہ گفتہ اند کہ ہاشمی و مطلبی کفو یکدیگر اند
محل آن غیر اینصورت ست چنانچہ
ان آن با نظیر کہ در آنست فتاوے

مسطور ہوا تھا پس اس سے معلوم ہوا کہ کفو ہاشمی کا مطلبی ہاشمی کے سوا دوسرا کوئی نہیں ہے اور نکاح میں لزوم کفاءت خود خلیفہ دوم کا بھی مذہب تھا ازالۃ الخفا میں ہی قال بالمنع تزوج ذوات الاحساب من النساء الا من الاکفاء کما عرفت میں مانع ہوں گا کہ زنان صاحب حسب کا نکاح غیر کفو غیر ہمسر سے ہو ایضاً خلیفہ صاحب نے غلام کے نکاح کرنے کو زنان آزاد سے بھی منع فرمایا ہے اور عربی عورتوں سے عجم مردوں کے نکاح کے ممانعت کی پس بایں احادیث نبوی جنکا نتیجہ صاحب صواعق نے یہ نکالا کہ زن شریفہ ہاشمیہ کفو مرد غیر شریف نیست و باین مذہب خلیفہ دوم کیونکر ممکن ہے کہ خلیفہ دوم نے ایسا خطبہ کیا ہو اور بلا لحاظ کفویت جناب امیر علیہ السلام پر یہ جبر شدید کیا ہو کہ جناب ام کلثوم کا انسے عقد کر دیں اور جناب امیر نے خلاف احکام رسول عیاذاً باللہ اس امر کو قبول کیا ہو اور خلیفہ دوم کا کفو نہونا اس درجہ واضح ہے کہ خود انہیں روایات سے ظاہر ہے کہ جب حضرت عقیل نے منع کیا اور غیظ و غضب ظاہر کیا تو جناب امیر نے فرمایا کہ جانتے ہو مقصود خلیفہ اس عقد سے کیا ہے فقط حدیث نبوی پر عمل کرنا ہے جس سے صاف معلوم ہوا کہ حضرت عقیل بلکہ جناب امیر کے نزدیک بھی عمر کفو نہ تھے علاوہ بریں جناب خاندان خلیفہ اول از دل بطن جو جیسا کہ تکمیل الایمان شاہ عبدالحق میں ہے از دل بطن

کردلہ از بنی تیم بود و از نسب اور از ذلیت

کس کافر کو ننگ ہو سکتا ہے از بنی ہاشم

ص ۱۱۰

از ازالۃ الخفا ص ۱۱۰

نسب خلیفہ دوم پر طاعن رہے خال بن ولید خلیفہ کو ہمیشہ اعیب بن
جتمہ کہتے تھے مہاجر بن خالد ہمیشہ تشیع کرتے تھے عمر و عاص یا آنحضرت
نسبی جو کچھ انکے حق مین فرماتے تھے ازالۃ الخفا مین مذکور ہے
خولہ بنت حکیم صحابیہ نے جسکا قول خدا نے بالائے سبع سموات سنا جو کہا
معلوم ہے کہ عمیر اسنی عمر ہوا عمر سے امیر المومنین اب خدا سے ڈر حضرت
عباس عم اشرف الناس نے جو ارشاد فرمایا اعضک اللہ بظر امک کما فی کنز العمال
اس قابل نہین کہ بیان ہو خود خلیفہ دوم نے جو لا علمی اپنی نسب سے ظاہر کی
ازالۃ الخفا مین مذکور ہے اور تفصیل اس پر بیچ شرافت نسبی کے تین ثابت
ملک روض الانف سہیلی و تاریخ اور کتاب المعارف و تاریخ ابن کثیر شامی اور
مثالب کلبی مین مسطور ہے جسکے نتایج بلکہ اون تصریحات صریحہ کو نہایت
ہی نشر مثالک اور عبرت افزا قصے ہین کسیطرح میان نہین لکھے سلتے اور وہ
اصل کتاب پر محول ہین لیکن صاحبان عقل و ادراک اسی سمجھ سکتے ہین
کہ جب ابو ہریرہ نے یہ حدیث بیان کی کہ ولد الزنا بدتر ہین ثلثہ سے بعض
زانی و زانیہ سے ولد الزنا بدتر ہے تو فوراً فرزند خلیفہ عبد اللہ بن عمر نے
اوس قول ابو ہریرہ کے کہ حدیث رسول تھی تردید کی اور کہا ولد الزنا
خیر الثلاثہ یعنے ولد الزنا تینو مین بہتر ہے لکن العمال رشاید خلیفہ ثانی نے
یہی ہی روایتون کی بدولت ابو ہریرہ کو منع کیا کہ جناب رسالت
کی حدیثین نہ بیان کرو ورنہ بلاد وطنی کی اجنبیگی اور روس کے مہاجرون پر ہو جاوے
جاوے گی بلکہ شاید اسی کی کسی کے قتل ال بحرین کا حیلہ لگا کر ابو ہریرہ کو

کوڑے مارے کہ بیچارے کی پشت خون سے تر ہوگئی (ی)
مسلمانو گمان ہو کس خواب غفلت مین پڑے ہو ذرا چونکو برای خدا
غور کرو کسی مذہب مین بھی ولد الزنا اچھا سمجھا گیا ہے جو اس اسلام مین
کہ اشرف ادیان ہے اوسکی تعریف کیجائے بلکہ وہ مقتدای دین اور خلیفہ سید المرسلین پائے
پھر عبداللہ بن عمر فی تو ممکن ہے اوسوقت ابوہریرہ کی تعریض کا جواب دیا ہوگا کیا ضرور ہے
کہ اسپر ترقی کرکے یہ قاعدہ بنائین کہ ولد الزنا انجب یعنی ولد زنا سب سے
زیادہ نجیب ہے جیسا کہ محاضرات امام راغب اصفہانی مین ہے کہ کہا قدامہ نے
اولاد زنا انجب ہے کیونکہ مرد جو زنا کرتا ہے تو برغبت تمام ونشاط کامل اس سے
جو لڑکا پیدا ہوتا ہے وہ کامل ہوتا ہے اور جو حلال سے پیدا ہوتا ہے
پس چونکہ مرد اپنی زوجہ حلال سے متصنع وتکلف تعلق کرتا ہے لہذا لڑکا
کامل نہین ہوتا علامہ قطب الدین شیرازی بھی اپنی نزہۃ القلوب مین اس
افادہ پر فائدہ سے تازگی قلب جگر حاصل کرتے ہین کما فصل فی الاستقصاء
الافحام ہے یہانتک کہ چونکہ مولوی حیدر علی کو حضرت خلیفہ دوم سے تعلق
خاص ہے لہذا شیعونکی ایسی روایتون پر جسمین مذمت ولد الزنا وارد ہے
بہت کچھ اعتراض کیئے بدانست خود بڑے شد ومد سے کہا ابطال کیا
اور اپنی بہ نسبت انکار کلی کیا کہ اہلسنت کے بیان کردہ روایات اسکے
مذمت مین نہین ہے منتہی الکلام مین بعد نقل بعض روایات شیعہ مذمت ولد الزنا
مین فرماتے ہین بحمداللہ کہ منقحین الحوالہ تخریج این روایات نمودہ
اند چنانچہ از رسالہ اعلی تاری کہ در موضوعات حدیث جمع فرمودہ

صواعق
استقصاء الافحام
جلد اول

صحیح

ہویدا می شود استحقاق جواب سکاتوا تاب بمستطاب استقصاء الافحام مین قابل

ملاحظہ ہے کہ امام احمد بن حنبل بن ابی شیبہ عبد بن حمید سفیان ثوری

عبد الرزاق ابو عیسی ترمذی نسائی ابو داؤد ابن ماجہ حاکم ابو حاتم دار قطنی

بیہقی ابو نعیم اصفہانی ابن فنیل ابو العباس خراسیطی ابن ابجاتم ابو الشیخ ابو

سلیمان خطابی طبرانی ابو العلی خطیب بغدادی ابن مردویہ ابن نجار طالقانی

رافعی مندی تعلبی زمخشری ابن اثیر جزری ابو الحسن ابن اثیر جزری

ابن مندہ ابن السکن نجم الدین قمولی عبد العزیز وغیرہ وغیرہ جنکی تعداد

پچاس سے زیادہ ہے بالاتفاق احادیث کثیرہ مین جسکی تعداد

صدہا سے متجاوز ہے مذمت اولاد زنا اور انکے جہنمی ہونے کے

ناقل ہین یہانتک کہ سات پشت تک بھی حکم اونپر جاری ہی بارہ نہیں ہوئے

حیدر علی کی ایسی روایات سے انکار کرنے اور ان احادیث کی ناقلین کو

منقدین سے نکالنے اور اس کدو کاوش سے نفی مذمت اولاد زنا

مین جو نتیجہ نکلتا ہے عقلاے روزگار پر ظاہر و ہویدا ہے اور اس

جانکاہی سے انکی جو امر ثابت ہوتا ہے محتاج شرح نہین کہ کیون

ایسی کد پڑی بہر کیف بالانیصہ کیونکر ممکن ہے کہ خلیفہ خلاف اپنے مذہب کے

جو دولت الاحساب مین کفو کو ضروری قرار دیا ہے اور خلاف حکم رسول

کے کفو بنی ہاشم غیر بنی ہاشم و عبد المطلب نہیں ہے ایسا فتنہ کرین اور

ان خرافات [illegible]

صحیح

صحیح ۶۸۵ نہایت صحیح ۵۵۳

استقصاء الافحام مجلد اول

ابو بکر ہے کہ رواۃ نے بجہت شرکت نام و تسمہ تمام اسطرف منسوب کیا
متاخرین نے تقلید متقدمین و اتباعین اولین موضوعات کو مشتہر کیا
دیکھیے باتفاق تمامی مورخین و محدثین اہلبیت جناب رسالت مآب نے
اپنی سبیان رقیہ و ام کلثوم کو بسران ابولہب کافر سے جو بنی ہاشم مین تھا
بیاہا مگر حضرت نے شیخین سے کسیکو اس لائق نہ جانا کہ کوئی بیٹی اپنی اون سے
بیاہتے یہی عدم کفائت کون باعث تھا جناب سید دو عالم
صلوٰۃ اللہ و سلامہ علیہا کو یا بیٹین شیخین نے یکے بعد دیگرے خطبہ کیا مگر یہ دفعہ نامنظور ہوا
پس جب خاندان رسالت مین اسقدر پابندی کفائت اور
قرابت خاندانی کی گئی تھی کہ جناب رسالت مآب نے فرمایا اگر علی
پیدا نہ ہوتے تو فاطمہ کا کوئی کفو نہوتا سبمین بلا استثنا سب داخل ہین
اور ہمیشہ عمل درآمد بھی اسی پر رہا کہ اپنے ہی خاندان مین وصلت ہوتی رہی
ہوا کیا اور خود خلیفہ کا بھی یہی مذہب تھا کہ نکاح مین کفو ضرور ہے چنانچہ
سابقا مذکور ہوا اور کنز العمال مین ہے ان عمر کان یشدد فی الاکفاء یعنے عمر
کو نہایت سختی تھی کفائت کے بارہ مین تو کیونکر ممکن ہے کہ خلیفہ اللہ
کرتے یا معاذ اللہ جناب امیر علیہ السلام برخلاف سیرت نبوی
بطیب خاطر گوارا کرتے از نجاست کہ خود غلام علی آزاد بلگ
اہلبیت سے ہین اس عقد سخت غضب ہوا کانپل
پابندی کے بیہودہ کہ اگر کوئی بوجہ غضب مذہبی امر

سیرو با کہ چونکہ ابتدا
غلام تھا بوجہ قلت رجال بنا دن

صریحی ہٹ دھرمی ہے کیونکہ یہہ امر صاف صاف اوسنین روایات مین
مرقوم ہے کہ حضرت ام کلثوم کی نسبت فرزند جعفر سے مقرر تھی پھر کیون وہ
نسبت ترک کی گئی سوا اسکے ابتداء اسلام تو وہ تھا جسمین تنخین نے عیاذاً باللہ
جناب سیدہ کے بارہین استدعا کی درنا منظور ہوتی پس جب وہان جناب
رسالت مآب نے اس قابل نہ جانا تو اس صورت خاص مین کیونکر ممکن ہے
کہ جناب میرہ منظور فرماوینگے سبحان اللہ جسکو ابوبکر و عثمان اپنا کفو
نجانین جناب امیر کا کیونکر کفو ہو سکتا ہے خصوصًا درصورتیکہ تمامی کنبہ
قبیلہ ازحور تا بزرگ اس امر مین ناراضی ظاہر کرین اور خود دختر نیک اختر بھی راضی نہ ہو
اپنی بیان کرے اوسپر یہہ جبر شدید کیا جاے لا واللہ لا یکون
ذلک ابدًا بجز احتمال اشتباہ رواۃ بوجہ اشتراک نام یا عرف کے اسنین دونون
دوسرا احتمال ہو نہین سکتا تیسرے یہہ بھی ان سب روایات مین
بیان ہوا ہے کہ مقصود خلیفہ اس عقد سے محض اتصال بالنسب
رسول اللہ دیگر امور از قسم خانہ داری وغیرہ از الۃ الخفاء مین ہے
فاروق بجوابش گفت کہ مقصود من خانہ داری نیست ولیکن از جناب
رسالت آب شنیدہ ام ایضًا عمر گفت کہ بخدا خطبہ او نہ کردہ ام فقط
برائے خانہ داری ایضًا گفت خطبہ کرد عمر پسر علی را بجہت طلب
ام کلثوم پس فرستاد حضرت عباس و عقیل را مشورہ در مورد عقیل منع نمود
حضرت فرمود حضرت عباس کہ

مقصود اوپر ان ذات عمل نمودن ست بر حدیث حضرت رسالت مآب کہ
فرمودہ کل سبب یوم القیامۃ الا ولا بہ بدیہہ عقل یہ بات اس روایت سے
ظاہر ہوتی ہے کہ خلیفہ دوم جناب امیر کے نزدیک بھی قابل اس عقد کے
نہ تھے کیونکہ اوس کلام سے جو حضرت نے عقیل سے کہا صاف ظاہر ہے
کہ لائق اس عقد کے نہیں ہین صرف بغرض اتصال سبب و نسب یہ
عقد کیا جاتا ہے پس بھلا کوئی عاقل قبول کر سکتا ہے کہ دوسرے کی
شرافت حاصل ہونے کے واسطے اپنے اوپر ایسا ننگ و عار گوارا کرے گا
اور بالفرض اگر ایسا ہی تھا تو جناب رسالت مآب نے کیون نہ اپنی کسی
دختر نیک اختر کا اسنے عقد کیا حالانکہ ان لوگون نے استدعا بھی کی تھی
اور حضرت کی ضرورت اور محبت کو شخین کے ساتھ بہ نسبت جناب امیر
علیہ السلام کے زیادہ مانتے ہین سبحان اللہ کفو کا خیال جنگ جدال
تک مین ہوا اور بیٹی بیاہنی مین ہو جناب امام حسین علیہ السلام الموت
اولی من کوب العار مرنا بہتر ہے ننگ و عار قبول کرنے سے فرمائین اور
جناب امیر ایسا ننگ گوارا کرین لا واللہ ثانیا یہ ممانعت حضرت
عقیل خلاف خیر خواہی کیونکر ہوگی جو حضرت نے فرمایا تھا انکحنا
یگویہ خیر خواہی بیت آخر خاندان رسالت کو اس نسبت سے رفع کیا مقصود
تھا جو درصہ حضرت عقیل کے عقد کے بدخواہی ہو بھلا کوئی عاقل اس بات
کو بدخواہی کہہ سکتا ہے جو جناب امیر کو بدخواہی حسنین
علیہ السلام ہی برابر

مانع رہے جیسا کہ انہیں روایات سے ظاہر ہے بہرکیف کسی عاقل کو
دروغ اور موضوع ہونے میں اس حکایت کے کوئی شبہ نہیں ہے
لیکن اب واقعات تاریخی سے غلطی اس روایت کی ثابت کرتا ہوں
اما اولاً پس عدم صحت اسکی اسسے بھی ظاہر ہے کہ پہلے خلیفہ دوم نے
ام کلثوم بنت ابوبکر سے عقد کرنا چاہا جب عمرو عاص نے حق تلفی
ابوبکر کا خیال دلا کر روکا تو پیغام دیا کہ میں نے ارادہ کیا ام کلثوم بنت
علی سے خواستگاری کروں اور تعلق بسبب سول کو ذریعہ قرار دوں
جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ دعوے محض غلط ہے اخوان خلیفہ نے
دفع خرافت و دنائت نسب کے لیئے وقت وضع اس روایت کے
یہ خیال نہ کیا تاکہ وہ اپنی کارگر ہو اور جعل واقعہ کا بے کسر سجائے
وقد مر ثانیاً اس قضیہ وضعیہ کے مابعد والی کارروائی سے بھی
ثابت ہوتا ہے کہ یہ بیان یعنے صرف بغرض اتصال بسبب سول
عقد کرنا محض غلط ہے کیونکہ اگر واقعی مقصود خلیفہ اتصال بسبب سول
تھا نہ مطالب مقصود تھا تو عقد تو چاہیئے تھا بعد اس عقد کے دوسرا عقد
نہ کرتے خصوصاً در صورتیکہ اوسوقت بالکل حاجت نساء انکو باقی
نہ تھی جبکہ
یہ عقدین مذکورہ ہے حالانکہ مطالعہ کتاب کامل
ہے کہ بعد اس عقد موضوع کے
ن اور عائشہ
ے معلوم ہوا

کہ بعد اس عقد موضوع کے خلیفہ نے تین عورتون سے عقد کیا
بلکہ اوسی کتاب کامل مین ہے کہ آخر اولاد عمرؓ زینب سے ہے بطن فکیہ
سے پس اگر منشاء عقد صرف اتصال سبب رسول تھا تو بعد حصول
اوسکے دو بیبیون سے کیونکر عقد کرتے حالانکہ مواہب لدنیہ
وغیرہ مین ہے کہ شیخ ابو علی شیخی نے حرام ہے عقد کرنا دوسری کے بعد عقد بنت نبی کے
اور ذخایر العقبے مین ہے مسور بن مخرمہ سے کہ حسن بن حسنؑ نے مسور کی بیٹی سے عقد کرنا
قصد کیا اور پیغام دیا مسور نے بوقت شام ملاقات کے اور بعد حمد و ثنای الٰہی کہا کہ کوئی سبب و نسب
داماد ی تم اہلبیت نبی سے زیادہ محبوب نہین مجھکو مگر رسول خدا نے فرمایا ہے کہ فاطمہ پارہ جگر میرا ہے
جس سے فاطمہؑ کو رنج پہونچتا ہے وہ مجھکو رنجیدہ کرتا ہے اور جو سبب
مسرت فاطمہ ہے میری مسرت کا باعث ہے اور یہ کہ فرمایا حضرت نے
ہر نسب منقطع ہوگا بروز قیامت مگر میرا نسب و سبب بعد اسکے مسور نے
حسن بن حسن سے کہا کہ فرزند رسول کے بیٹی تمہاری زوجہ مین اگر مین اپنے
بیٹی تمسے بیاہون تو اس سے ضرور اونکو رنج پہونچیگا پس حسن بن
حسن علیہ السلام نے اسکا عذر قبول کیا مصنف ذخایر العقبے کہتے ہین کہ یہ روایت
اسکی دلیل ہے کہ مردہ سے بھی اون امرون کے رعایت کیجاتی ہے جن امرونکی
رعایت زندون سے کیجاتی ہے حالانکہ ذکر کیا ہے شیخ ابو علی شیخی نے
کہ دختران نبی سے عقد کرنے کے بعد دوسرے سے عقد کرنا حرام ہے
تمام ہوا ترجمہ ذخائر العقبے اور ہرگاہ خود اہلبیت اسکی تصریح کرگئے
کہ حرام ہے موجب ایذا ہے جناب سیدہ کے ہے قلیل ہو خواہ کثیر دائم

صہ ۲۳
کامل جلد ۳

موجب ایذائے سرور کائنات ہے اور ایذائے حضرت حرام ہے جیسا
کہ سابقاً صحیح بخاری کے قصہ موضوعہ خطبہ جناب میر مومنین واسطے دختر
ابوجہل کے مذکور ہوا اور خود فتح الباری شرح صحیح بخاری مین ہے
کہ کہا ابن تین نے کہ آنحضرت ص نے جناب میر ع پر اسوجہ سے جمع دختر
نبی و دختر ابوجہل کو حرام کیا کہ یہ جمع موجب ایذائے آنحضرت ص ہے اور
ایذائے آنحضرت حرام ہے بالاتفاق انتہے پس جب مطلق ایذائے
جناب سیدہ ع کے خیال سے تاحیات معصومہ جناب میر پر دوسرا
عقد حرام ہوا تو اس عقد خلیفہ دوم سے بھی (جسکو بعد عقد حضرت ام
کلثوم علیہ السلام بیان کرتے ہین) ضرور جناب ام کلثوم کو ایذا ہوگی اور حضرت
کی ایذا ایذائے جناب سیدہ ع ہے اور ایذائے جناب سیدہ ایذائے
جناب رسول ہے جو حرام ہے از ینجاست کہ شیخ عبدالحق صاحب
صدر
تکمیل الایمان مین فرماتے ہین و بعضے دیگر گویند کہ قتل حضرت امام حسین
علیہ السلام گناہ کبیرہ است چہ قتل نفس محترم یا موجب بناحق کبیرہ و کفر
لعنت مخصوص کافر آنست ولیت شعری کہ ارباب این اقاویل قائل بہ
احادیث نبوی کہ ناطق اند بآنکہ بغض و ایذا و اہانت فاطمہ ع اولاد او
موجب بغض و ایذا و اہانت رسول ست صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چہ میگویند
و آن سبب کفر و موجب لعن و خلود نار جہنم ست بلا شک و ریب آیا ان الذین
یؤذون اللہ و رسولہ لعنہم اللہ فی الدنیا والآخرۃ و اعد لہم عذابا مہینا پس جب ایذائے
جناب امام حسین بلکہ بغض دختر جناب امام حسین ع موجب ایذائے

جناب سیدہ ورسول ہے تو ایذاے جناب ام کلثوم کیونکر نہ موجب
ایذاے جناب سیدہ ورسول خدا ہوگا پس بدون انکار وقوع عقد
حضرت ام کلثوم اہلسنت کوئی چارہ نہ رہا سبحان اللہ ام کلثوم دختر
ابوبکر کے عقد کرنے سے تو باین خیال کہ شاید کوئی قصور اوس سے
سرزد ہوا اور اوسکی تنبیہ کیجائے تو حق تلفی ابوبکر لازم آوے گی خلیفہ صاحب
باز آئین اور بضعہ رسول کے عقد کرنے مین باینہمہ نصوص صریحہ واحکام
واضحہ وعدم کفاءت نہ حرمت کا خیال ہوا نہ ایذاے رسول کا لحاظ خواہ
نخواہی عقد ہوجاے اور جناب امیر ہا قبول فرمائین حاشا وکلا کوئی
عاقل منصف مزاج اسکو قبول نہین کرسکتا جو تتمے فضایل خلیفہ
دوم مین بیان ہوا ہے کہ بعد حصول خلافت خلیفہ دوم نے بنی جہم
جسکو کہ جس سے نہایت محبت تھی طلاق دی باینخیال کہ شاید اوسکی سعی
اور سفارش سے تعمیل احکام وحدود دین کوتاہی ہو پس جب انکو اسقدر
عدالت کا لحاظ تھا تو کیونکر ممکن ہے کہ اس جبر شدید سے خلاف عدالت
ایسا عقد کرین علاوہ برآن اس عقد سے بھی تو اوسی تعطل احکام کا
خوف پیدا ہونا چاہیے تھا بلکہ اوس سے زیادہ کیونکہ ایک تو خاندان
رسالت سے ہوتا ہے احتمال سعی اور سفارش کے لیے کافی تھا
چہ جائیکہ عیاذاً باللہ زوجہ خلیفہ ہون وہ بھی اس اصرار ومبالغہ سے جسکو
مجبوبیت لازم ہے کہ ایسی حالتین خواہی نخواہی سعی بجا کے راہ
نکالتے ہین کما لا یخفی باقی رہے مودات داخلہ جو ثبت استناد ہین

اول حالت نکاح ہے پس چاہنا چاہیے کہ وقوع نکاح مذکورین میں صرف
تین مختلف قول منقول ہین ایک یہ کہ جناب امیر نے فرمایا کہ اگر تم صغیر ہو
تو یہ تمہاری زوجہ ہے مولوی حیدر علی کے نزدیک یہی جملہ وقوع نکاح
کے لئے کافی ہے دوسرے یہ کہ فزوجہ یعنے نکاح کردیا جس سے پہلی
صورت نکاح کی غلط ٹھہری کیونکہ جب نکاح ہو چکا تھا تو پھر نکاح کرنا کیسا
معذلک اب اسمین اختلاف ہے کہ پہلے عمر کے پاس پیغام عقد ہوا یا پہلے
عقد ہوا تب عمر کے پاس پیغام اور حسنین سے اجازت لینے کے بعد عقد ہوا یا حضرت عباس و عقیل
کے مشورہ کے بعد چنانچہ مقالہ ثانیہ مین یہ بحث آوے گی ان شاء اللہ تعالیٰ اقول یہ ہے کہ
حضرت عباس نے جناب امیر کو سمجھا بوجھا کر راضی کیا اور خود وکالۃً نکاح کردیا یہ
تینون قول اول وصف وقوع اختلاف شدید ایسے ابہام اور اجمال سے بیان کیا ہے
کہ ہرگز اس امر عظیم الشان مین جسکا ابتدائے قصہ اس شد و مد سے بیان ہوا
اصل امر جو نتیجہ شد و مد ہے کبھی یون بیان نہین ہو سکتا پس یہ بیان مجمل و مبہم
و مختلف باختلاف خود متحمل تنہ قوی ہے اعتماد رواۃ کا اور کسی روایت مین
خطبہ وغیرہ کا مذکور نہونا دلیل قاطع ہے دوسری کہ روایات اہلبیت سے بخوبی
ظاہر ہے کہ یہ معاملہ عقد طول کھینچا اور طرفین سے کد و کاوش کی نوبت پہونچی
بار بار ان روایات سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ نکاح کے وقت بلکہ بعد
نکاح بھی صحابہ کبار مہاجرین اولین اس سے ناواقف تھے کیونکہ جب
خلیفہ دوم اس نئے مالک مبارکباد ہوئے (جو سید و قوع عقد ہوتا ہے
سب نے کس بات کی مبارکباد دی اب کہنے والے کہ وقوع عقد

بیان کیا صحابہ نے اسپر اعتراض کیا کہ ایسی کم سن لڑکی سے عقد کرنے کا
کیا فائدہ پس اس سے بھی معلوم ہوا کہ عقد وغیرہ نہیں ہوا ورنہ لاعلمی
اول مہاجرین اولین کی دوراعتراض بعد العقد خارج از عقل و قیاس ہے
چنانچہ خود مولوی حیدر علی دربارہ روانگی لشکر قتال مرتدین کے
منتہے الکلام ص۹۳ میں فرماتے ہیں فی اختفاء استتار اعظم امور کہ در مجامع اصحاب
بر السنہ اصاغر و اکابر جاری می شود از محالات عادیہ ست چنانچہ گفتہ اند سبع
سنان کے ماند آن راز سے کز و سازند محفلہا پس اگر یہ نکاح ہوا ہوتا تو ان
صحابہ پر کیونکر مخفی ہوتا جو خلیفہ سے پوچھ رہے ہیں اور اعتراض کرتے ہیں
جس سے صاف لاعلمی انکی ظاہر ہے اور یہ جائز ہے کہ روایتیں بھی باخود با
مختلف اور ایک دوسرے کے معارض ہیں کیونکہ ایک روایت کا حاصل
یہ ہے کہ عمر نے استدعا کی حضرت نے صغر سنی و تقرری نسبت کا عذر کیا
عمر نے اسپر الحاح اور اصرار کیا اوسوقت حضرت نے فرمایا ہمنے نکاح
کر دیا پس دوروایتیں جن میں مشورہ لینا حضرت کا عباسؓ اور عقیل سے اور
نارضی عقیل پہلو سے کے بعد عقد کر دینا اور بعد مشورہ حسنین ؓ و نارضامندی
عقد کر دینا اور بعد تکلم امام حسن و سکوت امام حسین ؓ بھیجنا حضرت کا عمر کے
پاس اور پیغام پہنچانا اور عمر کا گلے سے لگانا و اعلام حضار مجلس کے وغیرہ ذالک
تزویج سکینہ ایشان گفتہ اند این حدیث ضعیف ست چگونہ تزویج سکینہ بعمر
صواعق میں ہے اگر اسکے معارض و مخالف ہیں بھر کیف اسکے
پس حال عقد ہونا تا کہ سکینہ خبر ہوا اور مہاجرین اولین کی اعلم منہ

قریب قریب محال عادی ہے حالانکہ عموماً نکاح میں تاکید شدید
ہے کہ فرمایا حضرت نے انتشار اکنید این عقد تشریق را کہ نکاح ست
وبگردانید ازا در مسجد تا نہ نہند بران دفہا و تیر فرمایا فرق کہ میان حلال و حرام آنست
آواز کردن و دف زدن ست و مراد با و باز کردن تشہیر ست میان مردم
کما فی شرح المشکوٰۃ و نزد خدیجہ کا بھی یہی سبب ہے کہ نکاح میں اعلان
کیا جاے اور اہل قریہ اور اہل شہر کا مجمع ہوتا تھا کہ جس نکاح پر ایک مرد اور دو
عورت شاہد ہوں اوسکو باطل کر دیتے تھے کما فی ازالۃ الخفا پس جب
عموم نکاح کی یہہ حالت ہو تو یہہ نکاح خاص میں کیسی کد و کاوش کی گئی
اور بدقت تمام معاذ اللہ یہہ منقبت عظمی خلیفہ کو حاصل ہوئی بدرجہ اولے
مستحق اعلان و اشتہار تھا کہ مجمع عام کیا جاتا اور حضار جلسہ کے سامنے
خطبہ ہوتا تعیین مہر ہوتا عقد واقع ہوتا دیکھئے جناب سیدہ کے عقد میں
نہ کوئی کد و کاوش ہوئے نہ کوئی اصرار و انکار اور سب بھی مہاجر و انصار جمع
کیے گئے جناب خدیجہ کے عقد میں بھی قریش کا مجمع کیا گیا اور خود آنحضرت
نے انکا حکم قطعی دیا پس با وصف امور مذکورہ بالا ان باتوں کا ہونا
بجاے خود دلیل قطعی عدم وقوع نکاح و اشتباہ رواۃ ہے کہ بوجہ اشتراک
نام مشتبہ ہوے اسیطرح ولیمہ وغیرہ کا مذکور نہونا کسے روایت میں
منشا اشتباہ رواۃ ہے تیسری تاریخ روز جمعہ سال وقوع عقد
مذکور کا بھی کسی روایت میں مذکور نہیں ہے حالانکہ یہہ امور تابع
عظمہ سے ہے کہ ممکن ہیں اسکے تاریخ وغیرہ کو ضبط نہ کریں حالانکہ فاطمہ

بنت الولید سے جو خلیفہ نے عقد کیا اور صلی تاریخ تک تحریر کرتے ہیں
چوتھی ولادت زید کا بھی کوئی سن و ماہ و تاریخ وغیرہ کسی روایت سے
ظاہر نہیں ہوتا پس یہ کل امور قرینہ قویہ ہیں غلطی روایات و اشتباہ رواۃ
کے کیونکہ اگر کچھ بھی اصلیت اس واقعہ کی ہوتی تو ضرور ناقلان اخبار و
حاملان آثار ان امور کو نقل کرتے خصوصاً وہ لوگ جنہوں نے ایسے امور
بخیہ کو نقل کیے جو کہیں بیان بھی نہیں ہوتے مثلاً سکے کہ بوسہ لیا اور
ساق پا کھولی بازو تھاما سینہ سے لگایا بلکہ وہ باتیں نقل کیں جو درون
خانہ کے تھیں جس پر اغیار کو اطلاع بھی نہیں ہوتی مثل مشورہ حضرت عقیل
و عباس و حسنین علیہم السلام اور خصوصاً کی حضرت عقیل اور جناب امیر کے
پس ایسے امور کا نقل نہ کرنا جنکو اصل واقعہ سے تعلق خاص ہے
اور صاحبان تحقیق کو اسکے تفتیش کی ضرورت ہے دلیل عدم وقوع
ہے جیسا کہ واقعی بھی ہے کہ نہ ہوئی کیونکہ عقد ہی نہ واقعہ تو اصل سقیفہ
ہے کہ خواستگاری خلیفہ دوم ابوبکر کی ام کلثوم بنت ابوبکر کو جیسا
و ام کلثوم کے ساتھ ملاعبا کو درمیان قصہ سے حضرت ام کلثوم
کی طرف منسوب کر دیا اور ان جملہ واقعات مختلفہ لاشی کو بالعلاتہ
جیسے تمام کا قصہ قرار دیا خطبہ یا مجمع اعیان و مہاجر و انصار و جلسہ شوریٰ
وکیل یا ولیہ وغیرہ کہنا نہ سنے آتے کیونکہ یہ کل امور لوازم نکاح سے ہیں اگر نکاح
ہوتا تو یہ امور بھی ہوتے اور نقل ہی ہوتی بیان تو اصل ہی طاق نسیان ہے
پھر وہ امور گمان سے آئیں جو منقول ہوں یہ جو کہ خلاف چونکہ

حافظہ نہین ہوتا نہ عقل ہوتی ہے اسوجہ سے نہ طبیعت سے بھی نہ بڑھا سکے ورنہ
اونکو کوئی وقت نہ تھے سکیلئے ام کلثوم دختر ابوبکر کے عقد و فات
وغیرہ کا حال نہ معلوم ہوتا اور اسیطرح ام کلثوم بنت جرول خزاعی جسکے
سابقہ عمر کے وفات وغیرہ کا مذکور ہوا اور زید بن عمر کے حالات سے کاپتہ
نہ ملتا بچ رہے کہ ایک زید بن عمر اور اوسکی ماں ام کلثوم نے سابق وفات
سبب اشتباہ وارتیاب ہے کہ رواۃ نے بوجہ اشتراک نام اشتباہ مین آکر
ایک کا حال دوسرے طرف منسوب کیا کہ تین شخصونکی ہیولی صورت کو مقترع
کرکے چوتھی صورت قایم کی خطبہ انکار اور اعتذار تقرر نسبت کو ام کلثوم
بنت ابوبکر سے منتزع کیا اور وقوع عقد عمر و تولد زید و وفات بعہد
معاویہ کو ام کلثوم بنت جرول خزاعیہ زوجہ سابقہ عمر سے منتزع کیا اور
چالیس ہزار مہر ہوتا یا اس ام کلثوم خزاعی سے لیا یا ام کلثوم سلامیہ
حدیبیہ سے جینا ان سبھونکو ملا جلا کر علیا مکرمہ حضرت ام کلثوم بنت جنابہ امیہ
زوجہ محمد بن جعفر کیطرف منسوب کیا جنمین نہ ام کلثوم بنت ابوبکر والی صغرٰی
جاتی ہے نہ ام کلثوم بنت جرول خزاعی اور زید رقیہ وصلی وفات بعہد معاویہ بلکہ محض
بارہ برس کا ہونا ابتدای قصہ مین اور شریک معرکہ کربلا ہونا آخر قصہ مین باتفاق فریقین ثابت ہے
پس کوا یسی صورتین کہ اسقدر قباحت و شناعت لازم اوی بلکہ لزوم محالات کا سامنا ہو
حسبالحکم علامہ سبط ابن جوزی و حمید علی جنہونے روایات کشف بساق یا دیوسہ
تبع کے اہل کرو یا قاضی عیاض و ماوردی
مسلک کو وجہ تسلیم شناعت قطعیہ یا
کیا ہم مجاز تھے کہ ان

فصل چہارم اشتباہ در روایات و کیفیت
تقترع و اختلاط حالات

باطل کیں اور موضوعات و مفتریات و ضاعین و کذابین سے قرار دین جیسا
کہ نے الواقع تمامتر رواۃ و ناقلین اس قصہ کے ان عیوب کے ساتھہ
منصف ہین کما سیجئے انشاء اللہ مگر فقیر بنا بر مصالحہ و مسایلہ حسب حکم
مولوی حیدر علی ابھی قایل بہ اشتباہ رواۃ ہے کہ بوجہ اشتراک نام امام
کلثوم کے درمیان چار شخصون کے درصورت عدم افتراء رواۃ مشتبہ
ہوے فرق حق و باطل نہ کر سکے تین شخصونکا مختلف قصہ چوتھے ہمنام
کیطرف منسوب کر دیا خواہ بالقصد یا لاعن قصد چنانچہ نظیر اسکی قصہ امام
اعظم کوفی ہے جسکو مولوے حیدر علی یون بیان کرتے ہین مغلطہ ثانیہ
انکہ ابو حنیفہ کنیت بسیارے از فقہا بودہ یکی از ایشان امام اعظم نعمان
بن ثابت ست بعضے از نہا در حقیقت از فقہ بھرہ ندا شتند و بجز رائے
و قیاس فتوے میدادند و مخالفت احادیث میکردند و این اخبار بجہت
شرکت نام و حسد حاسد ان بنوع دیگر در قلوب خاص و عام جا میگرفت
تا آنکہ اکابر و ابرار را تردد و انقباض عارض می شد و بر وقت ملاقات
زایل میگشت پس از عبارت خویش بعد انکشاف حقیقت حال عذر میکردند
و کسانیکہ پایہ تحقیق در بارہ ابو حنیفہ نرسیدند و حقیقت کار آنشکافتند
در ادہان آنہا غبار و کدورت باقی ماند کہ مدار فقہ ابو حنیفہ مذکور بر رائے
مجرد ست با یات قرآن مبین و احادیث خاتم المرسلین و اکابر ہی نیست
این حال کسانیکہ در زمان ابو حنیفہ یا متصل آن بودند و اے بر حال
متاخرین کہ بطوق تقلید از ایشان اعناق خویش ساختند و ہرگز تحقیق حال

صفحہ ۱۱ منتہی الکلام

باقی رہے مخالفین پس وہ لوگ تھے جن کو ہر وقت اس قصہ کے وضع و افترا عمل
و تہمت ہی میں مشغول تھے کہ جسطرح اہلبیت کو قتل و غارت کرکے اپنے
خلفا کی سلطنت کو مستحکم کی اوسیطرح اونکی توہین و تحقیر کرکے اپنے خلفا کے
عزت و شرافت ثابت کرین پھر اونکو رفع اشتباہ سے کیا واسطہ تھے کہ
محبین اہلبیت سے اسکی چھیڑ چھاڑ بھی زیادہ نہ کی کہ پردہ دری ان واضعین کے
ہوتی اس نجاست کہ جسقدر امتداد ایام آئمہ معصومین علیہم السلام کو ہوتا گیا
اسمیں شور و غل بڑھتا گیا تا اینکہ اب اس زمانہ میں خاص بھی مسئلہ مدار
حقیت مذہب اہلسنت کے نزدیک قرار پایا پس جسنے تحقیق کیا اوسکو
اصلیت معلوم ہوے اور جن لوگون نے اسکی تحقیق نہ کی اور در پے
تفحص نہوے بر بنیاد اشتباہ باظلم و تشدد خلیفہ دوم تسلیم کر لیا یہ حالین
تو زمانہ سابق کے تھین وای بر حال متاخرین اہلسنت کہ طوق تقلید
را نہیب اعناق خویش ساختند ہرگز بر گرد تحقیق حال نپرداختند بلکہ دام تزویر
و پردہ تلبیس بر روی انداختند **افسوس صد افسوس** کہ ابو حنیفہ کوفی
جو نہ خلیفہ تھے نہ خلیفہ زادہ نہ صحابی تھے نہ صحابی زادہ نہ رسول نہ رسول زادہ
بلکہ حسب بیان اہلسنت ایک فقیہ تھے کسیطرح کے ہون جنکو کبار ائمہ دین نے
کافر جہنمی خارجی ناری جاہل بھی بنایا جیسا کہ ذوالفقار حیدر حصہ اول
میں مرقوم ہے اونکی حمایت میں تو مولوی صاحب نے یہ جوش و خروش دکھایا
اہلبیت طاہرین کی زیارت خیر المرسلین حبیب رب العالمین کی اونمیں بھی
قدر و منزلت نہ کی کیونکر پاس اسلام آتا اور حمیت دین کا جوش ہوتا

اس امر غلط کی تحقیق کرتے تفحص فرماتے اپنی رواۃ کے اغلاط و اشتباہ
کو ظاہر کرتے اے کاش عقل ہی سے کام لیا ہوتا جسکو پروردگار
عالم نے تمیز حق و باطل کے لیئے عطا فرمایا ہے پھر دیکھتے کہ یہ امور متمتعہ
جو ابھی مذکور ہوے کیونکر ممکن ہو سکتے ہین اگر یہ نہین ہو سکتا تھا سکوت
ہی فرماتے من سکت سلم چہ جائیکہ خود اوہنین روایات کاذبہ کو ترویج
امر باطل کے لیئے شایع کرین اور ایک جزئی فضیلت خلیفہ دوم کے لئے جسکا اثبات
بھی محال در تسلیم بشرط ثبوت غیر نافع اوسمین یہ اقرارات پیش فرمائین کہ بعوض نفع
نقصان کلی و خسران دینوی و اخروی حاصل ہو ظرہ اسپر یہ ہے کہ
برعکس امر واقعی کے کتمان امر حق کے لیے ایک نت نئی اولئی تاویل
کی جو ضحکہ صبیان و لعبہ مجانین ہے کیونکہ مولویصاحب کو جب ادعاے
باطل وفات حضرت ام کلثوم ہ بین بعد معاویہ شرکت کربلا کا جو اتفاقی
فریقین ہے خیال گذرا جس سے بطلان اس دعوے کا لازم آتا ہے
تو یون ارشاد فرمایا پس شریک صص بودن ام کلثوم با دیگر اہلبیت در واقعہ
کربلا چنانچہ از روایت مجلسی و سید ابن طاؤس در کتاب ملہوف و مانند
آن معلوم میشود و روایت مسلم گجکار کہ بذکر آن مجتہدین و متکلمین تر میم قصر
مفتریات می پردازند اصلے نداشتہ باشد و نسبت مرثیہ امام حسین ہ کہ
بنام ام کلثوم بروایت سید ابن طاؤس شہرت داده اند بجناب حضرت
زینب می نماید نہ ام کلثوم اسے افسوس ہمچو بیان مناظرین منظور
جواب کا جواب ہین مگر یہ کہنا ضرور ہے کہ کاش مولویصاحب اپنے

ص ۹۴۷
ازالۃ الغین

آئمہ دین و محدثین و مورخین کے اقوال کو ملاحظہ فرماتے جنکی بدولت
کاخ صداقت آنحضرات کی قایم ہے کہ وہ حضرات بھی مثل شیعہ شرکت حضرت
ام کلثوم کو معرکہ کربلا مین مع مرثیہ وغیرہ روایت کرتے ہین اور مسلم کچکا رصدق بیانی
سے اپنی صداقت ثابت کرتے ہین حتے کہ خود متکلمین انکے جنکا کام صرف
انکار امور واقعیہ اور تکذیب روایات صحیحہ و اضلال عوام الناس و جہلہ
مثل شاہ سلامت اللہ کشفی صاحب معرکہ آرا کی کہ وہ بھی ناقل ہین کمامر
پس وہ اہتمام تو غلط ہوا باقی رہا اشتباہ حضرت زینب کا ام کلثوم
کے ساتھ پس کسیطرح ممکن نہین عقلا و عادۃً محال ہے کیونکہ ایکی عمر اسلاف
نے قطع محبت و مودت کے لئے تلوار چلائی طفل صغیر برنا و پیر کو از قسم
رجال تہ تیغ بیدریغ کیا کہ بجز امام زین العابدین از قسم رجال و جناب
امام محمد باقر از قسم اطفال کوی نہ بچا اون اشقیاے امت نے
از قسم نسوان تمامی سرادق عصمت و طہارت کو شہر بشہر و در بدر پھرایا
اور دربار کوفہ و شام مین ہر ہر معظمہ کو نام بنام بتایا اور شتران بے کجاوہ
و عماری پر بے مقنعہ و چادر اون صاحبان تطہیر کے تشہیر کی کہ ہر شخص
نے جنکی تعداد لاکھون سے زیادہ متجاوز رہے بچشم خود ان معظمات کو
بسنہ رود کشادہ مو مشاہدہ کیا اور سر سر مخدومہ کا واقعہ اور انکے کلمات
و حکایات کو الگ الگ بیان کیا جیسا کہ اقوال ملاحسین کاشفی اور
جمال الدین محدث اور شاہ سلامت اللہ کشفی مخالف اور مکالمہ حضرت زینب
و ام کلثوم علیہا السلام علیحدہ علیحدہ مذکور ہوا ایسی صورت مین اشتباہ

کیونکر ہو سکتا ہے بخلاف اون مواقع کے جنمین ہمنے اشتباہ و اشتباہ
دلایل و اسباب وغیرہ بیان کئے کہ در صورت عدم افزائے روات کے وہان
اشتباہ و تلبیس ہے علاوہ برآن کہ اگر فرض محال مثل شریک باری یہ اشتباہ
مان بھی لیا جائے تو بدقت تمام فقہا اسکا ثبوت ہوگا کہ وہ حضرت زینب
تھین لیکن وفات حضرت ام کلثوم بعد معاویہ کیونکر ثابت ہوگی کیونکہ
روایت عقد عبداللہ جو اتفاقی اہلسنت ہے مانع قوی موجود ہے اور
اور دیگر سادات ولزوم محالات ومخالفت واقعات کا وقیعہ کیونکر ہوگا
مثل نعوبیت صغر سنی واستحالہ عقد باعون بن جعفر عبداللہ بن جعفر کے
جنمین ہم سابقا لکھ چکے ہین جنکو لغدام وقوع نکاح لازم ہے بھول
مستثنا ان موضوعات کا ہے بہر کیف اس قول سے بھی مولوی صاحب کے
ہکو اجازت ملی کہ اشتباہ وروایۃ کے قابل ہون اور چونکہ شرکت حضرت
ام کلثوم معرکہ کربلا مین باتفاق فریقین مسلم ہے حتے کہ غالبا اس امر کے
برابر دوسرا کوئی امر متواتر نہو تو حکم مولوی صاحب باشتباہ فریقین کی نسبت
ہوگا تو اب یکنا چاہیے کہ عقل ونقل سے کونسے اشتباہ کا احتمال
ہو سکتا ہے نہ یہ کہ یونہین بلا سبب محض ہٹ دھرمی سے اشتباہ کے
قابل نہون جو نہ عقلا درست ہو سکے نہ نقلا جیسا کہ مولوی صاحب اس امر
کی عالت ہے چنانچہ عنقریب معلوم ہوتا ہے کہ تمامی روایات ناسخہ
عقد کے محض موضوع اور غلط ہین اور جہان تک ناظرین
کہ عام قاعدہ ہے کہ اگر لوگ کسی سنگ کو

مثال کے نہیں سمجھتے خصوصًا جب وہ واقعہ یا مسئلہ خلاف ہو اپنے
واقعات و مسایل کے جنپر پورا اعتقاد بیٹھ گیا ہو اور بہوتیرے
ذریعہ سے اوسکا ایسا یقین ہو گیا ہو کہ کسیطرح اوسکے خلاف کو نہ مانے
کرے نہ قبول کرے لہذا بیشتر کرنا نظایر کا ضروری ہوا اور چونکہ یہ مسئلہ صرف
امر عقلی ہی نہیں ہے جسپر فقط عقلی استدلال کافی ہو بلکہ ایک تاریخی واقعہ
ہے کہ مشہور واقعہ کو غلط ٹھہرا کر اصلی واقعہ کا اثبات کیا جاتا ہے اور
تعلق اوسکا اوس مظلومہ سے ہے جسکے خاندان سے ایک دنیا کی
دنیا منحرف ہے اور عالم کا عالم دشمن جان و آبرو ہے کہ کسیطرح تحقیقات
واقعی کو قبول نہیں کرتے ورنہ استبعادات عقلی ہی کافی ہوتی جیسا کہ
عباسہ خواہر ہارون رشید کی پلہ داری مذکور ہوئی لہذا اور بھی نظایر کا
دینا ضروری ہوا پہلی نظیر قول مولوے حیدر علی ہے دربارہ ابو حنیفہ
کوفی جو ابھی مذکور ہوا دوسری نظیر جو خاص اسی ام کلثوم کے نام سے
متعلق ہے یہ ہے کہ اصابہ فی معرفۃ الصحابہ علامہ ابن حجر عسقلانی میں ہے
صفحہ ۳۴۳
اصابہ فی معرفۃ الصحابہ
کہ ام کلثوم بنت ابوبکر صدیق تابعیہ ہے کہ بعد مرنے اپنے باپ
ابوبکر کے پیدا ہوے اور یہ قصہ اوسکا موطا وغیرہ میں صحیح بیان ہے چونکہ
بعض روایتیں بلا سند دیگر سے خود جناب رسالت مآب سے نقل کیں
اسوجہ سے ابن سکن اور ابن مندہ نے اونکو صحابہ میں ذکر کیا انتہے
سے صاف معلوم ہوا کہ صرف روایت بلا سند کیوجہ سے ان علما نے
ام کلثوم کو صحابی لکھا ورنہ حقیقت صحابی نہ تھا اسیطرح ام کلثوم

بنت عباس بن عبد المطلب کو علامہ مذکور لکھتے ہین کہ ابن اثیر نے لکھا ہے
کہ انسے جناب امام حسن ؑ نے عقد کیا بعد اونکے ابو موسے سے عقد کیا
بعد ازان عمران بن طلحہ سے عقد ہوا اونکی مفارقت کے بعد پھر ابو موسے
کے مکان مین آئین اور وہین وفات کیا اور ظاہر کوفہ مین دفن ہوئین علامہ ابن
حجر لکھتے ہین کہ یہہ قصہ ام کلثوم بنت فضل بن عباس کا ہے نہ ام کلثوم
بنت عبیا کا جس سے معلوم ہوا کہ اس علامہ ابن اثیر کو اشتباہ ہوا کہ ام کلثوم
بنت فضل بن عباس کا حال ام کلثوم بنت عباس کیطرف منسوب کر دیا
پس جناب ام کلثوم بنت جناب امیر ؑ کے بارہین اونکے اشتباہ ہونیسے کیونکر
تعجب ہو سکتا ہے **نظیر** جو نہایت درجہ اس واقعہ کے مماثل ہے
یہہ ہے کہ علامہ ابن قیم زاد المعاد فی ہدی خیر العباد مین مسند امام احمد بن حنبل
سے اور ابن اثیر جزری اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ مین عمر بن
ابی سلمہ سے ناقل ہین کہ جب حضرت ام سلمہ عدہ وفات سے اپنے
شوہر ابی سلمہ کے فارغ ہوئین تو جناب رسالتمآب نے اپنے عقد کا انہین پیغام
بھیجا حضرت ام سلمہ نے بعذر عدت قبول کیا فقالت لابنہا عمر قومی فزوج
رسول اللہ فزوجہ یعنے حضرت ام سلمہ نے اپنے بیٹے عمر سے کہا کہ اونھوا دو میرا
نکاح رسول اللہ کے ساتھ کر دو پس اونھونے نکاح کر دیا انتہی یہ اصل
روایت تھی جسکو راویان آثار و ناقلان اخبار نے نقل کیا اب نئے
کتابین واقعات کی رو سے خود علماے اہلسنت نے اسکو غلط ٹھہرایا آخر
اشتباہ رواۃ کے قایل ہوئے چنانچہ وہی علامہ ابن القیم فرماتے ہین

عبارت اول صفحہ ۱۳۱ کا نقل

کہ اس روایت میں خدشہ ہے کیونکہ یہ عمر فرزند حضرت ام سلمہ وقت وفات
رسول نو برس کے تھے اور عقد حضرت ام سلمہ سے میں ہوا تو اوسوقت عمر بن
ام سلمہ تین برس کی ہونگی ورایسا شخص اس قابل نہیں ہے کہ وکالت نکاح
کر سکے جب یہ اعتراض امام احمد بن حنبل پر پیش کیا گیا تو اونہوں نے کہا کون
کہتا ہے کہ عمر بن ابی سلمہ اوسوقت کم سن تھے ابن جوزی نے کہا کہ شاید
امام احمد بن حنبل کو عمر بن ابی سلمہ کے سن کی اوسوقت خبر نہ تھی حالانکہ
یہ سن عمر بن ابی سلمہ کا مہبت سے سورخین نے لکھا ہے انتہے اس سے
غلطی اس روایت کی تاریخی واقعات سے اور اشتباہ اونکا بخوبی معلوم ہوا
حتے کہ امام احمد بن حنبل سا امام متبحر اپنی روایت غلط پر ایسا ثابت قدم
رہا کہ اصل کمسنی عمر بن ابی سلمہ کا انکار کر دیا جو باتفاق مورخین ثابت ہے
آخران اغلاط اور مخالفت واقعات کے دفعیہ کے لیئے علماے اہلسنت
کو قایل ہونا پڑا کہ بوجہ اشتراک اسمی راوی مشتبہ ہوا چنانچہ وہی بن القیم
بعدان مراحل کے فرماتے ہین کہ حقیقت یہہ ہے جو بعض علما نے کہا
کہ اصل وکیل نکاح از طرف ام سلمہ عمر بن الخطاب تھے جنسے ام سلمہ سے
نوبت سے بعد روایت ملتی ہے چونکہ نام عمر بن الخطاب اور نام عمر بن ام سلمہ متفق تھا
اسسے سی راویون کو اشتباہ ہوا اور وکالت نکاح کو طرف عمر بن ام سلمہ کے
منسوب کیا جو اوسوقت نہایت کمسن تھے کہ قابلیت وکالت نہین رکھتے
اور بنا بر نقل بالمعنے لفظ ابنا بمعنی ابی بنو کو زیادہ کر دیا حالانکہ یہ
فقط سی کہ اسے عمر نکاح کردو اور مثل اسی اشتباہ کے بعض فقہا کو

وہم ہوا کہ ابو حنیفہ نے یہہ روایت کیا کہ رسول نے فرمایا لڑکے اوٹھہ اپنی
ماں کا نکاح کردے انتہے محصلا جس سے صاف معلوم ہوا کہ چونکہ
واقعات تاریخی کی مخالفت لازم آتی ہے اور خلاف قیاس بھی ہے
کہ سالہ لڑکا وکالت نکاح کرے حالانکہ الفاظ روایت کے صاف صاف
اسی پر دال ہین کہ ابو حنیفہ عمر بن ام سلمہ نے وکالت نکاح کی کیونکہ
روایت مین ہے فقالت لابنہا عمر ام سلمہ نے اپنے بیٹے عمر سے نکاح
کرنیکو کہا اور دوسری روایت مین یہہ ہے کہ رسول نے فرمایا اے لڑکے
اوٹھہ اپنی ماں کا نکاح کردے جس سے بجز عمر بن ام سلمہ کے دوسرا عمر
ہرگز نہین سمجھا جا سکتا با اینہمہ اشتباہ روات کے قابل ہوے اور صرف
اشتراک نام عمر بن خطاب و عمر بن ام سلمہ کو اس اشتباہ کی دلیل قرار دیا
پس جاے غور ہے کہ جب صرف اسی بنیاد پر کہ سالہ لڑکا کیونکر وکالت
کر سکتا ہے اشتباہ روات کے قابل ہوے حالانکہ سیکڑون مثالین اسکے
افعال کے اطفال خرد سال سے خود اہلبیت کے یہان موجود ہین یا
اینہمہ غلطی ٹھہرای گئی وہ بھی خاص مسند امام احمد مین جسکو رفع اختلاف
کے لیئے امام کہتے ہین تو اس مسئلہ عقد حضرت ام کلثوم مین کیون
ایسے اشتباہ روات کے بوجہ اشتراک اسمی قابل نہین ہوتے جسمین کئی طرح
مخالفت واقعات تاریخی بھی ہے اور محال بھی لازم آتے ہین مثل اسکے
کہ جو لڑکی سنہ ۱۰ ہجری مین پانچ برس سے کم یا پانچ برس کی تھی سنہ ۱۸
ہجری مین چار پانچ برس کے کیونکر ہو گئے اور جو لڑکی باتفاق

ومشاہدین وقت نکل جا یا پانچ برس کی تھی وسس اسی سال ہم بستر
کیونکر ممکن ہوگی اور جو لڑکی سنہ یا سنہ میں چار یا پانچ برس کی ہو قبل از
سنہ ۲۳ اوس سے دولڑکے فیر تو ام کیونکر پیدا ہو سکتے ہین اور جو شخص
عہد خلیفہ دوم مین شہید ہو چکا تھا وہ کیونکر بعد خلیفہ دہم زندہ ہوا اور پھر اوسکا
نکاح ہوا اور جسنے عہد معاویہ مین وفات کی اور جناب امام حسین علیہ السلام نے نماز جنازہ
پڑہی وہ اسکے مدت بعد شریک معرکہ کربلا کیونکر ہوئین کہ مصائب کربلا کوفہ
وشام جھیل کر مدینہ منورہ واپس آئین اور مثل اسکے کہ اونکا نکاح چار مین
حضرت عبداللہ بن جعفر شوہر زینب سے ہوا حالانکہ حضرت زینب اوسوقت
موجود تھین کہ اس صورت مین ارتکاب حرام یعنی جمع بین الاختین لازم
آتا ہے وغیر ذلک جو اصل کتاب مین بشرح وبسط تمام مذکور ہے اور
سابقا مرقوم ہوا پس ایسی صورت مین اشتباہ رواۃ کے بوجہ اشتراک نام
کیون نہ قایل ہونگے محققین اخبار وناقدین آثار سے امید واثق یقین کامل
ہے کہ معروضہ فقیر کو جو سابقا مقدمہ مین مذکور ہوا خیال کرکے بلا تعصب
وحمیت صرف ان واقعات پر غور کرکے ان اغلاط وتحریفات کا دفعیہ
کرینگے چوتھے نظیر صحیح بخاری مین ہے انس بن مالک سے کہ ہم شراب
پلا رہے تھے ابو عبیدہ جراح اور ابو طلحہ انصاری و ابی بن کعب کو اسی
اثنا مین کسینے آکر خبر دی کہ شراب حرام ہوگئی ابو طلحہ نے کہا شراب گرا دو
علامہ ابن حجر عسقلانی فتح الباری شرح صحیح بخاری مین بذیل شرح اس
روایت کے فرماتے ہین کہ بعض روایات مین ابو طلحہ کے بعد کا سے نام

صہ ۱۵۵
فتح الباری کتاب
استقصاء الاخبا

فلان فلان وسح سے ہے پھر بعد چند روایات کے کہتے ہین کہ انس کی
روایت سے معلوم ہوا کہ شراب پینے والے اوس جلسہ مین گیارہ آدمی تھے
اگر سات آدمیونکا نام معلوم ہوا اور ابن مردویہ نے اپنی تفسیر مین روایت
کی ہے کہ ابوبکر و عمر بھی اوس جلسہ مین تھے مگر یہہ روایت باوصف
صحت و پاکیزگی سند نہایت بری معلوم ہوتی ہے مجھے گمان ہوتا ہے
کہ غلط ہوا اور یہہ بھی احتمال ہو سکتا ہے کہ اوس روز ابوبکر و عمر ملاقات
ابوطلحہ کو گئے ہون لیکن شراب نہ پی ہو بعد اوسکے روایت بزار سے
معلوم ہوا کہ انس نے کہا کہ ہم شراب پلاتے تھے ایک جماعت کو
جنمین ابوبکر بھی تھے ابن حجر کہتے ہین کہ یہہ ابوبکر مشہور بہ ابن اشعوب ہے
نہ روایت مین ابوبکر کے نام ہونے سے لوگون نے یہہ سمجھا کہ وہ ابوبکر
صدیق تھے حالانکہ ایسا نہین ہے وہ دوسرا شخص ہے مگر ذکر عمر ابوبکر
کے ساتھ اسکا قرینہ ہے کہ راوی کی غلطی نہین ہے اور وہ ابوبکر صدیق ہی تھے
انتہے محصلاً و ملخصاً چونکہ مقصود اقم بیان طعن صحابہ ہے نہ اثبات
شراب خواری خلیفہ اول جسپر بنصوص روایات ابن مردویہ و بزار و غیرہ
و اقرار ابن حجر عسقلانی موجود ہے نہ اعلام می نویسی خلیفہ دوم جو باقرار
ابن حجر و اظہار ابن الخطیب صاحب مستطرف و علامہ زمخشری صاحب
ربیع الابرار ثابت ہے حتے کہ ازالۃ الخفا مین ہے کہ آخر غذای خلیفہ دوم
شراب بود بلکہ مقصود میر امہیان اثبات اشتباہ رواۃ ہے بوجہ اشتراک نام
جو اس عبارت سے بخوبی ثابت ہوا کیونکہ علامہ مذکور نے صرف اس

غرض سے کہ براءت حضرت شیخ نقیق عیب شراب خواری سے ثابت ہو
باوصف وجود قراین متعددہ جنکا خود اقرار کیا بلکہ باوصف بالاتفاق
چالیس برس تک اس سے اگر کبایر یعنی شرک و بت پرستی مین مبتلا تھے
اور کوی اونکی عصمت کا بھی قایل نہین اور سند روایت مین کوی جاے
گفتگو نہین یا انمیں یہ وجہ و بلا سبب فقط بہواخواہی خلیفہ اول ایسی تاویل
و تحریف کے قایل ہوے کہ راوی بوجہ اشتراک نام مشتبہ ہوا دوسرے
ابوبکر کا حال ابوبکر صدیق کیطرف منسوب کردیا پس ان روایات عقدیہ
اگر ذرا بھی خیال خدا و رسول ہوگا اور ذرہ برابر بھی محبت اہلبیت طاہرین
ہوگی بلکہ اگر کچھ بھی عقل و نقل سے کام لیا جاویگا تو ضرور اشتباہ رواۃ
کے بوجہ اشتراک نام قایل ہونگے جسکے خلاف مین بیش از بیش فسادات
ولزوم محالات وارد ہین خصوصًا درصورتیکہ برعکس اس روایت
صحیح صحیح بخاری کی جسکی صحت پر اجماع اہلسنت ہے روایات عقدیہ موضوع
اور غلط ہون اور تمامتر راوی اسکے وضاع و دجال و کذاب مقرر ہون
جیساکہ ما بعد مذکور ہوگا انشاء اللہ **نظیر** **نجیم** شیخ عبدالحق جنکو محقق
دہلوی کہتے ہین اپنے اسماء الرجال مشکوۃ مین بذیل ذکر اولاد خلیفہ
دوم فرماتے ہین کہ انکے تین بیٹونکا نام عبدالرحمن تھا عبدالرحمن اکبر
عبدالرحمن اوسط عبدالرحمن اصغر و یکنی احد الثلاثۃ باشجہ و
بلقب اخر منہ محمد یعنے ان ثلاثہ سے کوی ابوشحمہ بھی تھا حالانکہ قصہ ابوشحمہ
انکے میان از صدہا سنین گذرچکا ہے بوجہ اشتراک نام اصلی تینون مین اشتباہ

ص ۶ ورق قلمی

اور تمیز نہیں کر سکتے بلکہ باوصفیکہ دار قطنی سے ناقل ہیں کہ عبد الرحمن
اوسط ہی ابو شمہ تھا مگر ذلک تیقن نہیں ہوتا لطفے یہ قرآن مزید ہے
کہ مثل عدم تعیین شخص کے اصل قصہ بھی مختلف ہو گیا چنانچہ شاہ ولی اللہ
صاحب یہاں تین روایت نقل کرتے ہیں اول یہ کہ جس عورت کے ساتھ ابو شمہ نے بحالت نشہ
زنا کیا اور اوسکے لڑکا جنایا وہ عورت خدمت خلیفہ میں لڑکا لائی اور فریادی ہوئی خلیفہ نے ابو شمہ
کو پکڑوایا اور افلح سے حد جاری کرائی ادہر حد تمام ہوئی ورادہر ابو شمہ
دوسرے کو سپرد کیا کہ ابو شمہ نے خود بلا کسی نالش و فریاد کے اقرار کیا کہ میں نے
زنا کیا حد لگاؤ خلیفہ نے چار مرتبہ اقرار لیکر حد جاری کرنا چاہا اور سپرد
ابو شمہ نے کہا عجب تعریض لطیف جگر سوز ہے جسنے زمانہ جاہلیت
یا اسلام میں میرے ایسی حرکت کی ہو وہ مجازین ہے کہ ہمپر حد لگائے
پس جناب امیر نے اوٹھے اور امام حسن سے فرمایا دہنا ہاتھ لو اور امام حسین
علیہ السلام سے فرمایا دست چپ تمام لو بعد ازاں حضرت نے سولہ
کوڑے مارے تھے کہ ابو شمہ کو خش آگیا گر پڑا حضرت نے حد موقوف
کی اور فرمایا (سبحان اللہ) جا خدا سے کہدینا مجھپر اوسنے حد جاری کی
جسکے ذمے تیری کوئی حد نہیں ہے تب عمر کو جوش آیا اور اوس
مردہ صفت سے تعریض کا بدلہ لینے چلے کھڑی ہوئی اور پورے
سو کوڑے مارے کہ وہ مر گیا تیسرے یہ کہ عمرو عاص جس زمانہ میں
حاکم مصر تھا عبد الرحمن بن عمر (ابو شمہ) اور ابو سروعہ نے آکر کہا کہ
ہم لوگوں نے کلہ شراب پی عمرو عاص نے بھڑک دیا عبد الرحمن نے

اگر حد نہ جاری کروگے تو اپنے باپ عمر کو خبر کرینگے تب عمرو عاص نے
حد لگائی اسکے بعد خلیفہ دوم کا خط عتاب آمیز آیا اور عبدالرحمن کو طلب کیا
بعد حاضری چاہا کہ حد لگائین عبدالرحمن بن عوف نے کہا کہ حد تو اسپر
جاری ہوچکی مگر عمر نے نہ مانا اور دوبارہ حد لگاکر قید کیا شاہ ولی اللہ
فرماتے ہین کہ ابو عمر نے استیعاب مین کہا عبدالرحمن اوسط یہی ابو شحمہ ہی
جسپر عمرو عاص نے مصر مین حد جاری کے بعد ازان عمر نے بلوا بھیجا اور دوبارہ
بطور ادب والد حد جاری کی کہ بیمار ہوکر مرگیا مگر اہل عراق کا قول ہے
کہ عمر کے کوڑے مارنے مین وہ مرگیا اور یہہ قول غلط ہے کہا زبیر نے
کہ عمر نے حد شراب جاری کی اس سے بیمار ہوا اور مرگیا انتہے اصل
قصہ سے ہمکو غرض نہین ہے کیونکہ سیکڑون مثالین اسکی حکام جورین
موجود ہین کہ بغرض اپنے نامور ی اور اشتہار عدالت ولی لوگی کے
لیے امور ناجایز کے مرتکب ہوتے ہین حتے کہ حکام انگریزے
ہند و مذہب کی ہزارون نظیرین روزمرہ دیکھی جاتی ہین لیکن یہ امر بخوبے
غایت ہوا کہ بوجہ اشتراک نام رواۃ کو اشتباہ ہوا اور تعیین ابو شحمہ
محمد وقی ہوی کہ بتین عبدالرحمن مین یہ شخص کون تھا یہانتک کہ
اصل قصہ بھی ایسا مختلف اور مشتبہ ہوا کہ ایک کو دوسرے سے
لگا دیتے ہین حالانکہ حامی خلیفہ دوم کے فرزند ارجمند کا واقعہ ہے جس سے
خلیفہ کے اعلے درجہ کی فضیلت و عدالت ثابت کیجاتی ہے
درحقیقت مستلزم جرم انکا بالمزا متنوع ہے) پس جناب

علیہا السلام کو بابین بھی ایسے ہی اشتباہ رواۃ کو کیون نہین مانتے کہ
بوجہ اشتراک نام واحد چار شخصون مین رواۃ کو اشتباہ ہوا اور تین شخصون کے
مختلف حالات کو چوتھے ہمنام کیطرف منسوب کیا حالانکہ بغرض اعلاے
مناقب خلیفہ دوم و توہین اہلبیت طاہرین یہان انکو ضرورت و مصنع داعی تھا
بھی درپیش ہے چھٹی نظیر جسمین خود مولوی حیدر علی سا عالم متبحر مبتلا ہوا ہے کہ آپنے
رسالہ واہیہ حاطمہ مین فضل بن روزبہان مصنف ابطال الباطل کو روزبہان
بقلی مصنف عرائس تصور کرتے ہین حالانکہ روزبہان بقلی صوفی صاحب عرائس بہت متقدم ہے فضل بن
روزبہان پر اشتراک لفظ روزبہان نے ایک جگہ صرف روزبہان ہے
دوسری جگہ فضل بن روزبہان انکو اشتباہ مین ڈالا پس جہان اس سے
زاید اشتراک نام ہو اور اسباب اشتباہ بھی موجود ہون اگر رواۃ اشتباہ
ہو جائین جنکی جہالت کا بھی اقرار ہے تو کیونکر تعجب ہوتا ہے جیسا کہ ناقلین
قصہ موضوع مین مشاہد ہے ساتوین نظیر اشتباہ بلا اشتراک
نام و بلا سبب صحیح بخاری و صحیح مسلم مین بدیل وھب افک مرقوم ہے
کہ جب سعد بن عبادہ نے منافقین کی حمایت کی تو سعد بن معاذ نے
اونکا جواب دیا اور سخت نزاع واقع ہوئی امام نووی اسکی شرح مین فرماتے ہین
کہ کما قاضی عیاض نے یہان سخت اشکال ہے جسکو آجتک کسی نے
نہین لکھا کیونکہ سعد بن معاذ دو برس قبل اس واقعہ کے شہید ہو چکے تھے
پس سبب یہی ہے کہ قائل اشتباہ رواۃ ہون الخ پس جب بلا اشتراک نام
و بلا سبب اشتباہ صرف [illegible] واقعات تاریخی کے سبب سے ارتفع تعین

مین جو سوجب حصول یقین ہے یہ تاویل کیجاتی ہے اور اشتباہ در راہم
رواۃ کا قایل ہونا پڑتا ہے تو یہان اسقدر مخالفت و اضطراب و لزوم محالات
کا سامنا ہوگا اور اسباب اشتباہ اور قراین و شواہد بھی اوسکے موجود ہونگے
کیون نہ اشتباہ رواۃ کا اقرار کرینگے خصوصًا درصورتیکہ اصل روایات
موضوع و مکذوب ہون اور رواۃ اوسکے دجال و وضاع ہون اسمین نظیر
اسی قصہ افک مین سے صحیح بخاری مین کہ حدیث کیا مسروق نے ام رومان
ماد رعایشہ سے الخ اسپر حافظ ابو علی سعید خطیب بغدادی ابن عبد البر
قاضی عیاض ابراہیم بن یوسف ابو القاسم سہیلی ابو الفتح اندلسی علامہ مدنے
علامہ ذہبی ابو سعید صلاح الدین وغیرہ وغیرہ جو اکابر محدثین و اعاظم ائمہ دین
اہلسنت سے ہین بالاتفاق معترض ہین کہ ام رومان تو بعد آنحضرت ستہ
ہجریہ مین مری کہ خود حضرت اوسکے قبر مین اوترے اور دعا فرمائی اور کہا
جسکو حور العین کی صورت دیکھنا منظور ہو وہ ام رومان کو دیکھے پس ام
رومان سے اور مسروق سے ملاقات کیونکر ممکن ہے کیونکہ ام رومان
ستہ مین مری اور مسروق خلافت ابو بکر یا عمر مین آیا پس روایت کیونکر
کیونکر ممکن ہے اب اسکی تاویل یہ نکالی کہ راوی نے غایب صیغہ ام رومان
صیغہ مجہول کہا ہو جسکے معنی یہ ہوے کہ ام رومان سے کسنی سوال کیا تابعین نے
صحابہ کے سوال کیا جسکے معنی یہ ہوے کہ میرے خود پوچھا جو غلط ہے
آخر یہ بھی اشتباہ رواۃ کی تاویل نکالی گئی مگر علامہ ابن حجر عسقلانی نے
بحفاظ صحت صحیح بخاری کے لیے تعدد وفات ام رومان کو بعد آنحضرت

وفات ام رومان
واقعہ افک

غلط کیا جس سے دوسرے فضائل موضوع بھی ہوا ہو گئے چنانچہ
تفصیل اسکی عقبات الانوار میں مذکور ہے پس جب اسقدر اعاظم علما کے
نزدیک اشتباہ رواۃ کا ہونا خود صحیح بخاری کی روایت میں ممکن ہوا تو ان
روایات عقدین اشتباہ رواۃ پر کیونکر تعجب ہو سکتا ہے نوین نظیر
صحیح بخاری میں مسروق سے روایت ہے کہ کہا ابن مسعود نے کہ جب قریش نے
اسلام قبول کرنے میں دیری کی تو جناب رسالت مآب نے انپر بد دعا کی
جسکے بدولت وہ سب قحط شدید میں مبتلا ہوئے بحد کہ لوگ ہلاک ہونے
ہڈیاں مردار کھانے کی نوبت آئی تب ابو سفیان حضرت کے پاس آیا اور
کہا اے محمد تم حکم کرتے ہو کہ ہمکو صلہ رحم کرین حالانکہ تمہاری قوم
ہلاک ہوئی خدا سے دعا کرو پس حضرت نے آیہ فارتقب یوم تاتی السماء بدخان
مبین کی تلاوت کی بعد ازان پھر او نہوں نے کفر کیطرف رجوع کیا اسکے طرف
اشارہ ہے قول باری یوم نبطش البطشۃ الکبری کہ مراد اوس سے روز بدر ہے
اور اسباط نے منصور سے اس روایت پر یہ زیادہ کیا کہ حضرت نے دعا کی
خوب بارش ہوئی سات روز تک پانی برستا رہا جب لوگون نے کثرت بارش
کی شکایت کی تو حضرت نے فرمایا اللھم حوالینا ولا علینا تب ابر دور ہوئے
دفع ہوا اور اطراف کے لوگ سیراب ہوئی تمام ہوی روایت صحیح بخاری کی
علامہ محمود بن احمد حنفی عمدۃ القاریین بشرح اسکے فرماتے ہین لوگون نے
اس سباط والی روایت پر اعتراض کیا ہے کہا داودی نے قصہ مین
قصہ قریش داخل کر دیا گیا کہا عبد الملک نے کہ زیادتی اسباط وہم و اختلاط

عقبات الانوار جلد اول ص ۳۵۶ لدہیانہ

باب دعا النبی صلعم الی کفر قریش بسنین کسنی یوسف ص ۱۳۹

ریمارک نمبر ۱

کیونکہ سند عبداللہ بن مسعود ہین اور قول انس بن مالک ہین (یعنے بارش آنے
والا مضمون) ترکیب کر دیا ایک کی سند کو دوسرے کی متن روایت سے
ملا دیا و میاطی نے کہا کہ پہلی روایت عبداللہ بن مسعود ہے جو واقعہ
مکہ ہے اور ہمین یہ قصہ دوسری روایت کا نہین ہے تعجب ہے بخاری سے
کہ اس روایت مختلط کو نقل کیا حالانکہ بہت سی روایتین اسکے مخالف ہین
بعض نے تائید بخاری مین کہا ممکن ہے دو مرتبہ یہہ قصہ واقع ہوا ہو مگر یہ
احتمال محض لغو ہے کہا کرمانی نے اگر تو کہے کہ قصہ قریش من التماس ابو سفیان
مکہ مین ہوا تھا نہ مدینہ مین تو ہم کہینگے کہ اصل قصہ مکہ کا ہے اور جسکو ابساط نے
ملا دیا وہ مدینہ کا قصہ ہے (تمام ہوا کلام عینی) پس جب خود صحیح بخاری مین ایسا
اختلاط ہوا کہ مکہ کا قصہ مدینہ کے قصہ مین ملا کر راویون نے معجون مرکب بنا یا
جسکی بدولت بخاری صحیح ہوئی تو ان روایات عقد مین اگرچہ صحیحین مین ہے
نہ صحاح ستہ مین نہ کسی کتاب ملتزم الصحہ مین نہ کوئی روایت ہی صحیح ہو
ایسا اختلاط اور امتزاج ہوا کہ تین ام کلثوم کے مختلف حالات کو بوجہ اشتراک
نام چوتھی ہنام کیطرف منسوب کیا تو کیونکر تعجب ہو سکتا ہے پھر کیف اگر چہ
ایسے اشتباہ روایات اہلسنت مین ہزارون مقام پر ہین چنانچہ کتاب
مستطاب استقصار الافحام و عفات الانوار و تبرہ اثنا عشریہ مین مفصلا قوم ہے
بوجہ اختصار یہان نہین لکھ سکتے لیکن ہو اشتباہ و خطا کی نظیر دینا اور خود
نظیر دیوین قصہ حجۃ الوداع ہے جسمین پچاسون خطا اور وہم انکے
ہوئے ہین چنانچہ علامہ ابن القیم نے زاد المعاد مین تفصیل اسکی فرمائی

چھاپے بھیجا ابن عزم نے گمان کیا کہ حضرت نے قبل تشریف لیجانے کے فرمایا کہ
رمضان کا عمرہ برابر حج ہے حالانکہ یہ صریح غلطی ہے کیونکہ حضرت نے
بعد معاودت از حجۃ الوداع یہ فرمایا نہ قبل دوسرے یہ کہ بیان کرتے ہیں
حضرت نے شب سہ شنبہ ۲۴ ذیقعدہ کو روانہ ہوئے حالانکہ تشریف لیجانا حضرت کا
بروز شنبہ ہے تیسرے یہ کہ طبری نے بعض کا قول ذکر کیا
کہ حضرت بروز جمعہ بعد نماز روانہ ہوئے حالانکہ محض غلط ہے کیونکہ روانگی
حضرت کے روز شنبہ ہے چنانچہ طبری اور واقدی کا بھی یہی قول ہے
مگر سب سے بھی واقدی نے تین خطا کی ایک یہ کہ کہا حضرت نے ذی الحلیفہ
میں نماز دو رکعت پڑھی دوسرے یہ کہ کہا حضرت نے اوسی روز بعد نماز ظہر
احرام باندھا حالانکہ غلط ہے کیونکہ حضرت شب کو ذی الحلیفہ میں مقیم رہے
دوسرے روز احرام باندھا تیسرے یہ کہا کہ وقفہ روز شنبہ کو ہوا حالانکہ
غلط ہے چوتھے یہ کہ قاضی عیاض نے کہا کہ حضرت نے وہیں قبل غسل
خوشبو لگائی اور وقت غسل دھوڈالے حالانکہ محض وہم ہے پانچویں
ابو عمر نے کہا کہ احرام قبل ظہر باندھا حالانکہ غلط ہے کسی حدیث میں یہ
منقول نہیں ہے چھٹیں ابو عزم نے کہا ہے حضرت کے ساتھ انداد تطوع
یعنی استحباب تھا یہ بھی غلط ہے ساتویں یہ کہ بعض نے کہا کہ حضرت نے
وقت احرام تعیین نسک نہیں کیا حالانکہ غلط ہے اور جس نے کہا کہ عمرہ مفردہ
کے تعیین کے مع تمتع جیسا کہ قاضی ابو یعلی و صاحب مغنی وغیرہ کا قول ہے
اس نے بھی غلطی کی اور جس نے کہا کہ مجرد افراد کی تعیین کی کہ حضرت کے ساتھ

عمرہ نہ کیا اوسنے بھی وہم کیا اور جسنے کہا کہ تعیین عمرہ مفردہ کے کی تھی اور
اوسپر حج کو داخل کیا اوسنے بھی وہم کیا اور جسنے کہا کہ حج مفرد کے تعین سے تھے
اوسپر عمرہ کو داخل کیا بعد حج اوسنے بھی وہم کیا آٹھوین یہ کہ طبری نے کہا
اتفاقے راہ مین حجۃ الوداع کے ابو قتادہ نے جو محرم نہ تھا حمار وحشی کا
شکار کیا اور حضرت نے کہا یا حالانکہ یہہ قصہ عمرہ حدیبیہ کا ہے نہ حجۃ الوداع کا
نوین طبری نے بعض سے نقل کیا ہے کہ حضرت مکہ مین مدت شنبہ کو داخل
ہوے حالانکہ یہہ غلط ہے داخلہ حضرت کا مکہ شنبہ نہ دی الحجہ کو ہے دسوین
قاضی وغیرہ کا قول ہے کہ حضرت بعد طواف وسعی محل ہوے حالانکہ غلط ہے
گیارہوین بعض نے گمان کیا کہ حضرت وقت طواف رکن یمانی کا بوسہ لیتے تھے
حالانکہ غلط ہے کیونکہ حضرت نے تقبیل حجر اسود فرمائی تھے بارہوین قول
ابن خزم ہے کہ حضرت نے وقت سعی تین شوط مین رمل کیا اور چار شوط مین مشی کے
حالانکہ غلط ہے اور دعوے اتفاق اسپر غلط تر تیرہوین وہم کیا جسنے کہا کہ
طواف درمیان صفا ومروہ کے چودہ شوط اور ذہاب وسعی ایک مرتبہ تھا
چودہوین جسنے گمان کیا کہ حضرت نے بروز نحر قبل از وقت نماز صبح پڑھی اوسنے
بھی غلطی کی پندرہوین جو قائل ہوا کہ حضرت نے ظہر وعصر بعرفہ اور مغرب و
عشا اوس شب کو دو اذان دو اقامت سے پڑھے اوسنے بھی غلطی کی اور
جسنے گمان کیا کہ صرف دو اقامت سے نماز پڑھے اذان مطلقا نہ ہوے اوسنے
بھی غلطی کی اور جو قائل جمع ہوا بہ اقامت واحدہ اوسنے بھی غلطی کی
کیونکہ صحیح یہہ ہے کہ حضرت نے دونو کو باذان واحد پڑھا اور ہر نماز کے لیے

اقامت فرمائی مسولہوین وہم کیا اوسسے جو قائل ہوا کہ حضرت نے
بروز عرفہ دو خطبہ پڑہے اور درمیانمین بیٹہہ گئے اور موذن نے اذان کہی
بعد اذان دوسرا خطبہ شروع کیا اوسکے بعد اقامت صلاۃ ہوئی کہ کسے
حدیث مین یہہ مضمون نہین بلکہ جابر والی حدیث مین تصریح ہے کہ بعد اکمال
خطبہ بلال نے اذان واقامت کہی پس حضرت نے نماز ظہر پڑہی ہی بعد خطب
کے ستر ہوین ابو ثور نے کہا کہ جب حضرت منبر پر تشریف لیگئے موذن نے
اذان کہی بعد فراغ اذان حضرت نے کہڑے ہوکر خطبہ پڑہا حالانکہ یہ
قول وہم ظاہر ہے کیونکہ اذان بعد خطبہ ہے اور حبش ۲۹ نے یہ روایت کی
کہ ام سلمہ لیلۃ النحر کو آئین اور حضرت نے حکم دیا کہ بوقت نماز صبح مکہ مین آئین
اوسنے بھی خطا کی اٹہارہوین جسنے گمان کیا کہ حضرت نے بروز نحر طواف
زیارت کو رات ہونے تک موخر فرمایا اوسنے بھی خطا کی انیسوین ۳۱ وہ جسنے بھی
خطا کی جو قایل ہوا کہ حضرت نے دو مرتبہ کوچ کیا ایک دن کو دوسرے شب کو
بیسوین ۳۲ اوسنے بھی وہم کیا جس نے یہہ بیان کیا کہ بروز نحر طواف قدوم کیا بعد اوسکے
زیارت کا طواف کیا اور اوسنے بھی وہم کیا جسنے کہا کہ حضرت نے سعی ہی
فرمائی طواف کے ساتھ اکیسوین ۳۳ جو قایل ہوا کہ حضرت نے بروز نحر مکہ مین نماز ظہر
پڑہی اوسنے بھی وہم کیا اور جسنے گمان کیا ۳۴ کہ حضرت نے وادی محسر مین جلدی
نہ کی اوسنے بھی وہم کیا بائیسوین ۳۵ طاؤس وغیرہ کو وہم ہوا کہ قائل ہوئے
حضرت ہر شب کو منی سے خانہ کعبہ مین تشریف لاتے تہے تیئسوین ۳۶ اوسنے
بھی وہم کیا جو قایل ہوا کہ حضرت نے دو مرتبہ وداع فرمایا اور جسنے گمان کیا کہ حضرت نے

مکہ کو خروج و دخول مین بطور دائرہ قرار دیا اور سنے بھی وہم کیا اور جسنے یہ
گمان کیا کہ حضرت نے محصب سے طرف خلف عقبہ کے انتقال کیا اور سنے بھی وہم کیا
پس یہ کل اوہام ہین جسپر ہمنے اجمالاً و تفصیلاً تنبیہ کی (تمام ہوا خلاصہ کلام ابن القیم
زاد المعاد مین) پس جب صرف واقعہ حجۃ الوداع مین ان علماء اہلسنت کو اسقدر
اوہام لاحق ہوے جسکی تعداد قریب چالیس کے ہے تو اوسے بردیگر وقایع
کیونکر جو انکے اصول دین مین داخل ہی ہمیشہ عمل کی ضرورت دامی ہے روزمرہ
حج کرتے ہین اور حضرت کا یہ آخری حج تھا اسی غرض سے کہ تعلیم احکام
حج ہو جاے حتے کہ آیۃ اکملت لکم دینکم اسی حج مین بقول خلیفہ دوم
نازل ہوے بلکہ امارت حج بقول شاہ ولی اللہ لوازم خلافت خاصہ سے ہے
جس سے عیاذاً باللہ جناب امیر محروم رہے سوا اسکے کوی ضرورت
وضع و افتراے رواۃ بھی نہین پائی جاتی با اینہمہ جب اکابر علماے اہلسنت
کو ایسے اوہام و اغلاط پیش آے تو اس مسئلہ عقد مین انکے اوہام اور
اغلاط اور اشتباہ پر کیونکر تعجب ہو سکتا ہے جو نہ داخل اصول دین ہے
نہ ضرورت عمل صرف علم ہی علم ہے کہ بفرض وقوع حسب مرقوم اہلسنت
جہان بہت سی فضائل خلیفہ دوم ہین انکے یہان یقین سے یہ بھی ایک ہوگا
اور جنکا ان ضرورت تحقیقات بھی نہین ہے بلکہ ضرورت وضع و افتراء اصل و
بہت البتہ موجود ہے پس ایسی حالت مین خود موضوع ہونا ان روایات کا
قرین قیاس ہے چہ جاے اوہام و اشتباہ کی جو ذلک اوہام و اغلاط و اشتباہ
انکی ان روایات عقد مین کم ہین بہ نسبت اون اوہام و اغلاط کے جو احکام

حج میں مذکور ہوئے پس ان اوہام پر تعجب ہوتا اور ان اغلاط پر اسف و صدمہ
کہ اسرار حضرت خیر مے گیارہویں نظیر ابو الفضل محمد بن احمد بن عبد اللہ
بن عبد المجید بن اسماعیل معروف بحاکم شہید متوفی ۳۳۲ھ کتاب کافی میں شمس الائمہ
ابو بکر محمد بن احمد بن ابی سہیل سرخسی متوفی ۴۸۳ھ کتاب مبسوط میں فخر الدین
حسن بن منصور اوزجندی فرغانی معروف بہ قاضی خان متوفی ۵۹۲ھ اپنے فتاوی میں
کہ مشہور بہ فتاوی قاضی خان ہے برہان الدین علی بن ابو بکر مرغینانی متوفی
۵۹۳ھ کتاب ہدایہ میں ظہیر الدین ابو بکر محمد بن احمد قاضی محتسب بخاری متوفی
۶۱۹ھ اپنے فتاوے کہ مشہور بہ فتاوی ظہیر ہے فخر الدین ابو محمد عثمان
بن علی زیلعی متوفی ۷۴۳ھ تبیان الحقایق شرح کنز الدقائق میں اکمل الدین محمد
بن محمود بابرتی الحنفی متوفی ۷۸۶ھ عنایہ شرح ہدایہ میں ابو بکر بن علی معروف بحدادی
عبادی متوفی نے صدود ۸۰۰ھ سراج وہاج شرح مختصر قدوری میں
بدر الدین ابو محمد محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ھ مرقاۃ الحقایق شرح کنز الدقائق
عالمگیر بن علاء الحنفی فتاوے تاتارخانیہ میں وجیہ الدین عمر بن عبد الحسن
ازرنجانی حدائق الانوار شرح منار الانوار میں الیاس شرح وقایہ میں
ابو المکارم شرح وقایہ میں یوسف اعور رسالہ رد مذہب شیعہ میں محاضری
گجراتی خزانۃ الروایات میں اور علامہ سعد الدین تفتازانی نے شرح مقاصد میں
اور دیگر علماء سلف جنکی تحقیقات و فتاوی پر دین ایمان ملت کا
مدار ہے کہ اسامی کرامی ان کے ضربت حیدریہ جلد اول و رشید اللطائف مجلد دوم
میں منقول عبارت مذکورہ ہے اور ہمنے بھی اصل کتاب میں تصحیحات انکی

ضربت حیدریہ جلد اول از صفحہ
الی صفحہ ۱۳۱ سطر ۱۲
رشید اللطائف جلد دوم
الی صفحہ ۱۲۳ سطر
مقاصد جلد اول صفحہ

لکھی ہے اور ان سبھوں کا بالاتفاق بیان ہے کہ امام مالک کے نزدیک
متعہ جائز ہے حتےٰ کہ شمس الائمہ سرخسی مبسوط نے دلائل جواز متعہ میں امام
مالک سے نقل کئے کہ کن دلیلوں سے وہ جائز بتاتے ہیں جب یہ اقوال
ان علماء محول کے اہلسنت کے سامنے پیش کئے گئے تو اون سب کا جواب
بھی دیا چنانچہ قول فاضل رشید ہی از صاحب ہدایہ در نقل مذہب مالک خطا واقع
شدہ و بعض علما را کہ صاحب رسالہ نامبردہ در مولفات خود متابعت صاحب ہدایہ
نمودہ اند پس ہرگاہ اس مسئلہ میں کہ قدیم الایام سے اسکے حلت و حرمت میں
درمیان شیعہ و سنی گفتگو چلی آتی ہے اور الزام عظیم خلیفہ دوم پر وارد کیا ہے
جیسا کہ ناظرین کتب کلامیہ پر مخفی نہیں ہے بقول فاضل رشید صاحب ہدایہ نے
ایسی غلطی صریح کی کہ اوس متعہ کے جواز و حلال ہونے کے نزد امام مالک
قائل ہوے جسکو کس شدت سے خلیفہ دوم نے حرام کیا تھا اور بقول فاضل مذکور
دیگر علما نے بھی خطاے فاحش میں صاحب ہدایہ کی متابعت کی اور آنکھ
بند کر کے نقل کرتے چلے گئے جسمیں نہ کوئی وجہ اس خطا کی معلوم ہوتی ہے
نہ کوئی سبب اشتباہ بلکہ طرہ اسمیں یہ ہے کہ برخلاف حکم حضرت عمر جو جناب امیر
اور عبداللہ بن عباس اور عمران بن حصین اور جابر بن عبداللہ انصاری
وغیرہ قائل بجواز متعہ تھے جس سے معلوم ہوا کہ ہرگز جناب رسالت مآب نے
متعہ کو حرام نہیں کیا تھا اور نہ لوگ کیونکر قائل بجواز ہوتے اور تحریم عمر کی کو
احداث و بدعات میں شمار کرتے اسکے جواب میں فاضل رشید فرماتے ہیں
کہ حکم الانسان علی ما فی لسان الزمان یعنی انسان کا حکم اسی پر ہوگیا ہو جو کہ زمانہ

بلکہ امام فخرالدین رازی نے جو دربارہ جواز متعہ عمران بن حصین صحابی سے نقل کیا اوسکے بارمین رشادت پناہ فرماتے ہین کہ امام رازی سے خطا ہوئی اور اس عار کے دفعیہ کے لئے علمائے کرام کے تخطیہ باخود ہاکو نقل کرتے ہین حالانکہ علامہ نیشاپوری اور امام ثعلبی وغیرہ بھی وس بیت کے ناقل ہین جسمین امام رازی خطاوار بنائے جاتے ہین پس جب ایک ایک مسئلہ مین اتنے صحابہ وخلفا وائمہ وعلما خطا کرین سہو فرماین تو اس مسئلہ عقد حضرت ام کلثوم مین اگر ایسی خطائے فاحش ان علما سے سرزد ہوئی ہو جنہون نے یہہ روایت ذکر کی اور یکے بعد دیگرے اوسکو نقل کرتے گئے کہ تعداد اس جماعت خاطئین کی کم ہے پچھلے جماعتون سے تو کیونکر جائے تعجب ہوسکتا ہے حالانکہ دونو صورتون مین فرق بین نمایان ہے کہ یہان بقطع نظر از ضروریات جہل وافترا اشتباہ روات بہت اچھی طرح ثابت ہے اور اسباب اشتباہ بھی موجود بخلاف مسئلہ متعہ کے کہ کوئی خاص وجہ اشتباہ وصدور خطا بتابعت یکے بعد دیگرے نہین معلوم ہوتی پس باوجود ان قرائن ودلایل قویہ کے اب کسکو اسمین شبہ رہیگا کہ روات اس مسئلہ مین بوجہ افترا تمام مشتبہ ہوئے اور باشتباہ تین ہمنامون کے دو مختلف واقعہ جو تھے ہمنام کیطرف منسوب کر دئے اور دیگر علما نے متابعت اونکی کے اور بلا تحقیق و تفحص اس واقعہ کو اسی حیثیت سے لکھدیا زینجاست کہ جناب شیخ مفید علیہ الرحمہ مقام وراد فی الخلد اکرامہ اس مسئلہ کے بارمین فرماتے ہین کہ جو روایت ربانہ عقد حضرت ام کلثوم نقل کرتے ہین کسیطرح ثابت نہین کیونکہ راوی اوسکا زبیر

بن بکار ہے اور وہ نقل مین موثوق بہ نہین تھا اور متہم تھا اوس باب مین جسکو وہ
ذکر کرتا ہے بسبب دشمنی امیر المومنین علیہ السلام کے اور وہ غیر مامون ہے یہانتک
کہ فرماتے ہین اہل اسمین کہتے ہے کہ ابی محمد حسن بن یحیے صاحب علم النسب نے
اپنی کتاب مین اس روایت کو نقل کیا چونکہ وہ شخص سادات علوی مین سے تھا
لوگون نے یہ گمان کیا کہ یہ امر حق اور واقعی ہے ورنہ یہ علوی کیون نقل کرتا حالانکہ
اونہون نے اسپر نہین غور کیا کہ اس علوی نے زبیر بن بکار سے روایت کی ہے اسی
کلام الشریف بقدر الحاجت پس اس سے صاف معلوم ہوا کہ اول موجد اس افترا کا
زبیر بن بکار ناصبی ہے کہ اوس سے ابی محمد حسن بن یحیے نے نقل کیا بعد اسکے
لوگ اسیوجہ سے مشتبہ ہوے اور یہ اشتباہ بڑہا اور بقول مولوی حیدر علی جسطرح
ابو حنیفہ مین بہت سی مسائل خلاف واقع ابو حنیفہ کو فی کیطرف بوجہ اشتراک
نام منسوب ہوے جسکی تحقیق بعضونکو اوسوقت ہوی بعضون کو نہوے اور
متاخرین نے طوق تقلید گلے مین ڈالکر بلا تحقیق تفحص اون معائب کو نقل کیا
اوسیطرح اس مسئلہ مین بھی متاخرین نے بتقلید واضعین متقدمین یا متشبہین
سابقین بلا تحقیق و تفحص اونمین روایات کو نقل کیا اور بے تحقیق نہوے اور متعدد
امم کلتوم کے مختلف حالات مین جو مجموعہ بنا کر ایک کی طرف منسوب ہوے
تمیز نہ کر سکے یا بالقصد باز آے والا حق واضح ہوتا من جاھد فینا لنھدینھم سبلنا
یا خیمہ میری تقریر واقعی اور تقریر مصنوعی مختصرات مین جو فرق ہے مخفی نہین اور
یہ امر یعنی اہلسنت کا اس مسئلہ مین تحقیق نہ کرنا ان نظایر کے بعد تو کسیطرح
قبیح نہین سمجھا جائیگا مختصرات نے ایسے امور کے لئے اصول بھی بنا لئے

کہ جب روایت احکام حلال و حرام ہو تو اوسمین تشدد کرو اور جب بیان فضائل وغیرہ
مین ہو تو اوسمین مسامحہ کرو اور تحقیقات مین تشدد نہ کرو جیسا کہ سعی مشکور مولوی
عبدالحی مین ہے پس جب عموماً احادیث فضائل کے لیے یہہ قانون مقرر ہوا
تو واسے برحال فضائل عالیہ موضوعہ خلیفہ دوم جنکے لیئے ہزارون موضوعات
کی یونہین ضرورت ہوتی ہے مگر افسوس یہہ ہے کہ عمل درآمد اس قانون کا
صرف دربارہ خلفاء و صحابہ و امیہ مقبولین اہلسنت ہی ہوتا ہے جناب امیرؑ اور
اہلبیت طاہرین کے لیے تو برخلاف اسکے آیات محکمہ و روایات صحیحہ و یقینیات کی
بھی تکذیب کرتے ہین جیسا کہ ناظرین تحفہ و ازالۃ العین پر مخفی نہین لیکن شیعون کے
شکایت اہلسنت سے اس بارہین بیکار ہے کیونکہ جب انبیاء کرام کے ساتھ یہی
انکے بھی برتاو ہین کہ بجاے اظہار فضائل و مناقب و انکے حقائق حالات
کو مکرتے ہین اور در پے تحقیق نہین ہوتے مسامحہ کرتے ہین تو اہلبیت کس
کے بارہین کیا امید کیجاے دیکھیے علامہ ابن حجر مکی نے کتاب منہج مین جہان
اسکی تحقیقات کی ہے کہ اجداد و آباء کرام سرانام دین اسلام پر تھے جو عقیدہ
صحیح اعتقادات مخصوصہ شیعہ سے ہے جمہور علماء اہلسنت اکثر طاعن رہے
اور ہین علامہ مذکور بعد تحقیقات بسیار تحقیق پدر حضرت ابراہیم مین فرماتے ہین
کہ آزر چچا تھے بلکہ کہتے تھے چونکہ اہل عرب چچا کو باپ کہتے تھے اسوجہ سے
قرآن مین آزر کو باپ کا اطلاق ہوا بقاعدہ جمع بین الاحادیث اسکا قابل
ہونا ضروری ہے اور بعض لوگ مثل بیضاوی وغیرہ کے جو قائل ہوے
کہ حقیقۃً آزر باپ تھے چچا کیسا اونہون نے بھی ظاہر آیہ اور دلیل اور تحقیقات

صہ ۲۲
مدارج النبوۃ ج ۲

پوری نہ کی اسمین مسامحلہ اور سستی کی انتہے اور شیخ عبدالحق صاحب مدارج النبوۃ
مین فرماتے ہین متاخرین نے اثبات کردہ اند کہ اباو اجداد آنحضرت پاک و مصفا
بودند از دنس شرک و کفر جس سے معلوم ہوا کہ متقدمین اہلسنت کو اسکی تحقیق
نہوئی یا دیدہ و دانستہ امر خلاف کے قایل ہوے ہان کی اس فسوس صرف
خلفا کے معائب پوشی نے ان لوگون کو کن کن امرونمین مبتلا کیا کہ ابا و انبیا
کرام کے کفر کے قایل ہوئے بلکہ بیواخواہی حضرت فاروق بغرض مساوات
نسب رسول مین بھی قدح کی حتے کہ تصریح محمد بن فضل اللہ المحبی خلاصۃ الاثر
فی اعیان القرن الحادی عشر مین ملا علی قاری نے ایک رسالہ مشتمل بر
اسارت ابو والدین آنحضرت مصنف کیا اگر یہ تصنیف نہوتی تو اوسکے
تالیفات و تصنیفات کے فوائد سے دنیا مملو ہوتی لیکن چونکہ یہ واقعہ نہایت
شرمناک واقعہ ہے جس سے مخالفین اسلام کو خندہ زنی کا موقع ملتا ہے
لہذا ہم یہان نہین لکھ سکتے اصل کتاب پر مع رد محول ہے بہرکیف جبلت بشری
امور عظیمہ مین ان لوگون نے کیا کیا بلکہ درحقیقت انکار کیا اور انتساب انبیا
ان اغراض باطلہ سے مقدوح و مخدوش کیا تو اگر انہین اغراض سے اس مسئلہ
مین مسامحلہ کیا اور طالب تحقیق نہوے یا دیدہ و دانستہ اعلاے مراتب حضرت
فاروق کے لیے اقدام زبان کین ہون کما ہو فی الواقع تو کوئی محل استعجاب
و استنجاب نہین کیونکہ اسکے لیے خاص قانون سے بنایا گیا ہے کہ فضائل
مین مسامحہ کرنا جو اسد رجا ہی ہو اسکے باعث سے موضوعات و ضعاف غیر فضائل
خلفا مین بالاولی الین تسلیم جاہین ہم ابھی تک اسی اشتباہ و رواج پر جسکو ہمنے سابقا

مع نظایر و دلایل و وجوہ شتبہ بیان کیا ہے ثابت قدمین معصومین کتنے
کرتے ہین کہ رواۃ کو بوجہ اشتراک نام اس مسئلہ مین اشتباہ ہوا اور اس نسبت
مین اونسے خطا ہوئی دیگر علماء رواۃ بھی بہ تبعیت اونکے مبتلا سے خطا و
وہم و اشتباہ ہوتے گئے دربے تحقیق نہوے ورنہ جیسا بعد مدت مدیدہ
اسلام ایا و اجداد انبیاء کرام علیہم السلام کا انکو پتہ ملا اور ہمارے نسب کے نام
کا سراغ لگا یہہ بھی ضرور معلوم ہوتا کہ یہ نسبتین بھی محض غلط اور سراسر تہمت اہل
بیت ہین خلیفہ نے خواستگاری کی نہ عقد ہوا نہ دوسرا کوئی امر بلکہ اصلیت
اسیقدر ہے کہ خلیفہ دوم نے ام کلثوم دختر ابوبکر سے خطبہ عقد کیا اونسے
انکار کیا حسب ستدعاے بی بی عائشہ عمرو عاص نے مکر و حیلہ سے کام لیا کہ
یہہ فتنہ فرو ہوا اور زوجیت ام کلثوم بنت جرول خزاعی جو ایام جاہلیت سے خلیفہ دوم
کے زوجہ تھی اور اونکے بطن سے عبد اللہ بن عمر زید بن عمر وغیرہ پیدا ہوے تھے
کہ ان ماں بیٹے نے بعد معاویہ ساتھ وفات کی اور نیز زوجیت ام کلثوم
بنت عقبہ جس سے بمقام حدیبیہ خلیفہ نے بعد سلام عقد کیا تھا سبب اشتباہ
رواۃ ہوا جسکے سبب انکار و اصرار و وقوع عقد و تولد زید و وفات بعد معاویہ
وغیرہ سب امور حضرت ام کلثوم بنت جناب امیر کیطرف منسوب ہوگئے اور
ناقلین آثار و حاملین اخبار نے بالخصوص ان دن علما نے جنکو اثبات مؤانست
اہلبیت سے سب سے زیادہ فکر رہی تھی مثل ابن سمان مصنف کتاب الموافقۃ
وغیرہ کی دنیین غلط اور مستبعد جسکو باغراض فاسدہ اپنی جا بجا مشتہر کیا لوگ
حضرات اہلبیت کچھ ہی خدا و رسول کا خیال کرکے اسی آنحضرت صلعم کو جسے

قبول کرلیں تو سبحان اللہ بغیر الوفاق کیونکہ ہمارا اونکی حقیت و بطلان کا کچھ اسی
قصہ پر نہیں ہے تو خلیفہ دوم کے ایمان و فضیلت کا ثبوت اس عقیدہ پر منحصر پھر کیون
ناحق ایذا دہی خدا و رسول کیلئے اور اگر مصالحہ و مسامحہ سے فرار کرین اور
خلاف حکم خدا و رسول حدیث بدای تصریح اپنی امامین روایات موضوعہ
واہیہ پر اڑے رہین تو بیشک ہم بھی اونکی خدمت گذاری سے باز نہ رہینگے
اومنین کے قواعد اصول کے مطابق غلط بلکہ موضوعیت انکی روایات کی
ثابت کردکھائین گے بحول اللہ و قوتہ تعالے **مقالہ ثانیہ** یہ امر تو
یقینی ہے کہ جب کسیکو خدا و رسول کا خوف نہین ہوتا تو نہ اوسکو کچھ دین و ایمانکا
پاس ہوتا ہے نہ کذب و افترا سے پرہیز خصوصاً در صورتیکہ اس جھوٹ سے
کوئی غرض بھی نکالنا ہو خواہ وہ غرض کسیکی عداوت سے متعلق ہو یا کسیکے
بیجا محبت سے دیکھئے حضرت مریم علیہا السلام پر اعدائے دین نے
کیا کیا تہمتین لگائین جسکی رد پروردگار عالم کو اپنے کلام مجید مین کرنی پڑی چند
سورہ مین اونکی پاکدامنی و عصمت و عفت پر شہادتین فرمائین حالانکہ وہان تہمت
لگانیوالون کو صرف عداوت اسکا باعث ہوئی کیونکہ اس تہمت سے عیاذاً باللہ نہ
ابطال یک آیہ الٰہی یعنے ثبوت معاذ اللہ حضرت عیسی روح اللہ علے نبینا
علیہ الصلوٰۃ کے دوسرا کوئی فائدہ نہ تھا بخلاف اس مسئلہ عقد مین تمانے
حضرت ام کلثوم علیہا السلام کے کہ عداوت اور محبت کی دونون غرضین
ساتھ شامل ہین عداوت تو جناب امیر و اہلبیت طاہرین کی کسطرح ہوئی
انکی توہین ہو اور محبت خلیفہ ثانی کی جسکے اثبات فضائل و مناقب کے لیے

فضائل و مناقب ثابت
نہین ہوتے

کیا کیا بہتان نہ جوڑے گئے تھے کہ عیب پوشی نسب کے لیئے
نسب معطر سرور عالم میں شیخ کی گئی بلکہ بالخصوص نسب خلیفہ دوم کے
معاملہ میں اوسکو پیش بھی کیا اور خوف دلا دلا کر لحق سے آنکھ
اوسکے عمامہ پر تھی کہ خود ہی اوسکو باطل بھی کیا اور نو
قابیل کو کافر بنایا پس ان لوگون سے ایسا اتہام لگانا کیونکر
تعجب پذیر ہو سکتا ہے خصوصاً در صورتیکہ یہی بغض و نفاق اصل
اصول مذہب و سلطنت پر بنا ہوا ہو اور اہالیان سلطنت کی یہی دلی خواہش
کیا خوب تقریر کی ہے ابو جعفر اسکافی نے بجواب جاحظ عثمانی
کہ اگر خیال غلبہ جہل و حب تقلید نہ ہوتا تو اس عثمانی کے جواب
دینے کی ضرورت نہ تھی کیونکہ سب جانتے ہیں دولت و سلطنت
اوسنین کے موافق ہوئی ہے جو ارباب سلطنت کے ہاتھ
ہوں اور سب آگاہ ہیں کہ قدر و منزلت اوسنین علما و شیوخ کے
ہوتے تھے جو فضائل ابوبکر و عمر کی کتابی اسیکے اس بات میں
کس قدر تاکید و منتے ہے کہ بدون اسکے کسیطرح دنیا سے
تمتع ممکن نہ تھا پس ان محدثین نے بھی کوئی دقیقہ ایسی روایات کے
بنانے میں اوٹھا نہ رکھا اور چونکہ یہ امر بدون اخفائے مناقب
علی و اہلبیت ممکن نہ تھا بہر طرح در پے ہوئے کہ ذکر علی
و اولاد علی کو محو کریں اور اونکے فضائل و مناقب و سوانح کو
مٹا دیں چنانچہ [illegible]

کرین اور منبرون پر لعن کرین اور اونکے یعنے اولاد علی کی یہ حالت تھی کہ اونکے
دشمنون کی قطار روز بروز بڑہتے جاتی ہے اور تلوارین اونکے خون سے
رنگی جاتی ہین تعداد کم ہوتی جاتی ہے کوئی کہین قتل ہوتا ہے کوئی اسیر ہوتا ہے
کوئی کہین پوشیدہ ہو رہا ہے غرض عجب عالم خوف وبیم وترس ہے یہانتک
کہ فقیہ محدث قاضی متکلم سبکے سب لوگون کو عقوبت سلطانی سے ڈراتے ہین
کہ اونکے فضائل نہ بیان کرو اونکے گرونہ پہنچکو نوبت بدینجا رسید کہ محدثین مارے
خوف کے جناب امیرؑ کا نام نہین لے سکتے اگر کسی حدیث مین حضرت کا ذکر ہے
تو یون تعبیر کرتے ہین کہ کہا ایکمرد نے قریش سے یا ایسا کہا ایکمرد قریش نے
مگر نام نہین لے سکتے انکی تو یہ حالت ہے اما اہل مذہب جتنے ہین وہ سب اسی پر
تلے بیٹھے ہین کہ فضایل ومناقب کو انکی باطل کرین تاویلات بعید اور حیلہ
ومکر سے کام لین خارجی ہون یا ناصبی عثمانی ہو یا معتزلی یا جو فرقے
ان فرقون سے پیدا ہوے سبکی یہی خواہش ہے کہ کسیطرح انکی فضائل
ومناقب کو مخفی کرین حتے کہ زمانہ معاویہ ویزید سے مابعد والی سلاطین
بنی امیہ تک کا سنی سال تک اونکی سلطنت رہی کوئی دقیقہ سب وشتم ولعن و
طعن مین انحضرات کے اوٹھا نہ رکھا اسپر بھی نور خدا ہمیشہ غالب ہوتا کیا فضائل
ومناقب اونکے مشہور ہوتے گئے انتہے پہر دوسرے مقام پر کہتے ہین
تم خوب جانتے ہو کہ سلاطین وملوک کوئی دین یا کوئی بدعت قایم کرتے ہین
تو اپنی رعایا کو اوسکی تعمیل پر ایسا مجبور کرتے ہین کہ اس دین وبدعت
کے سوا دوسرے سے واقف تک ہونے نہین دیتے جیسا کہ حجاج بن

یوسف نے کہ عامل عبدالملک بن مروان تھا علاوہ اون ظلم وستم کے جو اولاد علی پر کئی لوگون کو مجبور کیا کہ قرآن کو بقرارت عثمان پڑہین اور قرارت ابن مسعود وغیرہ بن کعب کو ترک کرین کل بیس برس اوسکی سلطنت رہی بلکہ اوسکی زندگی ہی تک تمامی ملک عراق قرارت عثمان پر متفق ہوگیا اب تک جو اولادین ہوئین تو سوائے اس قرارت عثمانی کے دوسری قرائتون سے بالکل ناواقف تھے خواہ اسوجہ سے کہ اون کے مان باپ نابغ ہوے یا اوسوجہ سے کہ معلمون نے اوسکی تعلیم ہی موقوف کی تھی اینکہ اگر کوئی شخص عبداللہ بن مسعود یا ابی بن کعب کے قرارت پر پڑہتا تو اوسکو وہ لوگ قرآن نہ جانتے تھے بلکہ پڑہنے والے کی تالیفات و موضوعات سے قرار دیتے تھے پس یہ حال تو ان سلاطین ورعایا کا اس قرارت کے بارے مین تھا جسکے خلاف کے رواج سے نہ خوف زوال ملک تھا نہ کسی فساد کا ڈر بخلاف اظہار فضائل علی ؓ کے اور اونکی اولاد کی بزرگیون کے ظاہر ہونے مین تو ہر طرح کا خوف تھا اسلیے اسمین اور بھی مگر خدا نے ان لوگون کے عظمت وجلالت کو روز بروز ظاہر کیا اتنے مختصر پس ایسی حالتون مین جو کچھ نہ ان دنیا پرستون کے اتہامات کو فروغ ہو تھوڑا ہے اور جو کچھ نہ اونکے موضوعات کو ترقی ہو کم ہے کیونکہ استحکام سلطنت و حصول مکنت وجاہ کا اسی پر دار و مدار تھا جلب منافع بغیر اسکے محال تھا چہ جائیکہ بغیر ان ضرورتون کے بھی موضوعات بنائی جائین اور اونسے ادنے لامرون کے لئے اسکا ارتکاب ہو چنانچہ علامہ ابن اثیر جامع الاصول مین بذیل طبقات مجروحین فرماتے ہین کہ بدترین طبقات مجرح سے افترا کرنا ہے رسول مقبول پر جسکے بارے مین

حضرت نے فرمایا ہے جو جان بوجھکر مجھپر افترا لگائے اوسکی جگہ جہنم مین ہے
مگر اس بلا مین بہت بڑی جماعت مبتلا ہوے جنکی مقاصد و مطالب جدا گانہ
تہے بعض تو نفسے زنادقہ تہے مثل میسرہ بن سعد کوفی و محمد بن سعید شامی کی جنہونے
اس غرض سے احادیث وضع کیے کہ لوگون کے دلونمین شک پیدا کرین
بعضون نے اپنے خواہشون کے مطابق حدیثین بنائین جس سے بعض کے
توبہ بھی کی و اپنی وضع کا اقرار کیا چنانچہ ایک شیخ نے شیوخ خوارج سے
بعد توبہ کہا کہ یہ حدیثین دین ہین دیکھو تم اپنے دین کو کس سے لیتے ہو ہم لوگ
جب کوئی بات چاہتے تھے تو اوسکو حدیث بناتے تہے ابو العتاہیہ کہتا ہے
کہ سمجھے اور جاحظ نے حدیث قدر کہانی اور شیوخ بغداد کے سامنے پیش کی
سننے قبول کی مگر ابن شبیہ علوی سے کہ وہ پہچان گیا اور کہا اول حدیث تو تم سے
نہین ملتی سلیمان بن حرب کہتا ہے کہ ایک شیخ کی خدمت مین گیا دیکھا کہ وہ رو تا ہے
سمجھے وجہ پوچھی تو اوسنے کہا کہ چار سو حدیثین بنا کر مینے داخل کر دین اب کیا کرون
بعضون نے بغرض خوشنودی خدا حدیثین بنائین تاکہ لوگونکو فضایل اعمال
کیطرف رغبت دلائین مثلاً ابی عصمہ نوح بن مریم مروزی محمد بن عکاشہ کرمانی
و احمد بن عبد اللہ جوئباری وغیرہ کے چنانچہ کسینے ابی عصمہ سے پوچھا کہ تم اسقدر
حدیثین ہر ہر سورہ کی فضیلت مین ابن عباس سے بذریعہ عکرمہ روایت
کرتے ہو حالانکہ دوسرے شاگردان عکرمہ اوس سے واقف نہین تو ابی عصمہ
نے کہا چونکہ مینے دیکھا کہ لوگ فقہ ابو حنیفہ و مغازی ابن اسحق مین مشغول ہین
قرآن سے بالکل روگردان ہین اسلئے مینے قربۃً الی اللہ یہ احادیث

وضع کی بعضون نے غوشامدین بادشاہون کے حدیثین بنائین چنانچہ
غیاث بن ابراہیم محدث مہدی خلیفہ کے یہان گیا چونکہ اوسی کو رنیوالے کبوترونکا
بڑا شوق تھا کہ دور دور مقامات سے منگاتا تھا اسلئے غیاث نے ایک
حدیث نقل کی کہ فرمایا حضرت نے لا سبق الا فی نصل او خف او حافر او نصل
جناح مین جیسپر مہدی خلیفہ نے دس ہزار درہم دلوائے جب غیاث وہانسے
چلنے لگا تو مہدی خلیفہ نے کہا مین گواہی دیتا ہون کہ تیری قفا جھوٹھون
کی ایسی ہے بعد اوسکے کل کبوترون کو ذبح کرڈالا کسینے کہا کبوترون کا
کیا قصور ہے اوسپر خلیفہ نے کہا انہین کی بدولت تو رسول پر تہمت دھر گئی
کسینے مامون بن احمد مروزی سے کہا شافعی کی عظمت و جلالت سنکتے ہو
کہ خراسان والے انکے کیسے مطیع و منقاد ہین مامون نے یہ حدیث بنائے
کہ فرمایا حضرت نے ہماری امت مین ایک مرد ہوگا جسکو محمد ابن ادریس
کہینگے اوسکی مضرت ہماری امت کے لیئے ابلیس سے بھی زیادہ ہوگے
اور ایک شخص ہماری امت سے ابو حنیفہ نامی ہوگا جو چراغ ہے ہماری امت کا
بعض انمین سے وہ لوگ ہین جو دروازون پر سوال کرتے پھرتے ہین اور دربارون مین
کھڑے ہوکر حضرت کیطرف موضوعات کی نسبت کرتے ہین چونکہ سندین
صحیح یاد کرلی ہین انمین اسناد صحیحہ کے ساتھ اپنے موضوعات کو بیان کرتے ہین
اسلئے اخر عبارت جامع الاصول واضح ہو کہ یہ خلیفہ مہدی عباسی وہ ہے
جسکے لیئے اسقدر موضوعات بنائے گئے کہ مہدی موعود اہلسنت کا ہے
پایا اور اسیکے بدولت یہ حدیث بنائی گئی کہ مہدی کا نام میرا نام ہوگا اور اوسکے

باپ کا بھی وہی نام ہوگا جو میرے باپ کا نام ہے چنانچہ تاریخ الخلفا میں ہے
واخرج ابن عدی من حدیث عثمان مرفوعا المهدی من ولد العباس عم نفرد به محمد
بن الولید مولی بنی هاشم وکان یضع الحدیث وروی الذهبی هو من حدیث ابن مسعود مرفوعا
المهدی یواطی اسمه اسمی واسم ابیه اسم ابی اخرجه ابوداود والترمذی وصححه یعنے ابن عدی نے
روایت کی ہے کہ حضرت نے فرمایا مہدی اولاد سے چچا میرے عباس کے ہونگی راوی اسکا محمد
بن ولید ہے جو حدیث وضع کیا کرتا تھا اور یہین پر ذہبی نے اس حدیث کو بھی
وارد کیا ہے کہ مہدی میرے ہمنام ہونگے اور اونکے باپ میرے باپ کے
ہمنام ہونگے اور ابوداود اور ترمذی نے بطور صحیح اسکی روایت کی اب اسی سے
انکے موضوعات کا حال سمجھ لینا چاہیے کہ حالانکہ بالیقین ثابت ہے کہ حضرت
مہدی موعود عجل اللہ ظہورہ اولاد جناب سیدہ سے نسل جناب امام حسین علیہ السلام
ہین مگر ان خوشامد خورون نے مہدی عباسی کو مصداق اس حدیث کا بنا دیا
اور اسم ابیہ اسم ابے اوسپر اضافہ کیا جسکی وجہ سے کیا کچھ اختلاف پیدا ہوا
چنانچہ تفصیل اسکی مجلد ہشتم ذوالفقار حیدری مین بشرح وبسط تمام مرقوم ہے
بہرکیف جب واضعین کی یہ کثرت اور اونکے مقاصد کی یہ حالت ہو سلطنت
کا وہ تقاضا مذہب کے وہ اغراض تو ایسی صورت مین مدح خلفاے ثلثہ اور
توہین حضرات اہلبیت طاہرین مین موضوعات کا بننا اور مشہور ہونا کوئی
بڑی بات نہین ہے خصوصًا درصورتیکہ بڑے بڑے علماے اہلسنت
جنکو خاص خلیفہ دوم والاخطاب امیرالمومنین فی الحدیث کا لقب ملا ہو
اس مرض مہلک مین مبتلا ہون چنانچہ ایک واقدی ہے جسکے روایت

نوکرنے سے حدیث غدیر ایسی حدیث متواتر تغیر صحیح ہو جائے بلکہ امیر المومنین
فی الحدیث ملقب تھا اور سنے بیس ہزار حدیث متن ہو موضوع بنا لیں میزان الاعتدال
لکھی ہے کہا اور آمدی سے فواقدی امیر المومنین فی الحدیث ہو اور سنے
ایسی حدیث غدیر کی بیان سے کہ کہا سکتے امیر المومنین سے کہ واقدی سے بیس ہزار
حدیث بنا لیں اور رسول خدا کی طرف انکی نسبت کی اور شافعی سے کہا کہ کتابیں
واقدی سے کتب ہیں اور منتہی المقصود سے فی المجلد الاول من استقصا
الافحام کیوں صاحب جب ایک عالم ایسا ہے بلکہ امیر المومنین فی الحدیث بیس ہزار
حدیثیں بنا لے اور حاضر رسول پر تہمت لگائے اور وہ سب شائع و مشہور ہوں تو انکی
اتباع و پیروی کیا چیز بنا لی ہونگی اور جب رسول پر اسقدر تہمتیں ہوئیں تو دیگر صحابہ
خلفا اور خاص جناب امیر علیہ کیا کیا تہمتیں لگائی ہونگی یہی وجہ ہے کہ امام
ابو حنیفہ و شافعی و امام غزالی وغیرہ بھی اس فیض سے محروم نہ رہے پس
بنظر کثرت واضعین و تواتر موضوعات و تکاثر اغراض ان روایات عقد کے
سو موضوع ہونیکا اگر یقین نہیں ہوتا تو ظن غالب قریب بیقین تو ضرور حاصل
ہوتا ہے خصوصاً بنظر اون احادیث کے جنمیں حضرت کے پیشین گوئے
فرمائی کہ جو امور بنی اسرائیل میں گذرے ہیں اس امت میں بھی ضرور ہونگے
کیونکہ ان اتہامات کی نظیر جو حضرت مریم علیہا السلام پر بنی اسرائیل نے لگائے
اگر ملتے ہی تو یہی نظیر کہ عیاذاً باللہ مریم ثانی حضرت ام کلثوم بضعہ رسول
پر ایسی تہمت لگائی اور خلاف عقل و دیانت ایسی نسبت کی چنانچہ تصدیق
میرے اس دعوے عدم صحت ان حکایات کے اور موضوعیت ان

فصل دوم

روایات عقد کی ان ادلہ سے بخوبی ہوتی ہے دلیل اول یہ ہے

کہ جتنی روایتین دربارہ اس عقد موضوع کے حضرات اہلسنت پیش

کرتے ہین کوئی روایت اسکی نہ صحیح بخاریتین ہے نہ صحیح مسلم مین نہ کوئی صحاح

ستہ مین چنانچہ طالعہ انکا بتا رہا ہے بیشک وہ عقد مفقود ازالۃ الخافین ہے

گواہ ہے اور صحیحین مین مذکور ہونا دلیل عدم متعین بہ صحت روایت ہے کیونکہ

صحت روایت قاضی محمد بن ابراہیم کتاب منہل الروی فی علم اصول حدیث النبی مین فرماتے ہین

ویعرف الزاید علیہما بالنص علی صحتہ من ائمۃ محتمل فی السنن المعتمدۃ کما

بمجرد وجودہ فیہما کلا اذا اشترط فیہما موافقہا الصحیحین ککتاب ابن خزیمہ وابی بکر

البرقانی ونحوہما یعنے جو حدیث کہ صحیحین سے خارج ہو اوسکی صحت قابل قبول

نہین جبتک کوئی امام معتمد سنن معتمدہ مین اوسکی صحت پر نص نکرے فقط کسی

کتاب معتمدین پائی جانے سے وہ صحیح نہین ہو سکتے ہان اگر کتاب مصنف نے

شرط کرلی ہو کہ بجز روایت صحیح کے کسی حدیث کا اخراج نہ کرینگے تو البتہ حکم

صحت اوسپر جاری ہو سکتا ہے مثل کتاب ابن خزیمہ وابو بکر برقانی کے انتہی

پس یہ روایات عقد جو خارج از صحیحین ہین حکم صحت سے بھی خارج ہین کیونکہ قابل

قبول ہونگے اور ابن القیم کہتے ہین دربارہ حدیث متعہ کے جو صحیح مسلم سے

منقول ہے کہ بخاری نے اپنی صحیح مین اس روایت کو نہ لکھا باوصف ثبوت

حاجت کے کیونکہ اصول اسلام سے ہے پس اگر یہ حدیث صحیح ہوتے تو

ممکن نہ تھا کہ بخاری اوسکو روایت نہ کرتا اور اوس سے احتجاج نہ کرتا انتہی

کہا ابن تیمیہ نے دربارہ حدیث لا یؤمن احدکم الخ جو صحیح مسلم مین منقول ہے

کہ بخاری نے اس سے اعراض کیا اور اپنی صحیح مین اوسکو نہ لکھا
جس سے معلوم ہوا کہ صرف بخاری کا کسی روایت کو نہ لکھنا اور نقل نہ کرنا قادح
صحت روایت ہو گو وہ صحیح مسلم مین بھی ہو چہ جائیکہ نہ صحیح بخاری مین ہو نہ صحیح مسلم
مین نہ دیگر صحاح ستہ مین جیسا کہ ان روایات عقدیہ مین مشاہدہ ہے اور جب
حدیث غدیر ایسے متواتر و یقینی حدیث مین سے جسکے صرف طرق روایت
کے جمع مین ابن عقدہ اور طبری اور عبید اللہ حسکانی اور ابو سعید
سجستانی اور علامہ ذہبی نے مصنفات خاص اسکے بارہ مین تصنیف کئے
اور ابو المعالی جوینی کا بیان ہے کہ مینے بغداد مین ایک صحاف کے
ہاتھہ مین ایک کتاب دیکھی جسمین اسی حدیث غدیر کے طرق روایت کو جمع
کیا ہے اوسپر لکھا تہا کہ یہہ اٹہائیسوین جلد ہے طرق من کنت مولاہ مین اور
اوسکے تیسوین جلد اسکے بعد آتی ہے الخ اور سو صحابی سے زیادہ اس
حدیث کے راوی ہین اور علامہ ذہبی اور علامہ سیوطی ملا علی متقی
جمال الدین محدث اور ملا علی قاری محمد بن اسمعیل امیر صنعانی رشید الدین مقدسی
محمد صدر العلم قاضی سناء اللہ پانی پتی علم الہدی اہلسنت موصوفین مین
وغیرہ بالاتفاق بیان کرتے ہین کہ یہہ حدیث متواتر ہے چنانچہ جناب آیۃ اللہ
فی العالمین علی الاطلاق مقامہ فی اعلی علیین نے مجلدات عبقات الانوار
فی حدیث الغدیر مین نمونہ اعجاز یدللہی دکہایا ہے اہلسنت بھی عذر پیش
کرتے اور اوسکی صحت و تواتر کو بوجہ نہ درج ہونے صحیحین کے باطل کرتے ہین
چنانچہ امام فخر الدین رازی اور عضد الدین صاحب مواقف و علامہ تفتازانی

فن
اسامی مصنفین کتاب
در جمع طرق حدیث غدیر

فن
اسامی مصرحین بتواتر
حدیث غدیر

اور سید شریف جرجانی شارح مواقف اور ملا سعد تفتازانی شارح تجرید اور
مرزا مخدوم صاحب نواقض اور اسحٰق ہروی صاحب سہام ثاقبہ اور حسام الدین
بدایونی صاحب مرافض الروافض اور ابن حجیم اور ابن حضرم اور محشی میرے
اور شیخ عبد الحق دہلوی اسی بنیاد پر اس حدیث غدیر کو باطل کرتے ہیں جیسا
کہ سید شریف شرح مواقف میں بجواب شیعہ کہتے ہیں کہ صحت حدیث
ممنوع و غیر مسلم ہے یعنے صحیح نہیں ہے کیونکہ ارباب حدیث مثل بخاری
و مسلم وغیرہ اسکو نقل نہیں کرتے اور شیخ عبد الحق صاحب جنکو مصنف مرزا حق
اہلسنت کہنا زیبا ہے شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں روایت نہ کردہ اند ایرا
اہل حفظ و اتقان کہ در طلب حدیث طواف بلاد و سیر امصار کردہ اند مثل بخاری
و مسلم و واقدی و غیرہ ایشان از اکابر اہل حدیث الخ و التفصیل فی
السبقات پس ان تقریروں سے معلوم ہوا کہ وجہ نہ روایت کرنے بخاری
و مسلم کے یہ حدیث غدیر غیر صحیح قرار پائی تو یہ روایات موضوعہ ملفقہ بدرجہ اولے
غیر صحیح بلکہ موضوع قرار پائی جو نہ صحیحین میں ہیں نہ دیگر صحاح ستہ میں بلکہ
صرف بعض کتب غیر معتمدہ اہلسنت میں البتہ داخل ہیں جس سے صاحب
صواعق متعصب مولوی حیدر علی جا حد نقل کرتے ہیں کہ اونکے نام مولوی صاحب
یہ بتلاتے ہیں ابو عمر صاحب استیعاب نور الدین حسینی و شریف موسوی و
شیخ ابن السمان و دار قطنی و بیہقی و مانند ایشان جس سے بخوبی معلوم ہوا
کہ مولوی صاحب کے نزدیک ہے کوئی روایت صحاح ستہ میں نہیں ہے ورنہ اونکے
جامعین کے نام مرقوم ہوتے پس صحیحین بلکہ صحاح ستہ میں نہ مندرج ہونا

ان روایات عقد کا دلیل عدم صحت ہے حالانکہ یہ امر یعنی بذریعہ نقل کرنے
بخاری و مسلم کے روایت کو غیر صحیح اور باطل کرنا کچھ اسی حدیث غدیر کے ساتھ
خاص نہین ہے بلکہ دوسری روایتون کے بھی دلیل پیش کرتے ہین ابن تیمیہ درباره حدیث
ما قلت الغبرا فی منہاج السنہ مین کہتے ہین کہ اس حدیث کو نکالا جماعت نے روایت کیا نہ صحیحین مین
سے بطرح حدیث ستفترق امتی کے یا یہ ہین کہ یہ صحیحین مین نہین ہے اور ثناء سلامت اللہ کشفی
معرکہ ارا مین سابق حدیث کرار غیر فرار کہتے ہین و ہر گاہ در روایتے از روایات
صحیحین لفظ کرار غیر فرار نیست و زیادہ غیر ثقہ مقابل ثقہ و ثقہ مقابل
اوثق محل کلام ست پس تشبث باز یادت کذائی مقبول ارباب عقول نیست
جس سے معلوم ہوا کہ چونکہ لفظ کرار غیر فرار صحیحین مین نہین ہے تو شاہ صاحب
کے نزدیک اوس سے استدلال کرنا غیر معقول ٹھہرا اور مولوی حیدر علی صاحب
عالم تبحر جنکے قدح بلکہ حکم بموضوعیت روایات متفقہ صحیحین سابقًا مذکور ہوے
درباره اوس روایت کے جو زرندی نے کتاب الاعلام بسیرۃ البنی علیہ السلام
مین بطور جزم و حتم روایت کی ہے کہ جب بی بی عایشہ کو احتضار مرگ شروع ہوا
تو لوگون نے کہا رضتہ رسول مین آپکو دفن کرین تو عایشہ نے کہا ہمکو ہمارے
مہینون کے ساتھ بقیع مین دفن کرو فانی قد احدثت امورًا بعدہ یعنی بعد آنحضرت
بہت سے امور مین ہمنے احداث ہوے ہین منتہی الکلام مین فرماتے ہین
لا نسلم کہ لفظ احداث از جناب ام المومنین صحیح باشد و سند منع روایت بخاری
ست کہ از لفظ مذکور عاری ست در روایت صاحب اعلام در باب سیزدہم از
کتاب مذکور سندے سند مردی ست پس جب ان احادیث و روایات کی صحت

بتصریح ان کا بر طہارت کے بوجہ نہ درج ہونے کے صحیح بخاری و مسلم مین
باطل ہوجی جس سے نہایت درجہ مستحکم ہوجاتا ہے دلیل کا کہ چہ دوپنہ بروہ عاملے
اس سے استدلال کیا ظاہر ہوا تو روایات عقد بدرجہا و لے غلط و
باطل قرار پائینگی جو نہ صحیح بخاری مین ہے نہ صحیح مسلم نہ صحاح ستہ مین نہ کسی کتاب
مشروط الصحہ مین نہ مسانید معتمدین مع ہذا حکم صحت امام معتمد اور یہ تقریر ان لوگون کی
صرف بمقابلہ شیعہ ہی نہین ہے جہان بغیر انکار قطعیات و یقینیات و متواترات
چارہ نہین ہے بلکہ باخود بہا کی خانہ جنگیون مین بھی کسی روایت کی باطل کرنے
مین یہی پیش کرتے ہین چنانچہ مولوی بشیر صاحب مہتمی سے دربارہ من جاز انے
الخ نا قل ہین ولم یخرجہ احد من اصحاب الکتب الستۃ ولا رواہ احمد فی مسندہ
ولا احد من الائمۃ المعتمد علی ما اطلقوہ ولا صححہ امام یعتمد علی تصحیحہ یعنے دلیل
عدم صحت روایت مذکورہ مین کہتے ہین کہ یہ حدیث نہ صحاح ستہ مین ہے
نہ مسند احمد مین نہ کسی امام معتمد نے اسکی روایت کی ہے نہ کسی امام معتمد نے
اسکی صحت کا حکم کیا ہے پس ان روایات عقد کا نہ صحیحین مین ہونا نہ صحاح ستہ
مین نہ کسی کتاب ملتزم الصحہ مین دلیل قطعی بطلان روایات مذکورہ ہے
جسمین اہلسنت کو بھی عذر نہین کر سکتے فان اقرار العقلاء علی انفسہم مقبول
یعنی مقر کا اقرار اوسپر حجت ہوتا ہے اور یہ تقریر میری مثل تقریر لاطائل اہلسنت
از راہ مجادلہ اور ہٹ دھرمی کی نہین ہے بلکہ مطابق واقع و تحقیق کیونکہ درمیان
حدیث عذیر اور ان روایات عقد کے بڑا فرق ہے اسلئے کہ حدیث عذیر
دو روایات سے ہے جسکا خلافت جناب امیر پر نص ہونا آفتاب تابان کیطرح نمایان ہے

چنانچہ امام غزالی در حکیم سنائی اور شیخ فریدالدین عطار اور محمد بن طلحہ شافعی
اور بسطامی جوزی اور محمد بن یوسف بن محمد گنجی شافعی اور سعیدالدین فرغانی
اور ابن زرولاق اور شہاب الدین دولت آبادی ملک العلما اور علامہ محمد پارسا
امیر یمانی اور مولوی محمد اسمٰعیل اور زبدہ شاہ عبدالعزیز وغیرہ کی تصریحات سے
ظاہر و باہر ہے کہ افضل العقیدات پس الیسی روایت کا نقل نہ کرنا عموماً اہلسنت سے خصوصاً
بخاری و مسلم سے چاہیے تعجب نہیں ہے کہ انہوں نے ایسے مضرترین روایت کو جس سے سارا مذہب
اہلسنت باطل ہوتا ہے حذف کر دیا کیونکہ خود اکابر اہلسنت نے تصریح کی ہے
کہ عادت بخاری سے ہے کہ روایات فضایل جناب امیر میں دیدہ و دانستہ
اغماض کرتا ہے اور قطع و برید کرتا ہے اور بوجہ قدح و جرح قطعاً ان
دربارہ امام جعفر صادق علیہ السلام روایت نہ کرنا حضرت سے اور دیگر ائمہ ہدیٰ سے
از قبیل مستہجنات ہے بخلاف اسکے ان روایات وقوع عقد کو نہ ذکر کرنا
دلیل قوی اسکی ہے کہ یہ روایات اوسکے نزدیک بھی موضوعات و مفتریات
سے تھی جبھی تو نہ ذکر کیا کیونکہ بداہت اہلسنت جو فضیلت و منقبت خلیفہ دوم
اس امر سے ثابت ہوتی ہے دوسرے کسی امر سے یہ فضیلت نہیں نکلتے
اور اسکو مشہور بھی کہتے ہیں پس ایسے منقبت عظمیٰ کو نہ ذکر کرنا خصوصاً
بخاری کا جنکی محبت و ولا خلیفہ دوم کے ساتھ محتاج شرح نہیں دلیل قوی ہے
بطلان عدم صحت روایات مذکورہ پر اور باوصفیکہ تصریح مولوی حیدر علی
صحیحین میں دو سو دس سے زیادہ حدیث ضعیف اور موضوعات ہیں اس
بھی ان روایات کا نہ ان میں مندرج ہونا نہ دیگر صحاح من بندائے بلند آوازہ شما

کہ یہ سب ایسے موضوعات اور مفتریات سے ہین کہ بخاری و مسلم وغیرہ کے
دوسرے موضوعات کے برابر بھی اسکا وزن نہ سمجھا جو اپنے صحاح مین داخل
کرتے حالانکہ اگر یہ روایات ان صحاح مین (جو حقیقۃ سقام ہین ہم مذکور ہے
ہوتی تو شیعہ پر حجت نہین ہو سکتی تھی بلکہ خود اہلسنت بھی اوس سے استدلال
نہین کر سکتے تھے کیونکہ اکابر اہلسنت نے بھی صحیحین کی قدح کی ہے چنانچہ
کلام مولوی حیدر علی سابقًا مذکور ہوا و **التفصیل** فیما سنقصہ الا فیما اوردہ
حبقات الانوار لیس ایسے جمل روایات ہو ایسے عظیم پر استدلال کرنا اپنے خیال باطل کو
داد دینا ہے **دلیل دوم** یہ کہ مسند امام احمد بن حنبل کے بارہ مین حضرات اہلسنت فرماتے ہین سات
لاکھ حدیث سے انتخاب کر کے اسکو لکھا ہے اور اوسکو امام بنایا ہے
جو روایت اسمین نہ پائی جائے اوسکے اصلیت نہین ہے اور قابل
حجت نہین ہے جیسا کہ مبنیات شافعیہ امام سبکی و مفتاح کنز الدرایہ مین
مرقوم ہے اور کلام صارم منکی سابقًا مذکور ہوا پس اوسمین بھی اس روایت کے
ہونے سے جیسا کہ منقولات ابن حجر مکی و حیدر علی وغیرہ سے ظاہر ہے
اس قصہ کا بے اصل ہونا ثابت ہوا **دلیل سوم** یہ کہ اگر صحیحین بلکہ
صحاح ستہ و مسند امام احمد مین نہ مذکور ہونا ان روایات عقد کا خود غیر صحیح ہونے
اور بے اعتماد ہونے کے لیے ان روایات کی دلیل کافی ہے مگر
بنظر مزید توضیح دوسرے بعض حالات انکے اجمالًا حوالہ قلم ہوتے ہین
کیونکہ یہ سب روایتین دو حال سے خالی نہین ہین یا بلا سند ہین یا باسند
جو بلا سند ہین اونکی دو حالت ہے یا درج کتب حدیث ہین یا درج کتب

تواریخ قسم اول احادیث بلا سند یعنے مندرجہ کتب احادیث پس انکے
عموماً غیر صحیح ہونے کے لیے یہی دو جملے شاہ عبدالعزیز صاحب کے کافی ہیں کہ
ایک مقام پر فرماتے ہیں اعتبار حدیث نزد اہلسنت بیافتن حدیث در کتب
مسندہ محدثین ست مع الحکم بالصحۃ و حدیث بے سند نزد ایشان مشت
بے مہار ست کہ اصلا گوش بآن نمیدہند اور بذیل حدیث تشبیہ فرماتے ہیں
وقاعدہ مقررہ اہلسنت ست کہ حدیثی را کہ بعضے ائمہ فن حدیث در کتابے
روایت کنند و صحت مافی الکتاب التزام نکردہ باشند مثل بخاری و مسلم
و بقیہ اصحاب صحاح و بصحت آن حدیث بالخصوص صاحب آن کتاب
یا غیر او از محدثین ثقات بتصریح نہ کردہ باشند قابل احتجاج نیست زیرا کہ جماعت
از محدثین اہلسنت کہ در طبقہ متاخر بیدا شدند مثل دیلمی و خطیب ابن عساکر
چون دیدند کہ احادیث صحاح چسان متقدمین مضبوط کردہ رفتہ اند و جائے
سعی نماندہ مایل شدند بجمع احادیث ضعیفہ و موضوعہ و مقلوبۃ الاسانید و المتون
تا بطریق بیاض یکجا فراہم آوردہ نظر تانے نمایند و موضوعات را از حسان
الغیر ہا ممتاز سازند بسبب قلت فرصت و کوتاہی عمر خود آنہا را این مہم انجام نشد
پس جو روایتیں دربارہ اس عقد کے بلا سند ہیں یا اونپر حکم صحت نہیں جاتے
ہوا ہے وہ سب ہوا ہو گئیں کہ اہلسنت نے اونپر کان دے سکتے ہیں نہ ان
شتران بے مہار کے مہار لے سکتے ہیں اور شیعے تو یو ہیں اونکے روایات
کو گوز شتر سمجھتے ہیں باقی رہے روایات **قسم دوم** بلا سند کے
جو درج کتب تواریخ ہیں پس اونکے بارہ میں مولوی حیدر علی صاحب

تعریف روایات بلا سند

ص۸۸۹

ازالۃ الغمین میں فرماتے ہین حال عدم اعتبار تواریخ از کتب فریقین مثل
تالیفات وتفسیر صافی ملا محسن ومنہاج شیخ ابو العباس آنقدر عیان است
کہ محتاج بیان نیست پس بطلان ان روایات عقد کا جو درج کتب تواریخ
ہین بنحوے ظاہر ہوا الحمد للہ یہانتک تو اجمالی گفتگو اصل روایات بلا سند کے
متعلق تھی اب ایک نظر اجمالی متعلق بہ متن احادیث اور دیکھہ لینا چاہیئے

**دلیل چہارم** یہ ہے کہ کل روایتین اس عقد کی باسند ہون یا بلا سند
کتب احادیث مین ہون یا کتب تواریخ مین وہ سب اسقدر مختلف اور روات
اونکے ایسے مضطرب ہین کہ کسیطرح توافق اونمین ممکن نہین چنانچہ جناب شیخ
مفید اعلی اللہ مقامہ فی فرادیس الجنان اسیطرف اشارہ فرماتے ہین کہ
بعد عبارت منقولہ سابق در باب زبیر بن بکار فرماتے ہین اور حدیث بھی
فی نفسہ مختلف ہے کہ کبھی روایت کرتا ہے جناب امیر خود متولی عقد ہوے
اور نکاح کردیا کبھی روایت کرتا ہے کہ عباس عم رسول نے عقد کردیا
کبھی یہ روایت کرتا ہے یہ عقد بعد وعید وتخویف وتہدید نبی ہاشم واقع ہوا
کبھی روایت کرتا ہے کہ رضا وخوشنودی سے عقد ہوا علاوہ برین بعض رواۃ کا
کیہ بیان ہے کہ عمر سے لڑکا ہوا اور اوسکا نام زید رکھا بعض کا یہ بیان ہے کہ قبل از رہم بستی عمر
قتل ہوا بعض کا یہی بیان ہے کہ زید عمر کی ہی اولاد ہوی اور بعضون کا قول ہے کہ زید قتل کیے گئے
اور اونکی کوئی حقت باقی نہین اور بعضون کا قول ہے کہ زید مر گئے اور بعضون کا
قول ہے کہ قتل ہوے بعض کا کلیہ بیان ہے کہ ان بیٹے دونون ساتھ قتل
ہوے بعض کا یہ بیان ہے کہ بعد زید ام کلثوم زندہ رہین بعض رواۃ کا

یہ بیان ہے کہ عمر نے چالیس ہزار درہم مہر مقرر کیا بعض کا بیان ہے کہ ہزار درہم مقرر کیا
بعض کا بیان ہے کہ پانچ سو درہم مہر دیئے پس اس کثرت اختلاف رواۃ سے معلوم ہوا
کہ یہ روایت باطل ہے اور کسیطرح درست نہیں انتہے کلامہ الشریف
تلخیص اللطیف ان اختلافوں کے ساتھ چند اختلاف و اضطراب اور
گذارش کرتا ہوں کہ بعض رواۃ نے بیان کیا کہ خود عمر نے استدعا کے
حضرت نے بنت فرزند جعفر کا عذر کیا اور پھر عمر نے کہا بخدا جو کچھ مجھے
اس حسن قرابت سے امید ہے کسیکو ایسی امید نہوگی پس ابو بکر نے آدمی
علی کے جواب دیا کہ بدرستیکہ میں اور اور نکاح تو دادم بعد اوسکے خلیفہ صاحب
بمقام روضہ تشریف لائے حضار سے طالب مبارکباد ہوئے الخ ازالۃ الخفا ص ۱۴۱
بعض نے بیان کیا کہ عمر پیام عقد ام کلثوم نزد امیر المومنین علی فرستاد بجواب
فرمودند کہ ہنوز ام کلثوم صغیر است فاروق بجوابش گفت کہ مقصود من
خانہ داری نیست (اس روایت میں وقوع عقد کا مطلقاً ذکر نہیں ہے ازالۃ الخفا ص ۹۴۰
بعض کا بیان ہے کہ عمر نے مکرر آمد و رفت اس ماہ دین کی تب حضرت نے
عذر صغر سنی کیا اور پھر عمر نے حدیث رسول بیان کیا حضرت نے زینت کر کے
عمر کے پاس بھیجا عمر نے کہلا بھیجا میں بہت خوش ہوں اور راضی ہوں
پس حضرت امیر نے اور اعقد بست بجانہ عمر فرستاد و بعض کا بیان ہے کہ ازالۃ الخفا ص ۹۴۲
حضرت نے فرمایا کہ اس بارے میں میرے ساتھ دو امیر ہیں پس دولت سرا میں
تشریف لا کر حسنین سے فرمایا کہ میں نے مکروہ سمجھا کہ بغیر مشارکت تمہارے تمہاری ذخائر العقبی ص ۱۷۴
بعض کا یہ بیان ہے کہ حضرت نے فرمایا بعد از مشورہ جواب دینگے حسنین سے

مشورہ کیا ہمہ کس گفتند کہ در تزویج دریغ مکن او سکے بعد حضرت عمر یا نت سجلیا عمر نے
گلے سے لگایا بوسہ لیا پھر لوگوں سے کہا کہ مبارک ہے علی سے درخواست کی
اونہوں نے تزویج کر دیا حضار نے کہا ایسے صغیرہ سے عقد کرنے کا کیا نتیجہ
عمر نے حدیث رسول بیان کی بعض کا یہ بیان ہے کہ حضرت نے حسنین سے
سے فرمایا عمر سے نکاح کر دو اور سید امام حسین نے فرمایا وہ عورت ہیں مثل
سایر زنان اپنے امور میں مختار ہیں اس پر جناب امیر غضبناک ہو کر چلے امام حسین نے
دامن پکڑ لیا اور عرض کیا کہ جو فرماتے بجا لائیں تب عقد واقع ہوا بعض کا
یہ بیان ہے کہ حسنین سے حضرت نے مشورہ لیا امام حسین ساکت رہے
امام حسن نے تعریف عمر بیان کی اور سید حضرت نے عمر کے پاس بھیج دیا اور کہلا بھیجا
کہ مطلب تمہارا بر لائے عمر نے گلے سے لگایا اور حضار کو خبردار کیا کہ اسنے
ہم عقد کیا چاہتے ہیں بعض کا بیان ہے کہ حضرت نے عباس اور عقیل
سے مشورہ کیا عقیل منع نمود اور سید حضرت نے عباس سے کہا کہ یہ کلام عقیل
خیر خواہی نہیں ہے بعد اوسکے عقیل سے کہا مقصود عمر فقط عمل بر حدیث
رسول ہے کہ ہر سبب و نسب منقطع ہو گا بعض کا بیان ہے حضرت نے
عباس اور عقیل اور امام حسن سے مشورہ لیا حضرت عقیل غضبناک ہو کے
اور کہا جسقدر زمانہ کو امتداد ہوتا ہے اور ایام و شہور گذرتے ہیں
معاذ اللہ ہماری عقلیں بہتی جاتی ہیں واللہ اگر تم ایسا کیا تو ہر آئینہ ہو گا اور ہو گا یعنی فساد عظیم
قایم ہو گا الخ بعض کا بیان ہے کہ حضرت عباس نے جناب امیر کو سمجھا بوجھا کر خود عقد کر دیا بعض کا
بیان ہے عمر نے ساق پکڑا بعض کہتے ہیں بوسہ لیا بعض کہتے ہیں گلے سے لگایا

صد ۹۴۳ ازالۃ الخفین

صد ۱۵۹ صواعق محرقہ

صد ۱۵۹ صواعق محرقہ

صد ۹۴۴ ازالۃ الخفین

صد ۲۱ ذخائر العقبے

صد ۱۴ اسمار الرجال مشکوۃ

اختلاف ہیں جنکو اہل کتاب سے تعلق و بسبب تمام رکھتا ہے اور جنکی
کچھ مذکور ہوا اور کیفیت اختلاف روایات و اضطراب رواۃ اس باب میں
اور اضطراب بھی ایسا کہ کسی طرح جمع و توفیق ممکن نہیں پس جو اس اختلاف

وتکذیب بلکہ اوسکے ناقلین کے مقدوحیت اور جن جن کتابون مین یہ روایتین
درج ہوئین اونکی لغویت اور بطلان باقرار علماے خود اہلسنت نہایت بسط
دکھائے گئے ہین اب ہم کہتے کہ ایک روایت بھی ان عیوب سے جنکو اہلسنت ابطال
روایت مین پیش کرتے ہین خالی نہین ناظرین باتمکین آپ ان بعض روایتون سے
جنکا حال بالاختصار یہان مذکور ہوتا ہے سمجھ سکتے ہین ع قیاس کن
ز گلستان من بہار مرا

صہ ۹۲۶ ازالۃ الغین

**روایت اول** ازالۃ الغین مین ہے
اصابہ ابن حجر عسقلانی مین کہا ابن ابی عمر مقدسی نے حدیث کیا
سفیان نے عمر سے اوسنے محمد بن علی سے کہ عمر نے خطبہ کیا ام کلثوم
بنت علی کا جناب امیر نے صغر سنی بیان کیا لوگون نے عمر سے کہا
کہ حضرت نے تمکو رد کیا دوبارہ عمر نے اصرار کیا حضرت نے کہا مین تمہارے
پاس بھیجتا ہون اگر تم راضی ہو تو وہ زوجہ تمہاری ہے جب ام کلثوم
عمر کے پاس آئین تو عمر نے ساق کو کھولا ام کلثوم نے کہا اگر تو امیر المومنین
ہوتا تو تیری آنکھ پھوڑ دیتی انتہے یہ اصل روایت ہے راوی اسکے
**سفیان** ہین جنکی تدلیس پر تلبیس مشہور ہے کیونکہ سفیان دو ہین سفیان
بن عیینہ صاحب تفسیر اور سفیان ثوری یہ دونو بزرگ تدلیس کرتے تھے
جیسا کہ شرح النخبۃ الفکر ملا علی قاری مین ہے کہ اعمش اور ثوری
یعنے سفیان ثوری اور ابن عیینہ یعنے سفیان بن عیینہ اور ابن اسحق
وغیرہ تدلیس کرتے تھے یعنے روایت ہی اور کسیکی نسبت کرتے ہین
دوسری طرف علامہ ابن جوزی تدلیس کو تلبیس ابلیس کہتے ہین اور سچ ہے

سفیان

سفیان بن عیینہ

ثوری

ابن اسحق

مدلس

تلبیس ابلیس

شرع مطہر جانتے ہیں اور کتاب الموضوعات ابن جوزی میں ہے کہ تدلیس
اعظم خیانات شریعت سے ہے علامہ سیوطی تدریب میں شعبہ سے
ناقل ہیں کہ زنا کرنا بہتر ہے تدلیس روایت سے تدلیس بد اور کذب ہے
اور امعان النظر توضیح نخبۃ الفکر میں ہے کہ جس شخص نے ایک مرتبہ
تدلیس سے وہ مجروح ہوا اور روایت اوسکی حدیث کو مردود ہوئے
خود شاہ صاحب نے بھی تدلیس کو کذب سے تعبیر کیا ہے چنانچہ فتاوی میں صفحہ ۴۹ سطر ۴
نیز اطلاق کنند بر خبر کاذب لاسناد کہ راوی سماع آن خبر از شیخ ندارد
و نسبت سماع کند او را بہ پدر او یا جد او انتہے پس جب دون سفیان بمنزلہ
تدلیس ہوئے کہ روایت ہو اور کی نسبت کریں دوسرے طرف حالانکہ وہاں
نہ شرکت نام ہوتی ہے نہ باعث اشتباہ تو ان بزرگون کے آگے
بھوا خواہی خلیفہ دوم ایک ام کلثوم کا حال دوسرے ام کلثوم کیسے
منسوب کر دیا کون بڑی بات ہے بہرکیف یہ روایت سفیان کی کاذب
و باطل و مردود و قرار پای خواہ سفیان ثوری ہوں خواہ سفیان بن
عیینہ حالانکہ سفیان بن عیینہ بشہادت یحیی بن سعید آخر عمر میں مختلط ہو گئے تھے ۱۹۶
کہ اس زمانہ کی روایتیں لاشی ہو گئیں جیسا کہ حاشیہ کاشف اور میزان الاعتدال صفحہ ۱۶۶ میزان الاعتدال
میں ہے اور قبل اسکے بھی زاید از بست احادیث میں غلطی کرتا تھا اور
سفیان ثوری علاوہ برآن کہ تدلیس پر تلبیس انکے ابلیس سے بھی زیادہ
مشہور ہے جیسا کہ میزان الاعتدال تہذیب التہذیب تقریب التہذیب
کتاب التبیین لاسماء المدلسین وغیرہ میں مذکور ہے مخالفین اور معاندین

صفحہ ۱۵
ازالۃ الاوہام جز ۲

صفحہ ۱۵۰
استشہاد الاوہام جز ۲

صفحہ ۹۳۴
ازالۃ الخفین
صفحہ ۳۴۳
اصابہ

زید سے اور سنہ اسلم سے کہ عمر نے نکاح کیا ام کلثوم سے اور چالیس ہزار
درہم مہر دیا اور اگر اس روایت سے کسیطرح حضرت ام کلثوم بنت جناب امیرؑ
علیہ السلام کی تخصیص اور تعیین نہیں سمجھے جاتے کیونکہ معرف نام ام کلثوم
کے متعلق ہے اور سابقاً کور ہوا کہ خلیفہ دوم کی دو جورو نکا نام ام کلثوم
تھا پس اونہیں دونو میں کسیکا یہ مہر ہوگا کما مر پس ایسی روایت سے تعیین نکاح
حضرت ام کلثوم بنت جناب امیرؑ پر استدلال کرنا داد خبط دینا ہے ثانیاً
عبد الرحمن بن زید بتصریح میزان الاعتدال و کاشف و حاشیہ کاشف ص ۲۴۶ میزان اعتدال جلد اول
بشہادت یحیی بن معین و عثمان دارمی و ابن منکدر و اصبغ و قتیبہ و بشام
و بخاری و ابو حاتم و ابن مدینی و نسائی ضعیف ہے اور یحیی نے کہا لیس بشیء
اور ابن مدینی نے کہا کہ کل اولاد زید بن اسلم میں کوئی ثقہ و معتمد نہیں ہے پس
یہ شخص بطرح عموماً و خصوصاً ضعیف و لیس بشیء و غیر ثقہ قرار پایا چاہئے کہ مولوی
عبد الحی نے بھی اپنی سعی مشکور میں اقرار کیا کہ تقی سبکی نے اقرار کیا ہے ص ۳۸۶ سعی مشکور
کہ غفاری اور عبد الرحمن بن زید بن اسلم ضعیف ہیں انتہی باقی رہا زید بن
اسلم خادم خاص خلیفہ دوم جیسا کہ ازالۃ الخفاء میں ہے زید بن اسلم آزاد کردہ عمر بن ص ۹۴۴ ازالۃ الخفاء
خطاب بود الخ پس خود خادمیت خلیفہ دوم بے اعتبار
کے لیئے کافی ہے کہ اپنے آقائے نامدار کے لیے کیا کچھ بنایا ہوگا اور
حق نمک کیا کچھ ادا کیا ہوگا لیکن علاوہ اس وجہ کے میزان الاعتدال میں ہے ص ۱۵۲ میزان الاعتدال جلد اول
کہ اہل مدینہ کو اسکے بارہیں کلام ہے اور عبد اللہ بن عمر کہتے تھے کہ
قرآن کی تفسیر بالرائے کرتا ہے جسکے بارہیں یہ روایت ہے جو شخص

تفسیر قرآن کرے اپنی رائے سے وہ کافر ہوا کما فی مدارج النبوۃ اور
تذہیب التہذیب مین ہے کہا مالک نے کہ زید بن اسلم من تلقاء نفس حدیث
بیان کیا کرتا تھا اور مولوے حیدر علی نے بھی منتہی الکلام مین زید بن اسلم کے
روایت کو باوصف موافقت روایات صحیحین غیر معتمد قرار دیا چنانچہ کہا روایت
زید بن اسلم البتہ لائق احتجاج واعتقاد نخواہد بود پس نہین معلوم اہلسنت
ایسے شخص کی روایت اس امر مین کیونکر پیش کر سکتے ہین جو خلیفہ دوم کا
غلام اور غلام زادہ تھا کہ بوجہ تفسیر بالرائے کافر ہوا اور اپنی خواہش
نفسانی سے حدیثین گڑہا کرتا تھا لہذا یہ روایت بھی باطل ہوی اور موضوعیت
اوسکی بخوبی ثابت ہوئی تیسری روایت بنقل ازالۃ الخفین عن اصابہ
کہا زبیر نے کہ بطن ام کلثوم سے زید و رقیہ پیدا ہوے ام کلثوم و زید نے
ساتھہ وفات کی انتہے اولاً اس روایت مین بھی کوی تصریح اسکی
نہین ہے کہ یہ ام کلثوم بنت جناب امیر علیہ السلام ہین کسی لفظ سے
اس روایت کے یہ امر ثابت نہین ہو سکتا اور سابقاً مذکور ہوا کہ ام کلثوم بنت
جرول خزاعی زوجہ خلیفہ دوم کے بطن سے بالاتفاق زید بن عمر پیدا ہوا تھا
پس معلوم ہوا کہ یہ وہی ام کلثوم و زید ہے کہ بوجہ اشتراک نام حضرت
ام کلثوم علیہا السلام کیطرف نسبت ہوی جو باتفاق فریقین شریک
معرکہ کربلا ہین تھا نیز راوی اس روایت کا زبیر ہین بکار ہے جسکا حال
سابقاً کلام جناب شیخ مفید اعلی اللہ مقامہ سے مذکور ہوا کہ دشمن جناب امیر تھا
علاوہ بران احمد بن علی سلیمانی نے اسکو منکر الحدیث کہا اور روایتین حدیث

ص ۹۲ منتہی الکلام

ص ۹۲۷ ازالۃ الخفین

صہ ۱۴۵
قلمی جلد اول

تین شمار کیا جیسا کہ میزان الاعتدال علامہ ذہبی مین ہے کہ یہہ روایت ہی
باطل ہوئی اور موضوعات زبیر بن بکار مین شامل اگر ایسے موضوعات
پر نبا ے کار ہو تو اہل اسلام کا کہین ٹھکانا نہ رہیگا۔ اور یہہ صفت اس واضع
ناصبی کی کچھ ایسے ہی مقامون پر موقوف نہین ہے جس سے کہ شان اہلبیت
طاہرین ہو اور اعلاے مراتب فاروقی بلکہ خلیفہ اول کی زوجہ بی بی
عایشہ کی ماں ام رومان کی بزرگی جتانے کے لیئے یہہ روایت بنائی
کہ جب ام رومان نے انتقال کیا تو سرور عالم جناب رسالت مآب صلعم اوسکی
قبر مین اوترے اور دعاے مغفرت فرمائی اور کہا کہ جسکو حور العین کے
دیکھنے کا شوق ہو وہ ام رومان کو دیکھ لے چنانچہ یہہ روایت موضوع
اسدرجہ مشہور و معروف ہوے کہ اعاظم دین ائمہ اہلسنت نے مثل ابن العسکن
اور خطیب بغدادی و ابو عمر صاحب استیعاب قاضی عیاض و ابراہیم
ابن یوسف صاحب مطالع الانوار و ابو القاسم سہیلی و ابو الفتح القشیری
و حافظ مزی و امام ذہبی و ابو سعید صلاح الدین وغیرہ نے صحیح بخاری کے
اوس حدیث افک پر اعتراض کرنا شروع کیا جسکا راوی مسروق ہے
ام رومان سے بربنیاد اسکے کہ ام رومان تو عہد رسول مین فات ہوئی
اور مسروق بعد وفات سرور کائنات آیا پھر ملاقات کیونکر ہوی جو روایت
کرے چونکہ صحیح بخاری پر الزام سخت آتا تہا کہ ایسی روایت منقطع درج صحیح
ہوی لہذا علامہ ابن حجر عسقلانی کو جوش آیا اور سر مخفی کو فاش کیا
اور ثابت کر دیا کہ یہہ حدیث محض غلط اور وضعیات زبیر بن بکار اور واقد

صفحہ ۲۵
کتاب المناقب والمغازی
حدیث الافک

واقدی سے ہے چنانچہ فتح الباری میں بعد نقل اقوال مفسرین فرماتے ہیں
کہ مبنیٰ وانکی اعتراضات کی واقدی اور زبیر بن بکار کے اس روایت پر ہے
کہ ام رومان نے ۶ سنہ ہجری میں وفات کیا حالانکہ بخاری کی تاریخ اوسط
و صغیر میں اس قول سے غلطی کی طرف اشارہ کیا ہے اور ابراہیم حربی نے
بصحت بیان کیا ہے کہ مسروق نے پندرہ برس کی سن میں بعہد خلافت
عمر ام رومان سے سماعت کی کیونکہ ولادت مسروق سال ہجرت میں
اسی وجہ سے ابو نعیم اصبہانی نے کہا کہ ام رومان بعد وفات آنحضرت
زندہ رہی در خطیب غیرہ کا اعتراض بر بنیاد و قول واقدی و زبیر بن بکار کے
جو صحیح نہیں کیونکہ روایت احمد میں عائشہ سے منقول ہے کہ جب آیہ تخییر نازل
تو حضرت نے مجھسے ابتدا کی اور فرمایا کہ ایک بات میں تجھسے کہتا ہوں مگر
اسمیں جلدی نہ کرنا جبتک اپنے باپ ابوبکر اور ماں ام رومان سے مشورہ
نہ لیلو اور صحیحین میں بھی یہ روایت ہے مگر ام رومان کا نام نہیں ہے اور آیہ
تخییر سنہ ۹ میں نازل ہوا پس اس سے معلوم ہوا کہ جسوقت واقدی اور
زبیر بن بکار نے وفات بیان کی اوسوقت ام رومان نہیں مرے بہر کیف
اس عبارت طولانی سے معلوم ہوا کہ ابن حجر عسقلانی نے کسطرح واقدی
اور زبیر بن بکار والی روایت کو جسمیں کمال فضیلت اور بی بی عائشہ
باطل کیا اور ان دونوں کی لغویت اور بے اعتمادی اور غلط بیانی
ثابت کی پس ایسے شخص کے یہہ روایت یا وصف عداوت اہلبیت علیہم السلام
کیونکر نہ موضوع قرار پائیگے حالانکہ جن دلائل سے عسقلانی نے روایت

وفات ام رومان کو باطل کیا اونمین دلایل سے یہہ بھی باطل ہے مگر ناظرین
یہین سے سمجھ سکتے ہین کہ غلط قصے کسطرح مشہور ہو جاتے ہین کہ اتنے
اتنے اکابر علمانے ایسے موضوعات کی بنیاد پر صحیح بخاری کو مقدوح کیا
پس جہان فضیلت عمر اور توہین اہلبیت دونون غرضین شامل ہون وہان
ایسی وضعی روایت کا مشہور ہونا کون بڑی بات ہے ہائی افسوس
صحیح بخاری کے برابر بھی اہلبیت نبوی صم کی قدر نہین جو کسیکو جوش آئے
اور ان وضاعین و کذابین کی پردہ دری کرے چوتھی روایت
ص ۹۲۷ منقل از ازالۃ الخفین از اصابہ ابو بشر دولابی نے بطریق ابن اسحق روایت کی
فصل چوتھی روایت کہ جب بیوہ ہوئین ام کلثوم بنت علی عمر سے الخ تا آخر روایت ہے ابن اسحق
وہ بزرگ ہین کہ اہلسنت کے یہان علم سیر و مغازی انہین پر موقوف ہے سعید
بن حجاج انکو امیر المومنین فی الحدیث کہتے ہین مگر دیگر ائمہ دین اہلسنت ان کو
ص ۲۸۸ کذاب اور دجال بناتے ہین چنانچہ میزان الاعتدال مین ہے کہا ابو داؤد نے
ذہبی کہ ابن اسحق قدری معتزلی ہے اور سلیمان تیمی نے کہا کہ کذاب ہے یعنے بہت
بڑا جھوٹا ہے ہشام بن عروہ نے کہا کذاب تھا یحیے بن سعید اور مالک
فصل ابن اسحق و مالک رح ابن اسحق کے بارے مین جرح کرتی تھے ابن ادریس سے روایت ہے کہ
مین امام مالک کے پاس بیٹھا تھا کہ کسینے کہا ابن اسحق کہتا ہے علوم مالک ہمارے
پاس لاؤ کہ ہم اوسکے بیٹے ہین مالک نے کہا وہ دجال ہے منجملہ دجالون کے
اسنتے کہا ابن عیینہ نے کہ مینے ابن اسحق کو مسجد خیف مین دیکھا پس مجھکو شرم
آئے کہ کوئی مجھکو اوسکی پاس نہ دیکھے کہا یحیے نے تعجب ہے کہ ابن اسحق

اہل کتاب سے روایت کرتا ہے اور شعر جبیل کے روایت نہین مانتا کہا سنیے
قطان نے مین گواہی دیتا ہون کہ ابن اسحاق کذاب ہے کہا اور دی نے مین
صحبت ابن اسحاق مین بغرض تحصیل علوم سہتا تہا کہ ابن اسحاق کو پیشاب سے
آئے بیدار ہوکر کہا بہی سنیے خواب مین دیکہا کہ کوی مسجد مین آیا ہے اور اوسکے
ہاتہ مین رسی ہے ایک گدہے کی گردن مین ڈالکر کہینچتا ہوا لیجاتا ہے اسکے
خواب کے بیان کرنے کو تہوڑی دیر نہ گذری تہی کہ ایک آدمی ہاتہ مین رسی لئے
ہوے آیا اور ابن اسحاق کی گردن مین ڈالکر بادشاہ کے پاس لیگیا
اور اسپر تازیانہ لگانے لگا دی گئی کہا محمد بن اسمعیل نے کہ خاص ابن اسحاق کے
ہزار روایتین ہین جنکو دوسرا کوی نہین روایت کرتا انتہے اور علامہ ابو الفتح
اندلسی عیون الاثر مین فرماتے ہین کہ یحیے قطان نے کہی ابن اسحاق سے
روایت نکی اور امام مالک نے کہا ایک دجال ہے منجملہ دجالون کے اور ہشام
بن عروہ سے کسینے کہا کہ ابن اسحاق میہ حدیث بیان کرتا ہے اوسپر ہشام نے
کہا کذب الخبیث خبیث جہوٹا ہے میہ دشمن خدا کذاب میری زوجہ سے
روایت کرتا ہے بہلا کہان دیکہا اوسکو کہا مالک نے کہ ابن اسحاق کذاب ہے
تا اخر عبارت طولانی عیون الاثر پس اگر ایسی دجال بلکہ خر دجال در کذاب کے
روایت سے استدلال اہلسنت درست ہو تو لچمن درام کے قصون سے
اہل اسلام کیون نہ ملزم ہونگے اب یہان سے اوس حدیث کی بہی بخوبی
تصدیق ہوگئی جسکو آنحضرت نے فرمایا کہ جب دجال خروج کریگا تو مجہین عثمان
اوسکی متابعت کرینگے جیسا کہ میزان الاعتدال اور معنی اور لسان المیزان مین

فصل
در بیان اسحق کذاب

فصل
در بیان ابن اسحق کذاب

صفحہ ۱۵۳ میزان اعتدال جلد اول

ہے اور ذہبی اور حافظ ابن حجر نے اوسکی تصحیح کی ہے کیونکہ اس جال نے
ابن اسحق کی روایت کو دستداران عمر وعثمان کس بنا پر قبول کرتے ہین
اور اہلحق یعنے شیعے کے روبرو پیش کرتے ہین اہر حق کو بیطرح نہین مانتے
اور اس دجال کذاب کے پیروی پر اڑے ہین بہر کیف مولوی سید علی صاحب کو
اوس فقرہ کا بخوبی جواب ہوگیا جو رواۃ شیعہ کے بارہین نقل کیا تہا کہ بروایات
چند سے از ابالسہ و دجاجلہ کہ نقیض این احادیث ست حوالہ می کنند کیونکہ خود
انہین حضرات کی روات دجال بلکہ فرد دجال قرار پای یا چنانچہ ابن روایت
منقول از ازالۃ الخفاء عن اصابہ عطاء خراسانی سے روایت ہے کہ عہر جالنیس اور ہم دنیا
مضمون وہی ہے جو عبد الرحمن بن زید بن اسلم کی روایت کا مضمون ہے بہر کیف
سیہ عطاء خراسانی عقیلی کے نزدیک ضعفا مین سے ہے اور کذاب و منفرد
بہی ابن حبان نے بہی ضعفا مین شمار کیا ہے اور اوسکی روایات سے استدلال
کرنیکو باطل قرار دیا ہے اور بخاری نے اوسکی روایات کو منقلوب الاسانید
کہا جیسا کہ میزان الاعتدال ذہبی مین ہے اور الشاب معانی مین ہے
کہ روی الحفظ تہا وہم و خطا و خلل مین گرفتار تہا اوسکی روایات سے
استدلال کرنا باطل ہے انتہے پس ایسے ضعیف و کاذب و منفرد کی روایت
منقلوب الاسانید سے بمقابلہ اہلحق استدلال کرنا کیونکر روا ہے کہ خود ان
اکابر نے اوسکی روایات کو باطل کر دیا والحمد للہ وکفی اللہ المومنین القتال حبیطی
یہ روایت ازالۃ الخفاء مین ہے نور الدین حسینی از رئیس المحدثین یعنے
دار قطنی روایت مینماید کہ ابو حنیفہ در مدینہ بشرف خدمت امام باقر

ص ۸ ورق قلمی ج ۲

ص ۹۲۹

ف
جواب عبارت مولوی سید علی

صفحہ ہمین شیعہ کی شکست ہوا ۱۲

مشترف شدم و در میان قضیه که با شتر گان کوفه را بسوی خود راه نمیداد و اشهار نمود
خود نمی نشاسید ابو حنیفه گوید که من مطلب امام را فهمیدم و بسوی آنجناب
نشستم و گفتم که در حق ابو بکر و عمر چه میفرمائی فرمود که خدا رحمت کند ایشان
عرض کردم که اهل کوفه میگویند که تو از شتمین بیزاری فرمود که بر سب کتبه قسم میخورم
که آنها مرا دشنام میکنند ایا تو میدانی که حضرت علی بن ابیطالب دختر خود را که نام
او ام کلثوم بود از بطن مبارک حضرت فاطمه زهرا پیدا شد بنکاح عمر داد و جد او
حضرت پیغمبر خاتم المرسلین است و جده او حضرت خدیجه کبری سیده
اهل الجنته و برادر انش حسن و حسین سرداران اهل بهشت و عم او حمزه و جعفر بن ابیطالب
اگر علی مرتضی عمر بن الخطاب را مستحق تزویج نمیدانست زینهار دختر خود را
که حالش دانست بنکاح عمر نمی سپرد ابو حنیفه میگوید که بعد از سن عرض کردم که
کاش این مضمون را باهل عراق در مکتوبی مرقوم نموده تا ایشان را معلوم می شد
که تو از همین جهت بر امامتی فرمود که اهل عراق اطاعت نمیکنند ترا گفتم که
نزد من نشین برگفته من عمل نه کردی انها که سزاوار شریعت می تابند سخن مرا کے
گوش میکنند انتهے اقول اور لاس نقل سے مولوی صاحب کی نور الدین صینے
سے بخوبی شاہ صاحب کی اوس اتہام کی حالت ظاہر ہوئی جو تحفہ میں
اس روایت کے نسبت کتب شیعہ کی طرف کی اور کوئی نام اوس کتاب کا
یا راوی کا بھی نہ لکھا کیونکہ اگر کچھ اصلیت اسکی شیعونکی کسی کتاب میں ہوتے
تو کبھی مولوی صاحب اس روایت کو اپنے ایمان کی روایت نہ بتاتی چونکہ تحفہ
جواب حسین شاہ صاحب کی صرف اس بارہ میں بخوبی ظاہر کی گئی ہے لہذا مولوی صاحب

نے اودہر اسکی نسبت نہ کی اور بخوف تفضیح اپنے ہی مقربون کے سر چڑھا
خیر شکر خدا کہ مولوی صاحب کی بدولت اس افترا سے نجات ملی ثانیاً موضوعیت
سند روایت کی ہر ہر لفظ سے تو اس ہدایت سے ظاہر ہے کہ کسی عاقل کو ذرا تامل
بھی نہو کا بفور سماعت اسنے موضوعیت کا حکم لگا دیگا ثالثاً خلاف روایات
مذکورۃ الصدر ہے جسمین انکار اور اعتذار جناب امیر اور ناراضی حضرت کی
یقیناً مذکور ہے مگر ہم ان امور سے قطع نظر کر کے اصل روایت اور سند کے
حالت بیان کرتے ہین کیونکہ ناقل اس روایت کے نور الدین حسینی ہین جو
مشہور بہ سید سمہودی ہین جنکے تصانیف سے تاریخ مدینہ اور جواہر العقدین
ہے فاضل رشیدانکی ثنا مین فرماتے ہین ماکتاب جواہر العقدین را مید انیم
و مصنف از اعلی شناسیم ذکر او بقسم مجہولین بجز از اظہار حمق خود فائدہ نمی بخشد
پس مولوی صاحب کی خدمت مین ہم بھی یہی مضمون بلاغت مشحون
فاضل رشید ادا کرتے ہین عطائے تو بہ لقائے تو کہ ایسے مجہولین سے
استناد خصوصاً مقابلہ اہلحق بجز اظہار حمق خود فائدہ نمی بخشد باقی رہے
نقال دل یعنے رئیس المحدثین دار قطنی جنسے سید سمہودی نے نقل کیا
پس انکے بارمین زیادہ لکھنے کی ضرورت نہین ہر جہان صرف عبارت
سعی مشکور پر کفایت کیجاتی ہے کیونکہ مولوی محمد بشیر تضعیف حدیث ص ۳۳۰
من نزار رقبہ مے مین فرماتے ہین کہ اس حدیث کو کسینے حفاظ مشہورین سے
صحیح نہ جانا اور ائمہ محققین نے اسپر اعتماد کیا بلکہ فقط امثال دار قطنی نے
روایت کیا ہے جو اپنی کتاب مین غرائب سنن کو روایت کرتا ہے

اور بہت سی روایات منکرہ اور موضوعہ اوسمین بہرتا ہے اور بعض جگہ
علتہ حدیث اور سبب ضعف وانکار بیان کرتا ہے انتہے مولوی عبدالحی
بجواب اسکے فرماتے ہین کہ اس سے موضوع اور ضعیف واہی ہونا اس روایت کا
لازم نہین پس کچھہ ضرور نہین کہ جو روایتین اسمین ہون وہ سب ساقط ہو جائین
تا آخر تقریرہ پس اس سوال وجواب اہل حدیث وحنفی سے دار قطنی کا
جامع غرائب سنن ومخرج روایات منکرہ وموضوعہ ہونا ثابت ہوا کیونکہ
مولوی عبدالحی نے جرح دار قطنی کو قبول کیا گو ایک روایت خاص
من زار قبری مین دوسرے خصوصیات سے وہ حکم عام کتاب دار قطنی نہ
جاری ہو مگر اصل کتاب کا مجموعہ غرائب سنن وموضوعات ومنکرات
ہونا بخوبی ثابت ہوا حالانکہ نیموی امام ذہبی لفظ منکر الحدیث مثل الفاظ
دجال وکذاب ووضاع وغیرہ ارد وعبارات جرح سے ہے کمافی مقدمہ
میزان الاعتدال بہر کیف اگر مولوی صاحب روایت ابو حنیفہ کو درپارہ
عقد جسے دار قطنی نے نقل کیا مثل روایت من زار قبری کے عیوب
موضوعیت ومنکریت سے خالص کہینگے تو دیکھا جائیگا ابھی تو حکم بر عثمانی
اوسپر جاری ہے اور کیونکر نہ جاری ہو کہ خود شاہ عبدالعزیز صاحب
نے بے اعتمادی اوسکی ظاہر کردی ہے چنانچہ فاضل رشید شوکت عمر مین
فرماتے ہین صاحب تحفہ در رسالہ اصول حدیث میفرماید طبقہ ثالثہ احادیث
جماعتہ از علمائے متقدمین بزبان بخاری ومسلم یا معاصرین ایشان
یا لاحقین بایشان در تصانیف خود روایت کردہ اند وکتب آنہا بشہرت و

وقبول درطبقہ اولے وثانیہ نرسیدہ درحال آن کتب موصوف بعدالت اند
وبعضے مستور وبعضے مجہول واکثر آن احادیث معمول بہ نزد فقہا نہ شدہ اند
بلکہ اجماع برخلاف آن منعقد شدہ واسامی آن کتب اینست مسند دارمی
مسند ابی یعلی موصلی مسند عبد بن حمید سنن دار قطنی الخ پس کتاب سنن دار قطنی
کا مجموعہ روایات مستورین وغیر عادلین ومجہولین ہونا مسلم ہوا اور خود دار قطنی
کی بھی عظمت تحقیق بخوبی معلوم ہوگئی پس کیا تماشا ہے کہ اپنی خانہ جنگی اور
تحقیقات واقعی میں تو روایات دار قطنی کو موضوعات ومنکرات سے قرار دیں
اور خلاف اجماعیات بتائیں اور شیعوں کے سامنے اس بشاشت
اور مسرت سے اوسکے موضوعات کو پیش کریں ہیہات ہیہات مذا شئی عجیب
باقی رہے راوی اول اس روایت کے اہلسنت کے امام اعظم ابو حنیفہ نحو
پس میری کیا مجال جو اونکی شان والا میں کچھ کہہ سکوں ابھی اونکی
حنفی لوگ سر کھائینگے دماغ چاٹ جائینگے مگر چونکہ تحقیق روایت کا واسطہ
گو یہ مشکل ورنہ گو یم مشکل ہان چند شہادتیں بڑے بڑے ائمہ دین اہلسنت
کی اونکے بارہیں حصہ اول ذوالفقار حیدری میں لکھ چکا ہوں انمیں کسی کا
اشارہ کافی ہے جسکے بعد کسی عاقل دیندار کو انکی روایت پر اعتبار نہیں ہوسکتا
اور اگر اہلسنت اون تمام شہادتوں کو نہ مانیں اور انکے بڑے بڑے پیشوایان
دین کے گواہیوں کی سماعت نفرمائیں تو بمجبوری اور چند شہادتیں
یہاں لکھتا ہوں جنکو اصول فن حدیث سے خاص تعلق ہے اور حدیث
کی صحت وضعف کا دارومدار ہے پس واضح ہو کہ انکی ابتدا سے سوانح

حصہ دوم

عمری مین بھی اہلسنت کو اختلاف عظیم لاحق ہے کوئی تو انکو کابلیونکی نسل
سے بتاتا ہے کوی عجم سے کوی نسل عرب سے کہتا ہے مگر اکابر علماے
اہلسنت مثل امام فخر زارے محقق دہلوی وغیرہ کے ناقل ہین کہ ابو حنیفہ
غلام زادہ تھے آزاد و احرار سے نہ تھے چنانچہ انکا نسل عجم سے ہونا بھی
اسی امر کی دلیل ہے انکے دادا زوطی نام کی نسبت موخرون کا بیان ہے
کہ کابل سے گرفتار ہو کر آئے اور قبیلہ بنی تیم کے کسی عورت کی غلام رہے
بعض ہواخواہون نے اسکا بھی دعوے کیا ہے کہ غلام زادہ نہ تھے اور سند
مین اسکے خود انکے پوتے اسمعیل کا قول نقل کیا ہے جسکی بے اعتباری
ایسی ہے کہ محتاج بربان نہین بعضون نے یہانتک ترقی کی کہ انکو
نسل عرب مین داخل کر دیا جسکی بدولت غیر غیر لوگون کو انکا دادا بنانا پڑا مگر جب اسکی خرابی پر تنبہ ہوا تو خود امین لوگون نے تردید کر دی
عجمی النسل ہونا انکا ثابت کیا بہرکیف چونکہ امام فخر زارے نے انکے اس
غلام زادگی کو دلایل فضیلت امام شافعی مین پیش کیا ہے اور اسوجہ سے
بھی امام ابو حنیفہ کو اونسے مرجوح کیا لہذا اسقدر حوالہ قلم ہوا ورنہ
زیادہ بحث اس سے فضول ہے کیونکہ اکثر ائمہ اہلبیت ایسے ہی انکے مین
رنگروی ہین انکے پیشہ کی نسبت صاف صاف یہ نہین کہا جاتا کہ جولاہے
بلکہ کہا جاتا ہے کہ خز فانی انکا پیشہ آبائی تھا یعنی خز جو ایک قسم کا کپڑا ہے
اوسکے بنتے تھے اور اوسکی تجارت کرتے تھے جیسے بنارس وغیرہ کے
جولاہے رزالت متفرع بنتے ہین شاید یہی وجہ ہے کہ جولاہہ وغیرہ

دیگر اقوام زیادہ تر انکے پیرو و مقلد ہین الخبس کیونکہ ہمجنس
کیطرف میل کرنا امر فطری ہے انکی ابتدائے تحصیل علم کے متعلق علامہ
خطیب بغدادی اپنی تاریخ مین خود ابو حنیفہ سے بسند متصل ناقل ہین کہ کہا
ابو حنیفہ نے جب مجھے شوق تحصیل علم ہوا تو ہر علم کے فوائد و منافع کو دریافت
کرنا شروع کیا کسیسے کہا علم قرآن سیکھو ہمنے فائدہ پوچھا تو لوگون نے
کہا کہ جب قرآن سیکھ لوگے تو مسجد مین بیٹھکر لڑکون کے تعلیم کروگے کہ دون بعد
کوی لڑکا تمسے زیادہ یا تمہارے برابر حافظ ہوگا ساری ریاست تمہاری
جاتی رہیگی تب ہمنے کہا کہ علم حدیث حاصل کرین اور ایسے حافظ حدیث بنین
کہ دنیا مین تمہارے برابر کوی حافظ نہو لوگون نے کہا نتیجہ یہ ہوگا کہ بڑھاپے مین
مبتلائے اغلاط ہوگے آخر تمکو لوگ کاذب کہکر رد کرینگے تو ہمنے ابو حنیفہ
کہا ایسے علم کی مجھے حاجت نہین اچھا علم نحو سیکھین لوگون نے کہا
تب معلم بنوگے تمہاری آمدنی تمہاری دو دینار یا تین دینار ہوگی تب کہا
کہ فن شعر مین مہارت پیدا کرین لوگون نے کہا نتیجہ یہ ہوگا کہ اگر کسیکی تمنے مدح کی
اور اوسنے کچھ دیا تو خیر ورنہ تم ہجو کروگے اور پارسا عورتون پر تہمت لگاؤگے
تب ہمنے کہا کہ علم کلام مین کمال پیدا کرین لوگون نے کہا آخر نتیجہ یہ ہوگا کہ کفر و
زندقہ کا تمپر الزام لگایا جائیگا آخر قتل ہوگے اور اگر نہ گئے تو ہمیشہ مذموم
وملوم رہوگے تب ہمنے کہا علم فقہ حاصل کرین لوگون نے کہا تب تمام لوگ تمسے
فتوی پوچھینگے قاضی بنائینگے تو ہمنے ابو حنیفہ کہا کل علوم مین علم فقہ سے زیادہ
نفع کا کوی علم نہین پس ہمنے علم فقہ سیکھنا شروع کیا یہانتک کہ سیکھا تمام ہوا

زمانہ تحصیل علم ابو حنیفہ

کلام ابو حنیفہ مختار مختصر تاریخ بغداد سے مولوی محمد شبلی نعمانی نے
بھی اپنی سیرۃ النعمان میں اس روایت کو کچھ کتر بیونت کی بطور اختصار
لکھا ہے مگر اوسکے غلط ہونیکا بھی دعوے کرتے ہین کہ کہتے ہین کہ ما
جو ریمارک امام صاحب کیطرف منسوب کئے ہین ایسی جاہلانہ ریمارک ہین
کہ ایک معمولی آدمی کیطرف بھی نسبت نہین کیجا سکتی اس روایت کو صحیح
مانین تو ماننا پڑیگا کہ حدیث و کلام کیطرف امام ابو حنیفہ نے توجہ ہی نہین کی
حالانکہ ان فنون مین امام ابو حنیفہ کا جو پایہ ہے اوس سے کون انکار
کرسکتا ہے اسنے ہمکو بہت افسوس ہے کہ اس معترض نے مطلقا
اسکا خیال نہین کیا کہ یہہ اعتراض اس روایت پر کس اصول کے مطابق
ہے کیونکہ روایت کی غلطی یا از راہ سلسلہ کیجاتی ہے یا از راہ درایت سلسلہ
مین تو کوئی عذر ہی نہین کیونکہ علامہ خطیب بغداد اپنی تاریخ مین مسلسل سند
سے روایت لکھتے ہین اور اس تاریخ کا یہہ مرتبہ ہے کہ جناب رسالتمآب
اسکی سماعت کو تشریف لاتے تھے کما فی بیان المحدثین لشاہ عبد العزیز
باقی رہا دوسرا اصول یعنی درایت کی راہ سے پس جب خود اسکو مجرے
فخر سے بیان کرتے ہین کہ ابو حنیفہ نے حسب تقاضائے سلطنت تمدن
مسائل کو سہل کیا اور سلطنت کے ایک رکن قرار پائے اور یہہ نتیجہ
تجارت کے بعد تحصیل علم کیطرف متوجہ ہوے تو کس عاقل کو دخل ہوسکتا ہے
کہ ایسا آدمی ضرور علم دین کے پر نفع علم کیطرف متوجہ ہوگا جسکے منافع
بہ نسبت تجارت کے زیادہ ہون گر وہ علم فقہ ہے جسکی بدولت دنیا کے نفع

نہ ملا اور فائز برام ہوے سوائے اسکے جس دنیاوی خیال سے امام
ابو حنیفہ نے ان علوم کے نفع و ضرر کو بیان کئے ہین ایسے بدیہی ہین
کہ کسیکو اوسمین تامل نہین ہو سکتا پس ایسے بدیہی نفع و نقصان دکھانیوالے
کو جاہل کہنا سراسر حیرت خیز ہے باقی رہا ابو حنیفہ کا بے بہرہ ہونا علم کلام
و علم حدیث سے پس ایسا مسلم ہے کہ کسیکو عذر ہی نہین کیونکہ اہلسنت کے یہان
اصلی اوستاد علم کلام کے معتزلہ ہین مگر جیسے اشاعرہ کا مذہب قائم ہوا
تو اب تین اوستاد مانے جاتے ہین ابو الحسن اشعری منصور ماتریدی
حنابلہ ابو حنیفہ کو کیسنے بھی اس فن کا اوستا نہین جانا ہے باقی رہا علم حدیث
پس حقیقت یہ ہے کہ ابو حنیفہ کو بہ نسبت کل علوم کے زیادہ تر نفرت اسی
علم سے تھی بقول صاحب تذکرۃ الموضوعات و تہذیب الاسماء چار صحابے
جناب رسالت مآب کے انکے زمانہ مین موجود تھے مگر کسی سے کوئی حدیث
کی روایت نہین کی مولوی شبلی صاحب نے بھی اقرار کیا ہے پس اس سے
بڑھ کر انکے کنارہ کشی کی دلیل علم حدیث سے کیا ہو سکتی ہے اور سالمان
مین امام احمد سے منقول ہے کہ محمد بن الحسن اور اوسکا اوستاد ابو حنیفہ
مخالف ہین حدیث کے اور امام شافعی سے سبکی نے طبقات کبریٰ
مین نقل کیا ہے کہ حنفیونکی کتابین مثل فروخ کے مشک کے ہین
کہ ظاہر تو نام کتاب اللہ و سنت رسول اللہ کا لیتے ہین مگر در اصل سب
مسائل انکے خلاف ہین از نجاست کہ یہ امام اہلسنت اکثر احادیث
نبوی کے بارہین حکم دیتے تھے کہ اسکو خذہ یعنے سور کی دم سے

معیار الحق صفحہ ۱۰۱

عمامۃ الساجد مولوی محمد سعید ص ۱۹

جہیل ڈالوا در خلیفہ دوم کے بعض احکام کو ہذیان مجنون بتاتے تھے
کما فی مختار مختصر تاریخ بغداد یہان بعض ہواخواہون نے جیسا کہ انکے
تابعین سے ہونیکا دعوے کیا ہے اوسیطرح بعض صحابی سے بسند انکے
روایتین بہی نقل کین تا اینکہ ابوالموید محمد بن محمود خوارزمی نے دفعیہ عار
جہل علم حدیث کے لیئے ابوحنیفہ کے پانچ سو چہتیس برس مرنیکے بعد
سنہ ۶۶۵ کے قریب قریب یک مسند تیار کیا جسمین چند اور مسندون کا
نام بہی بتایا ہے حالانکہ کہین اونکا پتہ نہین آخر خود انہین لوگون نے
فیصلہ کردیا کہ محض جعلی کارروائی یارون کی حرفت بازی ہے
نتیجہ اس ہواخواہی کا یہ ہوا کہ جس عیب سے بچنے کے لئے امام صاحب نے
علم حدیث سے گریز کیا تہا اون بدخواہون کی بدولت اونہین جرموکر
مجرم اور انہین الزامون کے ملزم قرار پائے شعر دشمن دانا کہ یہ جان بود
بہتر از ان دوست کہ نادان بود بہت صحیح ہے میں اپنے دعوے کی تصدیق
مین چند شہادتین ائمہ حدول اہلسنت کی پیش کرتا ہون علامہ ذہبی
جنکو شاہ عبدالعزیز صاحب امام اہل حدیث کہتے ہین اپنی میزان الاعتدال
مین لکہتے ہین نعمان بن ثابت بن زوطی ابوحنیفہ کوفی امام اہل الرائے
کو امام نسائی نے ضعیف کہا ہے اسیطرح ابن عدی وغیرہ نے
بلکہ اوسی میزان مین ہے اسمٰعیل بن حماد بن نعمان بن ثابت (ابوحنیفہ)
کو کہا ابن عدی نے کہ تینون ضعیف ہین سلسبتی ضعف اسکے بیٹون مین
علامہ عبدالرؤف مناوی اپنے فیض قدیر مین جامع صغیر

اذا طلعت الثريا من الزرع صوا العاهة کے ضعیف ہونے کی وجہین بیان
کی ہین اور لکھتے ہین کہ راوی اس حدیث کا ایک شعیب ہی جسکو ذہبی نے
ضعفا مین شمار کیا ہے اور ایک راوی اسکے نعمان بن ثابت (ابو حنیفہ)
ہین جسکو ذہبی نے ضعیفون مین گنا ہے اور ابن عدی کہتے ہین کہ کل
روایتین انکی غلطی اور تصحیف و زیادات سے مملو ہین اور علامہ ابن جوزی
نے کتاب منتظم مین لکھا ہی کہ کہا سعید بن ابی مریم نے کہ یحیے بن سعید سے
ابو حنیفہ کو پوچھا تو یحیے نے کہا حدیثین اوسکی لکھی جائین قابل نقل
نہین اور عبداللہ بن علی نے عبداللہ مدینی سے نقل کیا کہ ابو حنیفہ کو
ازحد ضعیف جانا کیونکہ ابو حنیفہ نے کل پچاس حدیثین روایت کین اور
سبعون مین خطا کی اور ابی حفص عمرو بن علی سے روایت ہی کہ کہا ابو حنیفہ
حافظ نہین ہی مضطرب الحدیث اور واہی الحدیث ہی ابوبکر بن ابی داؤد نے کہا کہ کل پچاسی ۱۵۰ حدیثین ابو حنیفہ نے روایت کین
سبعون مین خطا کی یا کہا کہ نصف روایتین غلط ہین اسنتے اور امام بخاری
حمیدی سے ناقل ہین کہ کہا ابو حنیفہ نے جب مین مکہ معظمہ گیا تو حجامت
بنانے والے سے تین سنتین سیکھین کیونکہ جب حجامت کے لیے ہم بیٹھے
تو حجام نے کہا قبلہ رو بیٹھو بعد اوسکے داہنی طرف سے حجامت بنانا شروع کیا
اور دونون بلیون تک حجامت بنائی کہا حمیدی نے کہ جو شخص اتنی سنتون
کو سنت رسول و اصحاب رسول سے نہ واقف ہو کہ حجام سے سیکھے کا
محتاج ہو اوسکی تقلید احکام عبادات و فرائض زکوٰۃ و صلوٰۃ و دیگر امور

اسلام مین کیونکر کی جا سکتی ہے اور امام فخر الدین رازی رسالہ ترجیح مذہب
شافعی مین فرماتے ہین کہ بخاری ابو حنیفہ کو ضعفا مین شمار کرتے تھے اور
امام احمد بن حنبل کہتے ہین کہ ابو حنیفہ کی نہ رائے ہے نہ حدیث بلکہ تاریخ صغیر
بخاری مین ہے بروایت نعیم بن حماد کہ کہا قراری نے ہم سفیان کے پاس
تھے کہ خبر مرگ ابو حنیفہ آئی اوسپر سفیان نے کہا شکر خدا یہ شخص اسلام کو ٹکڑہ ٹکڑہ
کرتا تھا اس سے زیادہ شوم کوئی مولود اسلام مین پیدا نہین ہوا پس جب
ایسے ایسے ائمہ دین اہلسنت اور ارکان شرع متین انکے ضعف اور ناقابلیت
اور عدم صحت روایت پر ابو حنیفہ کی نص قطعی کرین اور اتنی جماعت کثیر محدثین
محققین متفق اللفظ انکی روایت کے باطل ہونے پر شہادت دین تو کون ایسا
مسلمان ہے جو انکی روایت پر اعتماد کر سکتا ہے بالخصوص اس روایت مین
جس سے ہمکو بحث ہے یعنی روایت عقد حضرت ام کلثوم علیہا السلام کے
بارہ مین تو پرلے برابر بھی انکی صداقت نہین مانے جا سکتے کیونکہ خود
اصل روایت ہی سے انکی مخالفت امام کے ساتھ ظاہر ہے کہ امام زمان
منع کرتے ہین تو ہمارے پاس نہ آؤ مگر یہ عدول حکمی کرتے ہین اور کسیطرح
حکم امام نہین مانتے اور دربار امام مین چلے جاتے ہین کو امام علیہ السلام نے
مصلحۃ للوقت یا بخوف فتنہ و فساد کان پکڑوا کر نکلوا تو دیا مگر غیظ و غضب ظاہر
فرمایا اور کہدیا کہ تو بھی دہین اہل کوفہ سے ہے جنہون نے احکام شریعت
سے سرتابی کی ہے تجھے منع کیا کہ میرے پاس نہ آ مگر چلا آیا پس جس شخص کو
رد امام علیہ السلام کے یہ جرات ہوا وسکے نزدیک امام پر اتہام

اور افترا جوڑنا کیا مشکل ہے چنانچہ یہی ابو حنیفہ نے جنکو اسکا دعوی ہے
کہ ہم امام محمد باقر علیہ السلام کے شاگرد ہین اور مرید ان انکے اس شاگرد
و تلمذ کو بڑے فخر سے لکھتے ہین ابھی جو مخالفت امام کی وہ معلوم ہوے
اب انکی سلوک کو اپنے مرشد زادہ اور محسن زادہ محسن تمام عالم جناب امام
جعفر صادق علیہ السلام ابن جناب امام محمد باقر علیہ السلام کے ساتھ ملاحظہ
فرمائیے کہ قاضی القضاۃ ابو المؤید محمد بن محمود خوارزمی جامع مسانید ابو حنیفہ
مین لکھتے ہین کہ کہا ابو حنیفہ نے کہ ابو جعفر منصور خلیفہ عباسی نے مجھے
بلا بھیجا کہ لوگ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کے علم و فضل پر مفتون
اور گرویدہ ہو رہے ہین تم ایسے چند مسائل انتخاب کرو جو نہایت سخت
و دشوار ہون تاکہ امام اوسکے جواب سے عاجز ہون میں نے حسب الحکم
خلیفہ چالیس مسئلہ نہایت سخت منتخب کئے اور منصور خلیفہ کے پاس بمقام
حیرہ پہنچا خلیفہ نے مجھے بلا بھیجا جب گیا تو دیکھا کہ منصور خلیفہ سریر خلافت پر بیٹھا ہے
اور جناب امام جعفر صادق علیہ السلام بھی وانہے طرف خلیفہ کے روبرو فروتن
ہین امام علیہ السلام کے مشاہدہ سے وہ ہیبت اور رعب میرے دل مین
معلوم ہوا کہ منصور خلیفہ کا بھی یہ دبدبہ کبھی نہ معلوم ہوا تھا حسب الحکم خلیفہ
مین بیٹھ گیا تو منصور امام جعفر صادق علیہ السلام کیطرف متوجہ ہوا اور کہا
کہ یا ابا عبد اللہ یہ ابو حنیفہ ہے حضرت نے فرمایا ہان مین پہچانتا ہون
تب منصور خلیفہ نے کہا اے ابو حنیفہ جو سوالے اون مسائل سے جو مین
منتخب کیا ہے پس مینے سوال کرنا شروع کیا حضرت امام علیہ السلام

صفحہ ۱۹ سطر ۱۲ ابو حنیفہ نعمان بن ثابت بن زوطی بن ماہ

ہر مسئلہ کا ایسا مسکت جواب فرماتے تھے کہ میں لاجواب ہو جاتا تھا
یہانتک کہ چالیسون سوال کا جواب دیا اسیوجہ سے میں کہتا ہون کہ
امام جعفر صادق علیہ السلام اعلم ناس ہین باختلاف فقہا اور سب
سے زیادہ فقیہ ہین اسنتے **ناظرین** کو اس روایت سے جسکو تمنے پڑہے
خیر خواہ بلکہ محسن ابو حنیفہ نے لکہا ہے اخلاص و محبت ابو حنیفہ کا حال
بہ نسبت حضرات اہلبیت طاہرین بخوبی معلوم ہو گیا ہوگا اور سلطنت کے
مخالفت امام سے اور ابو حنیفہ کا لگاؤ سلطنت کے ساتہہ اور خاندان
رسالت سے اپنی علیحدگی جتانا خلیفہ وقت کے نزدیک جس سے خلیفہ نے
جانا کہ جناب امام علیہ السلام ابو حنیفہ کو پہچانتے بہی نہونگے اسیوجہ سے
ظاہر کیا کہ میرا ابو حنیفہ ہے اور فرزند رسول کا صبر و تحمل اور خوش اخلاقی
سے کام لینا کہ آنا بہی نہ فرمایا ہمارے ہی خاندان کا تعلیم یافتہ ہے
یہ کل ہیولے بنے ہوئے ہیں ہر شخص اس روایت کے دیکہنے سے سمجہ سکتا ہے
پس جس شخص کی ہمت علیا بمحاظ خلیفہ عباسی تذلیل و تحقیر فرزند رسول
امام جناب امام ہمام علیہ السلام پر ایسے مہمک ہو کہ دربار عام مین حضرت
کو جواب کہے کیا خدا نخواستہ عوام پر جہالت حضرت کی ثابت کرنا چاہے اور
اونکی گرویدگی و حسن عقیدت کو مٹانا چاہے تو اوسکے نزدیک امام
اتہام لگانا کون بڑی بات ہے خصوصاً ایسے امراء خلفاء و اعدائے
اہلبیت طاہرین علیہم السلام کی خوشامد مین جنہون نے ہزارہا بیانام
بانتے ہون اور خلوص عقیدت مین اہلبیت طاہرین اور اظہار فضائل مصنوعہ

خلفائے ثلثہ خصوصًا خلیفہ دوم کی فکرین رہتی ہون اور انواع مکر وحیلہ
سے اسکے اشاعت اور شہرت مین سرگرم رہتے ہون پس گو اب اس
روایت کے بعد کہ ابو حنیفہ نے دربار عام مین اپنے محسن زادہ فرزند رسول
کے ساتھ یہ برتاو کیا بلکہ جناب امام موسی کاظم علیہ السلام کے ساتھ بھی حضرت
کے عالم صغر سنی مین یعنی پنج شش سالگی مین یہی سلوک کیا اور جواب دندان شکن
پاکر خود ذلیل ہوا اسکا موقع نہین رہا کہ انکے مخالفات کو اصحاب امام کے ساتھ
بیان کرین مگر چونکہ ظرافت آمیز ہے اور اوس مخالفت سے امام کی زیادہ تر
تائید ہوتی ہے لہذا ایک لطیفہ بیان کرتا ہون کہ ایک روز ابو حنیفہ اور
مومن الطاق علیہ الرحمہ سے جو صحابی جناب امام جعفر صادق علیہ السلام
کے تھے مسئلہ رجعت مین مباحثہ ہوا ابو حنیفہ کچھ مونہہ آئے اور کہا کہ تم لوگ
کے عقیدہ کے مطابق مومن و منافق پھر زندہ کئے جائینگے اور ہم تم سے قتل و
قصاص جاری ہوگا پس وے اشرفیان اسوقت ہمکو قرض دو رجعت مین
سے لے لینا مومن الطاق علیہ الرحمہ نے کہا ان لوگون کو یہ کیونکر معلوم
ہوگا کہ تم کس صورت مین منتج ہوکر زندہ ہوگے جو ہم تمسے روپیہ وصول
کرینگے اگر اسکے اطمینان ہو جائے تو ہم قرض دینے کو حاضر ہین ابو حنیفہ
اس جواب سے شرمندہ ہوکر ساکت ہوئے علے ہذا القیاس ہزارون مواقع
ہین جنمین بظاہر عداوت و بغض عناد اہلبیت کے ساتھ ابو حنیفہ نے
ظاہر کئے ہین پس ایسے شخص کی روایت کیونکر قابل اعتبار ہو سکتی ہے مناقب
قابل حیرت یہ امر ہے کہ باوصفیکہ حضرات اہلبیت فضائل و مناقب

علوم و کمالات اہلبیت طاہرین علیہم السلام کے مقر ہین حضرت کہ اس شاگردی کو ابو حنیفہ
کے بڑے فخر و مباہات سے بیان کرتے ہین کہ یہ امام محمد باقر علیہ السلام کے
شاگرد تھے با ایہمہ نہ معلوم انکو امام اعظم کا خطاب کیونکر ملا اور امام مالک جو
انکے اوستاد تھے اس شرف سے کیون محروم ہوے شاید اسکے یہ وجہ ہو
کہ جس خلیفہ یا عالم کو قران و رسول و اہلبیت سے زیادہ علحدگی ہو وہی اعظم
بنایا گیا چنانچہ خلیفہ دوم جنہوں نے سیکڑون مسائل مین خود رائی کر کے
خلاف حکم خدا و رسول اپنے قیاس و رائے سے احکام جاری کئے جنکو اصول
اجتہادات ائمہ اربعہ کہتے ہین اور مذہب فاروقی کہا جاتا ہے اونکو فاروق
اعظم کا خطاب ملا ابو حنیفہ نے چونکہ بہ نسبت بقیہ ائمہ اربعہ کے بالکل قران و حدیث
و اہلبیت کے مخالفت کر کے اپنے قیاس و رائے سے حسب خواہ سلاطین
وقت احکام جاری کئے تو امام اعظم بنے چنانچہ دیکھئے معاویہ و یزید و ہارون رشید
وغیرہ جو اپنی ماں بہن بیوی کے ساتھ مرتکب فعل شنیع ہوے اونکی نسبت
یہ مسئلہ بنایا کہ اگر اپنے محرمات شرعیہ کے ساتھ بلفظ حریر مرتکب حرام ہو
تو جائز ہے فرق اتنا ہوا کہ نام بردگان بلا پردہ مرتکب ہوے اس امام اعظم
نے ایک پردہ شرعی قائم کر دیا طرہ آن یہ اختراع کیا کہ اگر اپنی ماں بہن
کے ساتھ نکاح کرلے تو کسیطرح اوسپر حد نہین جاری ہوگی اور چونکہ
خلفاے بنی عباسیہ کے زمانہ مین عورتون کے ساتھ لواطہ کرنا عام رسم
رائج تھا اسواسطے محدثین اہلبیت نے یہ روایت بنائی کہ بنا و کھرث الخ
اسی بارہین نازل ہوا کہ عورتون کے دبر مین جماع کرو جسکی اباحت پر

سیرۃ النعمان ۱۲

نعمان

ہدایہ جلد اول
صفحہ ۹۶

مستنبہ ہوکر اخیر متاخرین نے صحیح بخاری وغیرہ سے لفظ دبر کو نکال دیا چنانچہ سابقاً
مذکور ہوا مگر امام ابوحنیفہ نے عام فتوی دیدیا کہ عورتون کے ساتہ لواطہ جائز ہے
اور اوسکی کوئی اصلاح بھی نہ کر سکا چنانچہ امام طحاوی شرح معانی الآثار
مین لکہتے ہین کہ کہا عبدالرحمن بن قاسم نے مینے کسی ایسے شخصکو جو قابل
اقتدا ہو مردین مین ایسا نہ پایا جو اسمین شک کرتا ہو کہ عورتون کی دبر
مین وطی کرنا حلال ہے بعد اوسکے اسی آیت کی تلاوت کی اور کہا اب
اسسے بڑہ کر کونسی آیت صاف ہوگی اور عینی شرح ہدایہ مین لکہتے ہین کہ
اگر وطی کرے اپنے غلام کے دبر مین یا اپنی لونڈی کے دبر مین یا اپنی عورت
کی دبر مین تو اوسپر حد نہین ہے اور اسمین کسیکو اختلاف نہین ہے
اسیطرح چونکہ اون سلاطین کو شراب و کباب کا از حد شوق تہا حتے
کہ خود قاضی یحیی بن اکثم جو بڑا عالم اہلسنت کا تہا ہارون رشید کو شراب
پلایا کرتا تہا تو اونکی خوشامد مین ابوحنیفہ نے یہہ مسئلہ بنایا کہ اگر نو پیالہ
شراب ہو اور نشہ نہ ہو تو اوسپر حد نہین اسطرح سے نماز کی پیگت بنائی کہ نبیذ
سے جو ایک قسم کی شراب ہی اول ناپاک کرے اور کتی کی کہال دباغت
کی ہوئی پہنے اوسپر بھی چوتہائی گیہون نجاست سے آلودہ کرے اور اللہ بزرگ
و برتر کو سبز کپڑے کے مرغون کیطرح دو چار ٹکڑون مین لگا کر بجائے سلام
کے گوز کر دی تو نماز درست ہو جیسا کہ تفصیل اسکی ظفر المبین مین
ہے اور جلد ہشتم دوالفقار حیدری مین مفصل لکہا چکا ہون اسیطرح
ان سلاطین کو چونکہ ایمان سے کوئی واسطہ نہ تہا امام ابوحنیفہ نے

صد ۶۷۸
عینی شرح ہدایہ
ج ۲ مطبوعہ نولکشور
صفر المبین
ص ۲۶۷

کہدیا ایمان وہ چیز ہے جو نہ گھٹتی ہے نہ بڑھتی ہے چنانچہ کہا ایمان
ابوبکر و ایمان ملیین واحد ہے اسیطرح اگر بغرض تقرب خدا تعلین
وکفش وغیرہ کی پرستش کرے تو جائز ہے وغیرہ وغیرہ مسائل کہ اجمالاً
جلد اوّل ذوالفقار حیدریہ مرقوم ہوا پس غالبًا یہی وجہ ہوے کہ اس امام کا
مذہب اہلسنّت کو نہایت درجہ مرغوب ہوا کیونکہ ع ہر عیب سلطان بہ
پسند و ہنر ست ۔ اہلسنّت کا نہایت ہی مضبوط اصول ہے چنانچہ ابتدا
سے اس مذہب کی بنیاد اسی اصول پر قایم ہے کہ سلطان وقت جو
فعل کرے وہ قابل اعتراض نہیں ہے اور یہ بجا ست کہ اصول کو تابع ان
سلاطین کا بنایا نہ یہ کہ خلفا و سلاطین کو تابع کسی اصول کا قرار دیں
چنانچہ جب امام صاحب نے ان سلاطین و امرا کی رعایت میں احکام
شرعی کی یہہ حالت بنائی تو اُن سلاطین نے بھی بقاعدہ مل جزاء
الاحسان کلا الاحسان اس مذہب کے ترویج میں نہایت کوشش کی سیّد النعمان
مین ہے ابن حزم جو ارباب ظاہر کے مشہور امام ہین اونکا قول ہے
کہ وہ مذہبون نے سلطنت کی زور سے ابتدا سے رواج عام حاصل
کیا ایک ابوحنیفہ کا مذہب کیونکہ جب قاضی یوسف کو قاضی القضاۃ کا
منصب ملا تو اسنے حنفی لوگون کو عہدہ قضا پر مقرر کیا دوسرا امام مالک کا
مذہب اندلس مین کیونکہ امام مالک کے شاگرد یحیی مصمودی خلیفہ اندلس کے
نہایت مقرب تھے اور کوئی شخص بغیر انکے منشور کے عہدہ قضا پر مقرر
ہو نہین سکتا تھا وہ صرف اپنے ہم مذہبون کو مقرر کرتے تھے سوا اسکے

مصنف سیرۃ نے اور اور خلفا اور سلاطین کے حالات بھی لکھے ہین جنہون نے
اس مذہب حنفی کو رواج دیا اور نہایت غلو سے اسکی ترویج مین کوشان
ہوئے مگر افسوس ہی کہ ان واقعات کے بعد بھی مولف کو خیال تردید قول
ابن حزم پیدا ہوا جو موجب صد مضحکہ ہے از انجاکہ مشاہدہ سے یہ بھی ثابت ہے
کہ اکثر ظالم لوگ اپنی سزا کو پہونچ جاتی ہین خوشامدی کی مکاری آخر کھل جاتی ہے
ابو حنیفہ نے بھی یہ نتیجہ اوٹھایا جن سلاطین کے واسطے دین و ایمان کو
تباہ کیا تھا پہلے اومنھون نے کفر و زندقہ سے دو مرتبہ ابو حنیفہ کو توبہ کرایا
آخر مین یزید بن عمر و بن ہبیرہ نے جو مروان کیطرف سے کوفہ کا گورنر تھا
حکم دیا کہ ابو حنیفہ کو ہر روز دس دُرّے لگائے جائین چند روز تک کوڑے
کھایا کئے جب مروانی سلسلہ سلطنت کے بعد بنی عباس کا دور آیا خلیفہ
منصور جسکی خاطر سے ابو حنیفہ نے چالیس سخت مسئلہ جناب امام جعفر صادق
سے پوچھے تھے اور معاذ اللہ حضرت کو جاہل بنانا چاہا اور دوستون کے
محبت و گرویدگی کو کم کرنا چاہا تھا اور اس سے منصور کی تعلیم سے امام مالک نے
کتاب موطا تصنیف کی کہ جسنے فخر سے اس تعلیم کو امام مالک نے کر
کہتے تھے جیسا کہ تاریخ ابن خلدون مین ہے اور اوسکی تعریف عدالت
زہد و تقوے و فضل و کمال سے کتاب تاریخ تمیس اور کنز الاخبار
اور تاریخ الخلفا علامہ سیوطی اور تاریخ ابن خلدون وغیرہ مالا مال ہی ایسے
خلیفہ ماؤل عالم فرا ہلبنت نے جسکو بقول صاحب سیرۃ النعمان مرتبہ
اجتہاد کی حاصل تھا نہ معلوم کہ تحقیقات واقعہ کے بعد امام اعظم

ابو حنیفہ کو ۱۴۳ھ مین قید کیا مگر انکے مریدون اور پیرون کی جماعت
ایسی لاانقداد تھے کہ منصور ایسا خلیفہ عادل امام برحق انکا باوصف
ثبوت جرم ابو حنیفہ کے عام مجمع مین تعزیر نہ کر سکا اور باوصف کمال عجب
و دبدبۂ شاہی و شوکت و جلالت سلطانی کے ایسا خائف رہا کہ بقول
حضرات اہلسنت ابو حنیفہ کو قتل نہ کر سکا آخر قید خانہ مین زہر دلوا دیا مگر
اسپر بھی فتنہ اونکا فرو نہوا اور لوگون نے اونکی پیروی نہچھوڑی علامہ خطیب
بغدادی ایک ۶۱ علماے دین کا نام ایکجگہ اور پینتیس ۳۵ امامون کا نام دوسری جگہ
لکھتے ہین جنہون نے امام ابو حنیفہ کی تردید کی اور نہایت توہین و تحقیر سے
پیش آئے تھے کہ امام بخاری کے اوستاد شیخ حمیدی نے صاف صاف
کفر کا فتوے دیا اور امام غزالی کا فتوے کہ ابو حنیفہ نے شریعت کو
اولٹ دیا تھا کہ جن امام غزالی کے نزدیک یزید پر لعن کرنا ناجایز ہوا وہ امام
سلف مین اپنے اس امام اہلبیت کے نسبت لعن نقل کرتے ہین اور علامہ
خطیب کا حکم کہ ابو حنیفہ دجال ہے اور خود پیر دستگیر غوث الاعظم عبد القادر
جیلانی کی شہادت انکے کفر و گمراہی اور جہنمی ہونے پر حصکفی و الفقار حیدر
مین تفصیل لکھ چکا ہون لہذا حاجت اعادہ نہین صرف سند رکھنا کافی ہے
کہ امام صاحب کے قیاس و راے کا اور شریعت نبوی کے تخریب کے تصدیق
اس تعریف سے بخوبی ہوتی ہے کہ صاحب سیرۃ النعمان لکھتے ہین بعض
لوگون کا خیال ہے کہ امام ابو حنیفہ نے فقہ کی تدوین مین دخل دینے
والون کے قانون سے بہت کچھ مدد لی اور اونکے مسئلہ

اپنی فقہ مین داخل کر لیے اس عبارت کو مولف نے تعریف مین ابو حنیفہ کے
ذکر کیا ہے کہ مثل مقننین قوانین انگلیزیہ انکا درجہ قایم کیا چنانچہ اسیوجہ سے
اس فقہ حنفی کو چار شخصون کی رایونکا مجموعہ قرار دیا مگر آخر مین کچھ سمجھ
بوجھ کر اسکی تردید کرنے چاہے ہی اور بہت کچھ دماغ سوزی کی مگر کچھ
بن نہ پڑا آخر مین اسکا اعتراف کیا کہ مینے روسن لامین دیکھا جو موازنہ کرتا
مہر کیف اس جملہ سے امام غزالی کے اوس جملہ کی بخوبی تصدیق ہوئے
کہ ابو حنیفہ نے شریعت کو اولٹ دیا اور انتظام کو اوسکے بدل دیا اور
چونکہ شناخت کے لیے یہہ قاعدہ بھی نہایت ہی خوب ہی کہ جس شخص کے
حالت دریافت کرنا منظور ہو تو اوسکے ساتھی کو دیکھنا چاہیے لہذا
اس امام اہلسنت کے شاگرد ساتھی کا حال لکھنا بھی دلچسپی سے خالی نہوگا
خصوصًا حال ابو یوسف شاگرد ابو حنیفہ جو بلقب احد صاحبیہ ملقب ہین
تاریخ الخلفا صفحہ ۲۵۲ علامہ سیوطی مین ابن المبارک سے جو مثل ابو یوسف وغیرہ کے
تلامذہ ابو حنیفہ سے ہین اور انہین چند نفرون نے ملک ابو حنیفہ کو امام بنایا
اور فقیہ کہلوایا نقل ہی کہ ہارون رشید خلیفہ ہونیکے بعد اپنے باپ
مہدی عباسی کی ایک لونڈی پر عاشق اور فریفتہ ہوا جب قصد ہم بستر
کیا تو اوس لونڈی نے کہا کہ ہم تمپر حرام ہین کیونکہ تمہارے باپ کے
تصرف مین آچکے ہین ہارون نے ابو یوسف قاضی کو بلا بھیجا اور سارا
بیان کیا ابو یوسف نے کہا اے امیر المومنین اس لونڈی کے کہنے کا
کیا اعتبار اور اوسکے کلام کی تصدیق کرنے کی کیا ضرورت ہوئی

جان کرایہی کار روائی کرو ابن المبارک کہتے ہین ہم نہین جانتے ان تینون
آدمی کے حال سے کسکا حال زیادہ قابل تعجب ہے آیا ہارون رشید کے
حال سے تعجب کرین جسنے ہزارون مسلمانون کا ناحق خون کیا اور مال
اونکا غصب کیا یا وہ بیٹا اپنے باپ کی حرمت کا خیال کرکے
ابو یوسف سے فتوے لیا یا اس لونڈی کے حال پر تعجب کرین کہ
بادشاہ روے زمین اوسکا قصد کرتا ہے اور یہ گریز کرتی ہے یا اس ابو
یوسف کے حال سے تعجب کرین جو فقیہ روے زمین ہے ہارون رشید
کو فتوے دیا کہ اپنے باپ کی ہتک حرمت کرے اور اپنی شہوت پوری
کرے اور گناہ اوسکا میری گردن پر رکھے لنتھے اور نیز اوسی کتاب مین ہے
کہ ایکدن ہارون رشید نے قاضی ابو یوسف سے کہا کہ ہم ایک کنیز کے راغب ہین
چاہتے ہین کہ قبل از تمامی عدہ اوس سے کار برآری کرین کوئی حیلہ بتاے
پاس ہے ابو یوسف نے کہا ہان اوس کنیز کو اپنے کسی لڑکے کو
ہبہ کردو بعد اوسکے نکاح کرلو اور ابن اسحق سے منقول ہے کہ ہارون رشید نے
ایک رات ابو یوسف کو بلایا اوسنے حسب خواہ خلیفہ فتوے دیا ہارون رشید
نے حکم دیا کہ لاکھ درہم انعام مین دیا جاے ابو یوسف نے عرض کیا
کہ اگر امیر المومنین اس انعام کے ادا کارین تعجیل کرین تو بہتر ہے کہ قبل
از طلوع آفتاب وصول ہوجاے خلیفہ نے تعجیل کا حکم دیا ملازمین
خلیفہ نے عرض کیا کہ خزانچی اپنے گھر ہی دروازے بند ہین اور ابو یوسف
نے کہا کہ ہمارے یہان ہی تو دروازے بند تھے جب خلیفہ نے

بلایا دروازے کھلگئے اور شاہ ولی اللہ رسالہ انصاف مین لکھتے ہین کہ
ابو یوسف و محمد شاگردان ابو حنیفہ عید مین مین بطریق ابن عباس تکبیر کہتے
تھے کیونکہ ہارون رشید کو اپنے جد امجد کا طریقہ نہایت پسند تھا انتہے مہر کیف
ان شہادتون سے دنیا طلبی ابو حنیفہ اور اونکے شاگردون کی بجو بے
ثابت ہوئی کہ اونے امر دین خلیفہ کے خوشامد مین یہ لوگ ایسے
دین و ایمان کو برباد کرتے تھے افسوس کہ یہ مختصر زیادہ شرح و بسط
نہین کر سکتے صرف ترجمہ پر اختصار کیا جسکو شوق تفصیل ہو جلد اول
استقصاء الافحام و ضربت حیدریہ ملاحظہ کرے مہر کیف بخواے ۵
کجا بودم اکنون کجا امدم ہزار رفتم اما بجا آمدم ۱۲ بعض وجوہ سے خارج
از بحث چلا گیا کیونکہ مقصود ہے جرح و قدح ابو حنیفہ ہے متعلق بفن حدیث
پس ہر گاہ یہ بزرگوار بشہادت ان ائمہ کبار کے مقدوح و مجروح ہوئے
بلکہ بلقب دجال ہذہ الامۃ ملقب ہوئے اور بقول امام غزالی ائمہ سلف سے
انکے حق مین لعن و طعن منقول ہو تو انکی روایت کیونکر قابل اعتبار ہو سکتی ہے
خصوصاً در صورتیکہ یحیے بن معین کا عام حکم ہو کہ روایات ابو حنیفہ قابل
نقل نہین اور علامہ عبد الرؤف مناوی صرف اسوجہ سے کہ ابو حنیفہ
راوی ہین حدیث کو باطل کر دیتے ہین تو اس روایت کے موضوع
اور مکذوب و باطل ہونے مین کس جاہل کو شک ہو سکتا ہے
غرضکہ ان سب سے بعض علماے اہلسنت نے روایات ابو حنیفہ کی تعداد
بیان کیا ہے ایسا ہی کہا بعض محققین متاخرین نے بھی جائز

پرتال کے بعد ثابت کیا کہ کل سترہ روایت کا اسنے وجود پایا جاتا ہے
چنانچہ علامہ ابن خلدون جو متاخرین محققین سے ہین اپنی تاریخ مسمے
بہ عبر دیوان المبتدا والخبر ین فرماتے ہین فابو حنیفۃ رح یقال بلغت روایاتہ
لہ سبعۃ عشر حدیثا ونحوھا یعنے کہا جاتا ہے کہ ابو حنیفہ کی روایتین سترہ
ہین یا مثل اسکے جس سے معلوم ہوا کہ کل سترہ روایتین اسنے منقول ہین
خواہ وہ صحیح ہون یا غیر صحیح بلکہ فی الواقع کل غیر صحیح ہین کیونکہ شاہ
ولی اللہ صاحب جو ابن خلدون سے بھی متاخر ہین اپنی کتاب مسوے
شرح موطا مین فرماتے ہین کہ امام ابو حنیفہ سے بطور ثقات کے روایت
سنین ہوئی انتہے پس معلوم ہوا کہ کوئی روایت انکی صحیح نہین ہے
والحمد للہ حمدا کثیرا یہانتک گفتگو اس روایت مین از روے سند تھی جس سے
ضعیف و واہی و موضوع و باطل ہونا اس روایت کا ثابت ہوا
اب ایک نظر اجمالی زراہ درایت بھی اس روایت پر کیجاتی ہے جسکے
اصول کو بقول صاحب سیرۃ النعمان خود بدولت نے قایم کیا پس اس
راہ سے بھی موضوعیت اسکے بدیہی ہے کیونکہ اولا یہی امر خارج از عقل
کہ جناب امیر ہ ایسا اشرف واشجع بلا وجہ وبلا سبب اس عقد کو قبول فرمائین
کہ اپنی دختر نیک اختر چار یا پنج سالہ کو عمر ایسے پیر شصت سالہ مخلوق بد مزاج
مشکوک النسب سے بیاہ دین حالانکہ حسب وصیت رسول مقبول نسب اوس
سے کہ اونکے چچازاد بھائی محمد بن جعفر سے مقرر ہوا اور باوصیغہ خود
حضرت کا رہا اور متعلقون اور تمامی خاندان از خورد تا بزرگ را ضی ہون

ص ۳۴
کما نقل فی الحطہ
تصدیق عثمان
مطبوعہ نظامی

ص ۱۹
کما نقل فی عمارۃ المساجد
لمحمد سعید بنارسی

بلکہ خود دختر بھی عدم رضا اپنی ظاہر کرے اسپر بھی بکمال جبر شدید عقد فرمادین
کوئی عاقل منصف مزاج قبول نہین کرسکتا تیسرا امر کو جو بفرض
محال بامین جبر شدید واقع ہو جیساکہ روایات موضوعہ اہلسنت مین مندرج
ہے اور کوئی دیسپر راضی نہو جناب امام علیہ السلام فضائل عمر بن
بیان کرین وہ بھی بمقابلہ ابو حنیفہ جسکو دعوے شاگردی و اخلاص ہو
کیونکہ یہ امر خود نہایت بدیہی ہے کہ جو بات کسی مجبوری کے عالم مین ہوتی ہے
اوس سے نہ کسی فضیلت پر استدلال کیا جاتا ہے نہ کسی عیب پر جیسے
جائیکہ خود امام ع ایسے امر سے استدلال فرماوین اور ابو حنیفہ ساکت
ہو جائین بلکہ اسی جملہ سے حضرت کو دوستداران شیخین سے مانین اور
اون روایات کو بھی نہ پیش کرین جسمین ناراضی جناب امیر ع اور حضرت
عقیل و عباس و جناب امام حسن ع و امام حسین ع مندرج ہے کما مر
پس یہ بدیہیت عقل سلیم معلوم ہوا کہ یہ روایت جیسے اور روے سلسلہ
موضوع و غلط ہے ویسے ہی ابتداء روایت محض غلط و بے بنیاد ہے
کوئی اصلیت نہین ہے من گھڑت ہوئی کہ جن بیوقوف خوانان خلیفہ دوم و ابو حنیفہ
کے روایت کرنے کو صحابہ رسول سے جھوٹی جھوٹی موضوعات لغو یات
سے ثابت کرنا چاہا کہ آخر مہین کے ہم آوازون نے اس کو بھی غنیمت
سمجھا دیا اور غلط بنا یا اور مہین لوگون نے دیگر حدیثون کی طرح جناب کو بھی
طرف نسبت کر دی تاکہ ابو حنیفہ دونون کی خیر خواہی ہو جائے
ورنہ حقیقت مین ابو حنیفہ
روایت سے ویسے ہی بری ہین جیسے

دوم اس خیال فاسد سے یہہ صرف یا رونکے درمیانی کارروای ہے
ازینجاست کہ یہہ روایات صحاح ستہ اہلسنت مین نہین پائی جاتی بلکہ
بلکہ صرف دار قطنی ایسے لوگون نے اپنی کتابون مین جو مجموعہ موضوعات
وضعاف ہے نقل کیا جیساکہ سابقًا مرقوم ہوا پس الحمد للہ کہ اس روایت کے
بطلان و موضوعیت مین دراتہ روایتہ کوی حالت منتظرہ باقی نہ رہی

**ساتوین روایت** اوسی ازالۃ الخفین ص۹۴ مین محدث ابو صالح سے
روایت ہی مضمون وہی ہے کہ عمر نے خواستگاری کی اور حدیث
رسول بیان کی کہ ہر حسب و نسب منقطع ہوگا بروز قیامت مگر میرا حسب
و نسب جسپر عقد حضرت ام کلثوم ہوا اب انکی حالت سننا چاہیے کہ ابو صالح
کاتب لیث وہ ہین کہ علامہ ذہبی میزان الاعتدال ص۲۲۱ مین فرماتے ہین کہ
کہا صالح جزری نے ابن معین اسکے توثیق کرتے ہین اور میرے نزدیک
وہ مرتکب کذب ہوتا تھا حدیث مین اور کہا نسائی نے کہ ثقہ نہین ہے
یحیے بن بکر میرے نزدیک اون سے احسن ہے اور کہا ابن مدینی نے ہم
اوسے کچھ نہین دیتے پس تعجب ہے کہ ایسے کاذبین غیر موثقین کے
روایت الحق کے سامنے پیش کرکے ایسے امر عظیم کا اثبات چاہتے ہین

**آٹھوین روایت** اوسی ازالۃ الخفین ص۹۴۲ مین ہے دار قطنی از حدیث لیث
بن سعد از موسی بن علی بن رباح مضمون واحد ہے لیث بن سعد کو
جو راوی روایت ہین امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین مجہولین سے
شمار کیا ہے چنانچہ کہا کہ چودہ مقامون مین صحیح مسلم کے روایت مجاہیل ہے

جسکو ابو علی عسانی منقطع کہتے ہین پہلے روایت یتیم مین ہے حدیث انجہم
کہ روایت کیا لیث بن سعید نے الخ اور ظاہر ہے کہ روایت مجہول کی کبھی
مستند نہین ہو سکتی جیسا کہ سابقا مذکور ہوا نوین روایت اوسے
ص ۹۴۳
ازالۃ العین مین ہے و مولف کتاب ذریۃ طاہرہ از عاصم بن عمر بن قتادہ
روایت کیا ہے الخ حالانکہ عاصم کے بارہ مین عام حکم ابن معین ہے کل عاصم
فالدنیا ضعیف جیسا کہ کتاب الضعفا محمد طاہر گجراتی مین ہے اور عبد الحق نے
ص ۲۰۳ ج ۲
تضعیف اسکی علما سے بالخصوص نقل کی ہے کما فی میزان الاعتدال
دسوین روایت اوسی ازالۃ العین مین ہے ہم دار قطنی از طریق ابن مہران
از حدیث شریک بسند آوردہ الخ راوی اول ابن مہران یعنے سہیل ابن ابی
خرم مہران ضعیف ہے کما فی التقریب راوی دوم شریک سکے
ص ۱۸۶ ج ۱
میزان الاعتدال جلد اول
بارہین حلامہ ذہبی میزان الاعتدال مین فرماتے ہین شریک ابن عبد اللہ
نخعی کوفی یحیے بن سعید سے اسکی تضعیف منقول ہے کہا عبد الجبار نے
کہا منے یحیے بن سعید سے کہ لوگ گمان کرتے ہین کہ شریک آخر عمر مین
مختلط ہو گیا یحیے نے کہا ہمیشہ سے مختلط ہے ابن معین نے کہا شریک
بن عبد اللہ بن سنان نخعی جداد سکا قاتل حسین ع ہے ابن مبارک سے
نقل ہے کہا حدیث شریک لیس بشیء ہے اور جوزجانی نے کہا
ص ۳۱۴
سعی مشکور مولوی عبد الحی صاحب ۳۱۴ سے الخ مضطرب الحدیث مائل ہے انتہے اور سعی مشکور مین ہے کہ
علی بن مدینی نے کہا کہ نے روایت نہ کی شریک سے مگر ایک حدیث
تاریخ نجبی جلد ۲ ص ۲۰۴ زہری سے الخ اور تاریخ نجبی مین ہے کہ شیعہ کا عقدام کلثوم سے ہوا

لعبد اسکے عون سے الخ میہ زہری وہ بزرگ ہین کہ ابن ابے الحدید معتزلی نے شرح
نہج البلاغہ مین لکھا ہے منجملہ منحرفین کے جناب امیرؑ سے زہری ہے
چنانچہ جریر بن عبد الحمید نے محمد بن شبیہ سے روایت کیا کہ مین مسجد رسول
مین تھا کہ دیکھا زہری اور عروۃ بن زبیر بیٹھے ہوے جناب امیرؑ کا تذکرہ
کر رہے ہین پس دونون نے جناب امیرؑ کو برا کہنا شروع کیا یہ خبر
جناب امام زین العابدینؑ نے سنی تو تشریف لائے اور فرمایا اے
عروہ میرے پدر بزرگوار یعنے جناب امیرؑ سے اور تیرے باپ زبیر سے
خدا کے یہان محاکمہ ہوا خدا نے میرے جد امجد کے مطابق فیصلہ
اور تو اے زہری اگر مکہ معظمہ مین ہوتا تو جناب امیرؑ کی عظمت و جلالت
دیکھتا انتہے واضح رہے کہ ابن ابے الحدید گو معتزلی ہے اور اہلسنت
بمقابلہ شیعہ معتزلہ کے نام سے فوراً واویلا کرنے لگتے ہین مگر یہ معتزلی وہ شخص ہے
کہ فاضل فضل بن روزبہان صاحب ابطال الباطل اسکے کلام سے
استدلال کرتے ہین بلکہ قرین ابن جوزی ذکر کرتے ہین تاہم انحراف زہری جناب امیرؑ
سے خود اسیتعاب ابن عبد البر مکی سے بھی ظاہر ہے کیونکہ ذکر زید بن حارثہ مین
لکھتے ہین کہ کہا زہری نے ہم جہانتک جانتے ہین زید بن حارثہ کے پہلے
کسی نے اسلام نہ لایا کہا عبد الرزاق نے سوائے زہری کے اور کسینے ایسا
بیان نہین کیا ہے انتہے پس اس سے بھی انحراف زہری کا جناب امیرؑ
علیہ السلام سے بخوبی ثابت ہوا کیونکہ باوصفیکہ جناب امیرؑ کا سابق اسلام
ہونا اس درجہ مشہور و معروف و متواتر ہے کہ حد واقف ہین بخبر

بغرض اغواے عوام ایسا بیان کیا کہ سب سے پہلے زید بن حارثہ اسلام
لائی پس اگر ایسے معاندین جناب امیر سے روایت کرکے اثبات اس
عقد کا کیا جائے تو سراسر عجب ہے با اینہمہ زہری بتصریح امام ذہبی مبتلاے
تدلیس تھا کہ روایت ہو اور کی نسبت کرین دوسرے کیطرف جسکی مذمت
سابقا مذکور ہوی پس جب بلا سبب ان لوگون کی تدلیس کارگر ہوتی ہے
تو جہان اشتراک نام ہو کہ ایک ام کلثوم کے واقعات کو دوسری ام کلثوم
کیطرف منسوب کرین تو کیونکر یہہ تدلیس پر تلبیس نہ کارگر ہوگی اور شیخ عبدالحق
جنکو مولوی حیدر علی محقق دہلوی سے کہتے ہین اور وہ حضرت بڑی پردہ داری سے
بعض خلقہ بھبوری اپنی روات کی معائب کو ظاہر کرتے ہین اسمار الرجال ص ۶۲
مشکوۃ مین جو تصحیح کرتے ہین وہ بھی اس زہری کی ضلالت و خسران کے
لیئے کافی ہے کیونکہ شخص صاحب موصوف فرماتے ہین زہری بن شہاب
صحبت مراد یعنے خلفاے بنی امیہ مین مبتلا ہوا اقران اوسکے جو عباد
فوربا دسے تھے معترض ہوتے تھے اور اس شرکت کو اوسکا قبیح جانتے تھے
زہری بجواب اونکے کہتا کہ مین اونکے امر خیر مین شریک ہون نہ امور شر کے
وہ لوگ بجواب اوسکے کہتے تھے کہ یہ تو ضرور ہوتا ہے کہ اونکے فسق و فجور کو دیکھتا ہے
اور خاموش رہتا ہے کچھ اعتراض نہین کرتا الخ مین کہتا ہون بعد ثبوت مقالہ
کے اتنے پس جو شخص بطمع دنیا شریک فسق و فجور خلفاے بنی امیہ ہوا
اوسنے اگر اونکی خوشامد مین بعد ظہور تبدیل تلبیس وضع کی ہو تو کیون
جاے تعجب ہے کیونکہ سابقا تقدم ہوا کہ اونکے دربار سب و شتم جاری

اور اہتمام اونکا ایسی احادیث کے بیان کرنے مین جس سے توہین حضرت
کی ہو اور غلو شیعہ پرستی علماے اہلسنت کی کہ کبوتروں کے واسطے
رسول برحق ہونکا دشمن ہو رہو ی پس خود صحبت خلفاے بنی امیہ
اسکے لئے کافی تھی چہ جائیکہ خود بھی تبا برا دشمن ہو کہ عیاذا باللہ حضرت کو
دشنام دے اور برخلاف اجماعی فریقین صرف بغرض کسر شان علوے
زید بن حارثہ کو سب سے سابق الاسلام بناوے بہرکیف بوجہ اختصار ان
روایتون پر اختصار کرتے ہین جنکو مولوی حیدر علی سے عالم تبحر امامت
اہلسنت نے انتخاب کرکے لکھا ہے بقیہ دو چار روایتین واہیہ از الیواقیت
کی اور صواعق محرقہ وغیرہ کی جنکی حالتین مع قدح رواۃ وجرح مخرجین روایات
اصل کتاب جلد ہفتم ذوالفقار حیدری بشرح وبسط تمام مرقوم ہے
ذکر اونکا سبب تطویل سمجھکر یہان حذف کیا اگر پروردگار عالم توفیق دیگا
اور حیات مستعار نے وفا کی اور مومنین بالیقین نے توجہ فرمائی تو مختصر
انشاء اللہ اصل کتاب حلیہ طبع سے مجلی ہوکر بلاحظہ مومنین مین درآئیگی
والافعل اللہ ما یشاء ویحکم ما یرید افسوس صد افسوس کہ حضرت
اہلسنت ایسے روایات موضوعہ سے (جنکی کہ روای ضعیف کا ذب وضاع
مفتری نہیں بلکہ خر دجال ہین) استناد ایسے امر عظیم کا چاہتے ہین
دشمنان ومخالفین اہلبیت طاہرین ہونا ایمان وخاندان خلیفہ دوم کے
تو روایت کرتے ہی تھے تو بت بدنجار سے کہ قاتلان خلیفہ مظلوم کربلا سے

جنھونے اہلبیت نبی کی خون سے سینچی کی ہیراونکو یا اونکی اولاد کو آبرو سے
اہلبیت مین کیا عذر ہو گا ناظرین باانصاف غور کرین کہ ان راویون کے
روایتین کبھی لایق سند ہو سکتی ہین ایسے ایسے واضعین وکاذبین و
مفتیرین بلکہ دجالون کی روایتون پر کوی بھی اعتماد کر سکتا ہے کیا غضب ہے
کہ ذری ذری باتون پر تو روایتون کی چھانٹک قدح کیجاے کہ چونکہ ابو حنیفہ
راوی ہے لایق اعتبار نہین اور ان روایات عقدیہ کے بارہین تحقیق تفحص سے
ذرا کام بھی نہین لیا جاتا یہہ کیا ظلم ہے بدعتین خلفا اور صحابہ خصوصًا بی بی
عایشہ کا احادیث انیسا قطعی و یقینی کہ خود بی بی عایشہ نے کہا مجکو روضہ
رسول مین نہ دفن کرو کیونکہ مینے بعد آنحضرت احداث کیا اسپر بھی
بدعتین اونکی جب کتب صحیحہ اہلسنت سے دکھائی جاتی ہین تو قدح و جرح
رواۃ کی بدولت غلط بناتے ہین مگر ان روایات واہیہ و موضوعہ مین ذرا
تامل نہین کرتے دیکھئے خود شاہ صاحب تحفہ مین دسوان طعن بی بی
عایشہ یہ بیان کرتی ہین کہ عایشہ نے ایک اپنی لونڈی یا لیا لک لڑکی
کو خوب آراستہ و پیراستہ کر کے کہا کہ شاید اسکی بدولت بعض جوانان قریش
کو شکار کرین اور پھنسائین انتہے حالانکہ یہ طعن شیعون کی کتابون مین نہین
پایا جاتا شاید شاہ صاحب نے اوپج کی ہو کہ جن امرون کو شیعہ نہین بھی لکھتے
اونکا بھی جواب مین ہر کیف اسکے جواب مین شاہ صاحب فرماتے ہین جواب
این طعن آنست کہ اول آن روایت بچند وجہ مجروح ست اول آنکہ خبر او کتاب
بن الحجاج عن عمار بن العمران عن امرتہ من عنم عن عایشہ آوردہ ست و عمار

بن عمران مجہول الحال ہے وامرعۃ من حنہ مجہول الاسم والنسب ہے فلا یصح
الاحتجاج بہما وبازدرین روایت ضعیفہ ہے کہ محتمل ارسال وانقطاع بایں قسم
روایات سے بے سروپن ورمطاعن ائمہ المومنین تمسک جستن چنان موہنین ازیست
دوم جاے طعن نیست زیرا کہ طلب کفو کریم برائے دختر خانہ پروردہ خود چہ
عیب دارد پس جاے تعجب ہے کہ راوی کو صرف مجہول الحال ہونیکے سبب سے
توہیہ روایت باطل ہو جاے استدلال نہ درست ہو حالانکہ سیکڑون بلکہ
ہزارون مجہول الحال کی روایتین کتب صحاح وغیرہ مین بھری پڑی ہین
اور ان روایات عقد کے جو رواۃ مجہول الحال کذاب دجال وضاع
مفتری ہین اوسپر بھی اس روایت کے صحت مین کوئی خلل نہ پڑے اور
استدلال اس سے باطل نہو اور روایت کا بطریق عنعنہ ہونا کہ عن فلان عن فلان
بیان قادح کیا جاتا ہے حالانکہ صحاح کی اکثر روایتین بھی یوہین ہین
اور روایات عقد مجلبطور عنعنہ ہین پہ قدح نہ کارگر ہو سراسر عجب ہے
دیکھئے اصابہ کی کل روایتین اس مادہ مین یوہین وارد ہین عن عمر عن محمد بن
الخ عن عبدالرحمن بن زید بن اسلم عن ابیہ عن جدہ الخ من طریق ابن اسحق
عن الحسن بن علی الخ ابن سعد عن انس بن عیاض عن جعفر عن محمد عن ابیہ
الخ واہ کیا خوب انصاف اہلسنت ہے کہ جہان جو چاہا بنالیا خیر جہان تو
مطاعن نبی بی عائشہ کا واسطہ تہا اب سنئے کہ فضائل جناب امیر جو باقرار
ائمہ دین اہلسنت کیسی یقینی اور متواتر ہین پہ کوشش کیجاتی ہے
کہ خود اپنے ہی مہان کی روایات مین کسی راوی کو ضعیف یا شیعہ بنا

اصل روایت کو باطل کرین جیسا کہ حدیث ان علیا منی وانا من علے
دھودلے کل مومن بعدی مین شاہ صاحب فرماتے ہین یہ حدیث باطل است
زیرا کہ در اسناد او اجلح واقع شدہ واو شیعے ست متہم در روایت خود و جمہور او را
تضعیف کردہ اند پس بحدیث او احتجاج نتوانکرد وغیرہ وغیرہ جسکی رد مجلدات عبقات
الانوار مین موجود ہے پس سراسر حیرت ہے کہ ایسی روایات متواترہ قطعیہ تو
ایک راوی کے ضعیف یا شیعہ ہونیکی بدولت باطل ہوجائین حالانکہ بکثرت
طرق اس روایت کے اس عیب سے خالی ہین اور یہ الزام بھی غلط ہے جیسا
کہ جلد ثالث عبقات الانوار خاص اسی حدیث کے لیے تصنیف ہوے
اور ان روایات موضوعہ وکاذبہ مین رواۃ دجال کذاب وضاع مقرری خادم خلیفہ
دوم اولاد قاتل امام حسینؑ سے ہین ایک نظر سرسری بھی نہین ڈالی جاتے
کہ رواۃ اس قصہ کے کیسے ہین نہ اصل واقعہ پر غور کیا جاتا ہے کہ کسطرح
یہ امور جو ان روایات مین مذکور ہین ممکن الوقوع ہین یا نہین پھر کیف ان
روایات کے حالات سے بخوبی معلوم ہوا کہ انکی روایتین بالکل موضوع ہین
اور اصل قصہ باطل ہے کیونکہ یہ بات تو بدیہیات اولیہ سے ہے کہ توثیق حدیث
موقوف توثیق رجال پر ہے کما قال المولوی عبدالحی فی
الرفع والتکمیل ص ۲۹۲ بس الحمد للہ کہ یہ روایات بلکہ کل روایات اس قصہ کے غلط و بے بنیاد
ہوئی کیونکہ جب صرف ایک صاحب ہدایہ کے خطا سے بین بچین عالم نے
اونکی متابعت کی اور بقول فاضل رشید حامی عمر سے تو جہان اتنے دجال
وکذاب اغوا واضلال کے لئے مہیا ہوں اور بین عمر وعثمان متابعت کرین تو کیون

نہ سب جاطی وضال ومضل بنائے جائین کے حالانکہ بلا اس جرح وقدح کے
بھی یہ روایتین عقلا باطل ہین چہ جائیکہ بلا سند ہون اور روایت بلا سند
بقول شاہ صاحب قابل اعتبار نہین بلکہ شتر بیمہار ہین فالحمد للہ ثم الحمد للہ

## بحث از دعوی اہلسنت بشہرت و تواتر این قصہ

ہلکا و بحمد اللہ وحسن توفیقہ بطلان اور موضوعیت ان روایات کی اجمالا و تفصیلا
بخوبی ثابت ہو چکی تو اب ہمکو کوی ضرورت انکے دعوے شہرت و تواتر سے
بحث کرنے کے نہین رہی کیونکہ شہرت اور تواتر انہین روایات موضوعہ کی مجموعہ
کا نام ہے نہ یہ کہ کوی خاص جانور ہو پس جب اصل روایات موضوعہ و
غلط و باطل ہوے تو انکے مجموعہ کے موضوع و باطل ہونے مین کیا
عذر رہا چنانچہ شاہ عبد العزیز صاحب فرماتے ہین اگر احیانا جزے از اخبار
ایشان بروایت جمعی وارد شد بیک لفظ یا الفاظ متقاربہ نیست اختلاف
الفاظ و اضطراب آن بہ نہجے می آید کہ جمع و تطبیق دشوار ے افتد و تعدد
رواۃ چون باین رنگ باشد کہ ہر یکے در قصہ واحد چیزے روایت کند کہ مخالف
دیگر باشد قادح صحت خبر میشود نہ مفید شہرت انتہے مگر بنظر مزید تسکین خاطر
مخالفین اجمالا اس سے بھی بحث کیجاتی ہے پس واضح ہو کہ ادلہ نفس دعوے
عقد کے بارہ مین کوی روایت بھی صحیح نہین چہ جائیکہ مشہور و متواتر ہو گویا
در بارہ وفات ام کلثوم و زید بن عمر کے شاہ صاحب و مولوی حیدر علے
نے دعوے تواتر کیا ہے چنانچہ عبارت شاہ صاحب یہ ہے کہ در بیجا خود
بالقطع والتواتر ثابت ست کہ زید بن عمر از بطن آن سیدہ بوجود آمد و او را

عمر بنام برادر خود زید بن الخطاب کہ در جنگ مسیلمہ کذاب شہید شدہ بود مسمے کرد
و زید بن عمر جوان ست و بست سال عمر یافت در خانہ جنگے کہ فیما بین
بنی عدی واقع شدہ بود شب ہنگام برائے اصلاح از خانہ خود بر آمدہ بود
از دست کسی در آن جیص بیص شہید شد و مادر مطہر او نیز ہمان روز بمرض
در گذشتہ بود ہر دو جنازہ را بکوفت حاضر نمودند حضرت امام حسینؑ و عبد اللہ
بن عمر نماز جنازہ خواندہ دفن کردند لنتے اور مولوی حیدر علی نے بھی اسے
امر پر دعوے تواتر کیا ہے کہ وفات حضرت ام کلثوم و فرزند او زید بن عمر
در ایام خلافت معاویہ بن ابی سفیان رو دادہ در وقت واحد جہاں بدو محدثین
الحق ہمین امر تصریح کردہ اند و از قبیل متواترات شمردہ وہمی و تردد سے
درین باب بخاطر خود راہ ندادہ اند جس سے معلوم ہوا کہ اصل دعوے
تواتر وفات ام کلثوم و زید بن عمر پر ہے بہ نفس وقوع پر جسکے باعث
روایتیں مذکور ہوئیں گو بطریق لزوم دعوے کر سکتے ہیں کہ جب وفات
ان بیٹے کے دعوے تواتر ہوا تو عقد بھی ضروری ہوا لیکن اصل دعوے
اسی وفات سے متعلق ہے شاہ صاحب نے سند مین اس دعوے کے
حاشیہ پر عبارت نہایۃ الارب نقل کی ہے اور مولوی صاحب نے باوصف
تطویل لاطائل کوئی سند نہیں دی سوائے اسکے کہ عبارت اصابہ
منقولہ مولوی صاحب مین یہ مرقوم ہے ان ابن عمر صلی علی ام کلثوم و ابنہا
زید الخ اور عبارت اسد الغابہ سے یہ نقل کیا ہے و توفیت ام کلثوم
و ابنہا زید فی وقت واحد [illegible] ندارد ہی ہے ام کلثوم

صد ۲۲۰

وزید نے ساتھ وفات کیا امام حسن ؑ یا امام حسین ؑ یا سعید بن ابی وقاص
یا ابو ہریرہ یا عبد اللہ بن عمر یا سعید بن عاص نے نماز جنازہ پڑھی ہے
اسکو سند صحیح سے تعبیر کرین یا متواتر بتائین یا مشہور کہین ہمکو صحت
سے اس واقعہ کے مطلقا گفتگو نہین مگر اس سے حضرت ام کلثوم بنت
جناب امیر ؑ کی کسیطرح تعین نہین ہو سکتے کیونکہ اصل روایات مین صرف
نام ام کلثوم وزید وارد ہے جس سے نہ بالخصوص ام کلثوم بنت علی ؑ
کے تعین ہو سکتی ہے نہ زید کا پیر عمر ہونا اور سابقا ہم ثابت کر چکے ہین
کہ خلیفہ دوم کی دو زوجہ کا نام ام کلثوم تہا ایک ام کلثوم بنت جرول
خزاعی جو ایام جاہلیت سے انکی زوجیت مین رہی اور اوس سے زید
بن عمر پیدا ہوا دوسرے ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط جس سے
بمقام حدیبیہ عقد کیا اور بروایات متواترہ فریقین یہ بھی یقینا اور حتما ثابت
ہو چکا ہے کہ حضرت ام کلثوم بنت جناب امیر ؑ اپنے بھائی امام حسین ؑ
کے ساتھ شریک معرکہ کربلا رہین بلکہ اوسکے بعد بھی زندہ رہین جس سے
بدیہہ عقلیہ معلوم ہوا کہ زید کے ساتھ ان حضرت ام کلثوم علیہا السلام کے بعد
معاویہ نہین وفات کی جو تا بمعرکہ کربلا زندہ رہین بلکہ وہ ام کلثوم بنت جرول
خزاعیہ زوجہ عمر یا در زید تہی رواۃ نے بتدلیس یہ تلبیس بیان کیا اور علمائے
بوجہ اشتراک نام ایک ام کلثوم کا قصہ دوسری ام کلثوم کیطرف منسوب
کر دیا جیسا کہ سابقا بصراحت تمام مع نظایر مذکور ہوا اصل قصہ وفات
ام کلثوم زوجہ زید کے متواتر یا صحیح السند یا مشہور ہونے سے ہرگز کہ جو

تعریف مشہور اور متواتر اصول فقہ کی کتابونمین بیان ہوی ہے اور جسکے شرائط
مقرر ہوے ہین کسیطرح یہان نہین پائے جاتے ہمکو بحث نہین ہے کیونکہ
مقصود ہمارا تحقیق اصل عقد حضرت ام کلثوم علیہا السلام سے اور اولاد
زید کا پیدا ہونا اور ساتھ مرنا ہی جو بخوبی باطل ہوا اور یقیناً ثابت ہوا کہ نہ انکا حق
عمر سے ہوا نہ مادر زید ہوئین نہ ساتھ مرین حالانکہ بفرض محال اگر اہلسنت اسکے
مدعی بھی ہون اور مشہور قرار دین تب بھی کوئی فائدہ نہین کیونکہ خود امام فخر الدین رازی ہانک پکار کر کہتے ہین کہ بیس یا ہزار راوی کے اتفاق کر لینے سے
کسی امر پر نہ تواتر واقعی حاصل ہوتا ہے نہ تواتر معنوی کیونکہ عرف مین
ہرگز مستبعد نہین ہے کہ بیس آدمی کسی دروغ واقعہ پر اتفاق کر لین اور بعبارات
مختلفہ بیان کرین اور تصدیق اس دعوے کی عبداللہ بن زبیر کے
حرکت سے بخوبی ظاہر ہے جیساکہ روضۃ الاحباب مین ہے چون اخبار
برآمد عبداللہ بن زبیر بخانہ مرد از سکان انموضع نزد عایشہ آمد و تا کوا ہے
دادند کہ این آب حواب نیست و لشکر از آب حواب در اول شب
گذشت و گویند کہ این گواہی اول شہادت در دروغے بود کہ در اسلام بوقوع
پیوست پس جب بیس یا ہزار آدمیون کا دروغ واقعہ پر اتفاق کرنا ممکن ہوا
اور عہد صحابہ کبار مین جسکو خیر القرون کہتے ہین بلکہ خود صحابہ کبار روبرو
ام المومنین اس امر شنیع کے مرتکب ہون کہ خفیف خفیف امر پر پچاس
پچاس آدمی جھوٹی گواہی دین تو دو چار یا دس یا پانچ راویون کا اتفاق
کر لینا اس دروغ واقعہ پر کیونکر موجب تعجب ہو سکتا ہے دیکھئے

کما نقل فی فواتح الرحموت شرح مسلم الثبوت وقد نقل فی عبقات الانوار ص ۱۱۲۵ ص ۲۵۸

اہلبیت طاہرین علیہم السلام کا انکار کرنا جواز قیاس سے اور اوسکو
اسمیں جانتا بہ اجماع علمائے امامیہ واتفاق علمائے اہلسنت اسمیں حجت
مشہور و متواتر ہے کہ علامہ عبری قائل ہین کہ حق یہہ ہے کہ اہلبیت
کا مثل باقر و صادق کے انکار کرنا قیاس سے ویسا ہی مشہور ہے
جیسا کہ ابو حنیفہ و شافعی و مالک سے قول بوجوب عمل بر قیاس مشہور ہے
اسنے اور خود مبالغت ان حضرات کی ابو حنیفہ کے قیاس سے حیوۃ الحیوان
اور تاریخ ابن خلکان اور تاریخ یافعی وغیرہ مین بھی مذکور ہے اور اصل
حدیث معاذ جسکو جواز قیاس کی سند قرار دیتے ہین ایسی غلط و باطل ہے
کہ خود علامہ سیوطی مرقاۃ الصعود شرح سنن ابی داود مین جو زقانی سے
ناقل ہین کہ یہہ حدیث باطل ہے لوگ شعبہ سے نقل کرتے ہین بلفظ متا
صغار و کبار مین اس حدیث کو تفحص و تلاش کیا اور بین اہل علم سے ملاقا
ہوئی اونسے بھی دریافت کیا مگر بجز اس طریق کے یعنی جس مین حارث بن
عمر واقل ہے دوسرے طریق سے یہہ روایت نہین پائی جاتی اور یہہ
حارث بن عمرو مجہول ہے اور اصحاب معاذ شہر حمص کے بھی معروف
نہین ہین اور ایسی سند پر اصول شریعت مین اعتماد نہین ہو سکتا اگر
کوئی کہے تمامی فقہا نے اس روایت کو اپنی کتابون مین لکھا ہے اور
اوسپر اعتماد کیا ہے تو کہا جائیگا اس روایت کا یہی طریق ہے اور متاخرین نے متقدمین
کی اسمین تقلید کی اگر اس طریق روایت کے سوا دوسرے طریق سے کوئی روایت
قابل قبول اہل نقل پیش کرینگے تو ہم اونکے قول کیطرف رجوع کرینگے مگر یہہ

مردنکا امکان میں نہیں ہے البتہ انتہے جس سے معلوم ہوا کہ خود ملت
کو بھی ان بیماری حدیث قابل اعتماد دربارہ قیاس نہیں ہے اور خود
فاضل رشید بھی ستہار انکار اہلبیت اطہار کے مقر ہین چنانچہ شوکت عبیہ
مین ہے ہین ستہار انکار بر قیاس و منع آن از ائمہ اطہار در حق قدما
شیعہ مسلم ست رسیدہ در اکثر عامے بود ندالخ با ائمہ بطلان واقعی روایت
قیاس و افترا بر ستہار انکار اہلبیت اطہار علیہم الصلوۃ والسلام من الملک
الغفار فاضل ملتانی نے بھی تنبیہ السفیہ مین بہ نسبت اسکے کہتے ہین و چیز یکہ
کہ کذابین و وضاعین مشتہر میسازند و در حقیقت اصلے ندارد بمجرد ستہار احتجاج
نتوان کرد انتہے و تفصیلہ فی المجلد الاول من ستقصا والافحام لیکن جب
واقعی امور مشہور و متواترین یہ احکام انکے نافذ ہون تو نہ معلوم کہ ہم لوگ
الحق ان روایات موضوعہ و واہیہ عقد کے بارہین جسکی حالت مذکور ہوے
بنظر تسلیم شہرت بطور واقعی کیون نہ کہینگے کہ چیز یکہ است کہ کذابین و وضاعین
مشتہر میسازند و در حقیقت اصلے ندارد پس بمجرد ستہار احتجاج نتوان کرد
سبحان اللہ نسبت شیعون کی جناب امیر علا اور اہلبیت طاہرین علیہم السلام
کیطرف کس درجہ یقینی اور متواتر ہے کہ خود حضرات اہلسنت بھی بالاتفاق لکھتے ہین
حتے کہ اسی جرم پر شیعے مورد طعن ہوتے ہین جیسا کہ کلام عضدی و دوانی
و مولوی عبد الحلیم سابقا مذکور ہوا! انیمہ صاحب رجوم الشیاطین اس
تواتر کو مفید علم قطعی نہین جانتے چنانچہ کہتے ہین اگر ہین تواتر کہ منحصر در جماعت
خاص باشد بغرض من الاغراض ہرگز مفید علم قطعی نیست چہ جاے کہ

اور بدیہیات باشد وجواز بہ فی معین الدہر کا دقائق لیس ہے اسے اسکے
اعتراض کے لیے جہوٹہ اور غلط اخبار متواتر کرنا اور اسکو مشہور کرنا ممکن ہے
تو اگر نفیض محال پر روایات عقد ابنت کے متواتر ہیں ایسا ہی مشہور
متواتر ہون جیسا کہ انتساب شیعہ اہلبیت کیطرف یقینا و واقعا مشہور
تو بھی بوجہ انحصار اوسکی جماعت کاذبین پر دریں حالتین آخرین میں بعوض
من الاعتراض مفید علم قطعی نہیں ہوسکتا چہ جائیکہ شہرت اسکی عشر عشیر شہرت
شیخ کبرا برہی ہو چنانچہ فی الواقع ایسا ہی ہے پس صاحبان عقل ادراک ایسی لغویات
اور خرفات کو کیونکر قبول کرسکتے ہین پس الحمد للہ کہ تقریر وافی وکافی ان روایات کا بشہ
تسلیم شہرت بھی غیر مفید علم ہونا ثابت ہوا اگر بنا بر احتمال اول اشتباہ رواۃ اور خطاے
علما کے قایل ہون تو بھی عدم وقوع عقد مسلم ہوگا چنانچہ اسباب اشتباہ و دلائل و قرائن
و شواہد نظایر اوسکی سابقا مذکور ہوے کہ بڑے بڑے علماء محتشمین چہ فقہاء چہ محدثین و چہ مورخین
بوجہ متکلمین سیکڑون اغلاط مین ایسا مبتلا ہوے کہ اپنے دہوکہ ہونکی بدولت روایات صحیحہ کو باطل کرینگے
چنانچہ قصہ وفات ام رومان اور نسبت متعطف امام مالک کے اور اعتماد کرنا شامی فقہا کا
روایت باطل جواز قیاس پر سابقا مذکور ہوا پس بعض فقہا کا ان
روایات موت ام کلثوم و زید بن عمر سے جناب ام کلثوم علیہا السلام
کو سمجھ لینا اور سارے واقعی کو ادہر منسوب کرنا اسی قبیل سے ہوگا
اور اگر بنا بر احتمال ثانی فی وضعیت روایات اور وضاعی رواۃ کے قایل ہون
تو بھی عدم وقوع عقد مسلم ہوگا چنانچہ دلائل و قرائن و شواہد اور نظایر اسکی
اور احوال شہرت و تواتر ابھی مذکور ہوے جس سے بطور حتم و یقین

ثابت ہوا کہ یہ قصہ عقد حضرت ام کلثوم علیہ السلام کا محض غلط اور موضوع
اور باطل اور تہمت اور افترا ہے نہ خلیفہ نے خطبہ کیا نہ عقد ہوا نہ دیدہ ہوا
نہ بعد معاویہ وفات کیا وغیرہ وغیرہ واضع اول نے اصل خطا ام کلثوم
بنت ابوبکر کے قصہ کو کچھ تبدیل و تغیر کر کے بعرض اصلاح خرافت طبیعت
حضرت ام کلثوم علیہا السلام کیطرف منسوب کیا مابعد والی راویوں اور
ناملوں نے بالعمد یا بلا عمد زید وام کلثوم کے اصلی حالات کو اور ہی منسوب
کر دیا اور متاخرین نے اپنے متقدمین کی تقلید کر لی تحقیق امر واقعے
نہ کی از نجاست کہ حالات صدر اول کے غور کرنے سے کوئی نشان
اور اصلیت اس قصہ کی مطلقاً معلوم نہیں ہوتی بلکہ خلاف اسکے
ثابت ہوتا ہے چنانچہ بعض حالات کیطرف اجمالاً اشارہ کیا جاتا ہے
اول یہ کہ جب خلیفہ دوم پر ابو لولو کا وار کاری لگا تو عبید اللہ بن عباس سے
کہا کہ کیا یہ امر تم لوگوں کے مشورہ سے تھا ابن عباس نے انکار کیا جس سے
معلوم ہوا کہ خلیفہ صاحب بنی ہاشم کو کسیطرح سے اپنا دشمن سمجھتے تھے
پس اگر یہ نکاح ہوا ہوتا تو کسیطرح خلیفہ صاحب ایسی تہمت نہ لگاتے
نہ ایسا خیال دوسرا تیسرا دوسرے یہ کہ جب خلیفہ دوم نے وقت موت
اضطراب و قلق و بیچینی شروع کی تو بروایت بخاری وغیرہ حضرت ابن عباس
نے یوں تسکین دینا شروع کیا کہ تم صحبت رسول میں رہے اور حضرت
راضی گئے ابوبکر سے صحبت رہی وہ بھی راضی گئے اور لوگوں کے
ساتھ بھی اچھا سلوک کرتے رہے پھر کیوں جزع کرتے ہو اوپر خلیفہ نے

ص ۲۱۲
از اول تا ختما

کہا کہ جو کچھ ہمکو خوف والم ہے وہ سب بدولت تمہارے اور تمہارے
اصحاب کے ہے انتہے اسیطرح اور لوگون کے فہمانشین ہی مرقوم ہین
مگر یہہ کسینے نہ کہا کہ اب کیا جزع وفزع کرتے ہو کہ ان سب فضایل ومناقب
وصحبت نبوی کے ساتہ رسول سے تمکو ایسی قرابت قریبہ اور ایسا وسیلہ
حاصل ہے کہ خود حضرت نے فرمایا سب حسب ونسب بروز قیامت
منقطع ہونگے مگر سبب ونسب جسکو بقول اہلسنت خلیفہ نے اپنی نجات
کے لیے اسدرجہ کا عروۃ الوثقے جانا کہ بمقابلہ اسکے تمامی فضایل
ومناقب کو ہیچ وپوچ سمجہا پس اگر کچہ بہی اس واقعہ کے اصلیت ہوتے
تو ممکن نہ تہا کہ صحابہ ایسے بزرگ فضیلت کو وقت تسلیمن جزع وفزع
خلیفہ نہ پیش کرتے اور اس نعمت عظمی سے اونکی تسلی وتشفی نہ کرتے
کیونکہ کوی عاقل نہین مان سکتا کہ جس فضیلت کو خلیفہ صاحب یہ عظمت
سمجہین صحابہ کبار اوسکو عدل خلیفہ وصحبت رسول وصحبت ابوبکر کے
برابر بہی نہ جانین کہ ایسے وقت نازک مین اوسکا اظہار کرتے حالانکہ
عقلا ونقلا مسلم ہے کہ ایسے جانکاہ وقت مین کہ مومنین کو رحمت
خدا کا مشاہدہ ہوتا ہے اور فساق اور فجار کو غضب جبار وقہار کا
سامنا پس ایسی حالت مین قاعدہ مقررہ ہے کہ وہ باتین تسکین بخش
ذکر کرتے جس سے نہایت درجہ کا اطمینان اور پوری تسکین حاصل ہو اور
پلے سرے کے فضایل وبزرگیان بیان کرتے ہین کہ دل قوی
اور مسرور وخوش رہے چنانچہ دیکہئے بنابر مزعوم اہلسنت نے بی عائشہ

مشتہی الارب

کہ وقت موت حضرت ابن عباس کے اونہین فضائل و مناقب سے تسلی
اور تشفی دی جو انتہا درجہ کے فضایل سے انکو تھے چنانچہ صحیح بخاری سے
منتہے الکلام مین منقول ہے کہ قبل موت عایشہ ابن عباس آئے اوحیریت
مزاج پوچھی اسکے بعد کہا تم بخیر ہو انشاء اللہ کیونکہ زوجہ رسول ہو اور سوا
تمہارے کسی باکرہ سے رسول نے نکاح نہین کیا اور تمہارا عذر آسمان سے
نازل ہوا الخ اور ظاہر ہے کہ یہ اوصاف فضائل عالیہ بی بی عایشہ کے
مذکور ہوتے ہین اور ایسا کوئی وصف انمین نہ تھا پس اگر خلیفہ کا عقد ہوا
ہوتا تو اسوقت یہ امر پہلی دن کلمات تشفی سمات مین پیش کرتے جس سے
بڑہ کر کوئی فضیلت نہ تھی حالانکہ کسی نے بجز صحبت رسول و ابوبکر و عدالت
جو منتہاے فضیلت خلیفہ مین مذکور ہوتے ہین اس امر کو نہ بیان کیا
جس سے معلوم ہوا کہ اسکی کچھ اصلیت نہین ہے ورنہ ایسے وقت نازک
مین ضرور ذکر کرتے تیسرے یہ کہ بجواب ابن عباس خلیفہ صاحب یہ
نہ فرماتے کہ میری بیچینی و اضطراب سب تمہاری بدولت اور تمہارے
اصحاب کے سبب سے ہے کیونکہ جب اسدرجہ محبت و موافقت تھی تو قول
اہلسنت تو پیرانکے سبب سے خوف عذاب کیون ہوتا جو کہا قسم بخدا
اگر تمامی روے زمین طلا ہو جاتا تو قبل مشاہدہ عذاب خدا اوسکو تصدق
کرتا چوتھی یہ کہ اگر واقعی یہہ عقد ہوا ہوتا تو کچھ تو خلیفہ صاحب جناب امیر
کی خلافت مین سعی کرتے جیسا کہ عبدالرحمن بن عوف نے عثمان کے
لیے سعی کی لاقل حرمان کی تو سعی نہ کی ہوتی جیسا کہ ذوالفقار حیدر جلد ثانی

مین مفصلاً لکھ چکا ہون پانچوین یہکہ نواصب جنکو محبت شیخین سے
اور عداوت اہلبیت طاہرین سے باقرار اہلسنّت انسے زیادہ ہے
وہ بھی اس امر غلط کا ادعا نہین کرتے چنانچہ شاہ صاحب نے جو اقوال ونکے
نقل کیے ہین اونسے بخوبی اسکی تصدیق ہوتی ہے کیونکہ حاشیہ تحفہ مین ص۶۹۱
فرماتے ہین بدان وفقک اللہ کہ تزوج حضرت زہرا با ثلثہ و مردان
فضیلتے ست کہ مختص باو ست و نواصب گفتہ اند کہ رسول دو دختران
داد و فرمود مرا امر کردہ اند بہ تزویج ہمہ را بعثمان میدہم یکے پس دیگرے
پس عثمان افضل باشد در جواب از علی و تخصیص این فضیلت بہ علے
روا نبود و نیز گفتہ کہ رسول دو دختر را بعثمان گرفت پس ہر چہار اصہار باشد
و فضیلت مصاہرت بدو مختص نباشد اہلسنت جواب گفتہ اند کہ حضرت
زہرا از جملہ دختران بزرگتر و در مرتبہ و محبوب تر بود نزد پدر دیگر انکہ حضرت زہرا
اولاد گذاشت و پس از پدر زندہ ماند پس مصاہرت نصب بہ اقوی بود
از انچہ نسبت غیر وے بود نواصب درین سخن قدح کردہ اند کہ بزرگے
زہرا مقابل زیادتی منکوحات عثمان ست چہ آن دو بودند ضعیفان
یعنی بان قوی یا اولاد گذاشتن و پس از پدر زندہ ماندن در امر میراث شوہر
و آن نزد شما باطل ست و در اصل مصاہرت مردن منکوحہ ضرر نمی کند
چہ بعد از وفات حضرت زہرا حضرت علی را معزول نمی نمیدند نیز خود
روایت کردہ اید کہ کل صہر و نسب ینقطع یوم القیامۃ الا صہر لی و نسبی
پس عثمان و علی ہر دو برابر اند و انکہ منکوحات ایشان مردند در روز قیامت

خود منکر حالات ایشان ہوا انکی تعریف و تحسین پر مشتمل مرزا صاحب کی
جس سے بخوبی معلوم ہوا کہ نواصب نے شیخین کو حضرت کا بنایا
یکدیگر داماد حضرت کا قرار دیا ہو پس کریہ نقل ہوتا تو عمر کو بھی داماد
رسول دونو قرار دیتے جیسا کہ عثمان کو اسوجہ سے کہ دو بیٹیاں بیاہی تھیں
جناب میرے افضل کہتے ہیں حالانکہ اس روایت کی کل مصر و لسنیہ
کو بھی لکھتے ہیں معذلک اس شرف دامادی رسول میں جناب امیر اور
عثمان ہی کو داخل کرتے ہیں نہ عمر کو بلکہ عمر و ابوبکر کو صرف صحابی جانتے ہیں
پس بالیقین معلوم ہوا کہ نواصب ہی اسکے مدعی نہیں ہیں کہ یہ عقد واقع
ہوا اور صحیح ہے وہ کیونکر مدعی ہوں ایسے امر کذب کے کہ بقول اہلسنت
وہ لوگ پابند راستی و صدق مقال ہیں پس جیسا اس تقریر سے عدم وقوع
عقد مسلم ہوا ویسا ہی اہلسنت کا نواصب سے زیادہ مقری اور دروغگو
اور وضاع ہونا بلکہ زیادہ دشمن اہلبیت ہونا بھی ظاہر ہوا کہ باوصف
عدم ادعاے نواصب اہلسنت الیسر امر لغو کے مدعی ہیں اور بے محابا
کذب و افترا کے مرتکب ہوتے ہیں اور خوف خدا و رسول نہیں ہوتا پس
درمیان نواصب و اہلسنت وہی فرق ٹھہرا جو درمیان کافر و منافق
کے ہے جسکے بارہ میں پروردگار عالم یہ شہادت ادا کرتا ہے واللہ یشہد
یشہد ان المنافقون لکاذبون واضح رہے کہ شاہ صاحب کے اعتراضات
خوارج و نواصب کو بڑے استحکام اور مضبوطی سے بیان کیا ہے
ایک اعتراض کا تو ٹوٹا پھوٹا کچھ جواب بھی دیا جس سے خود اس جواب کا

ضعف ظاہر ہے اور اعتراض کا بالکل جواب ہے نہ یا جس سے
تسلیم کرنا اور اس اعتراض کا اور لاجواب ہونا اہلسنت کا ظاہر ہے کیونکہ بیان
کے سوال و جواب سے مشروط نہیں ہے لہذا اسکا جواب نہیں دیتے مگر
اتنا کہ دیتے ہیں کہ بنا بر تسلیم عثمان کے متابعت یا موافقت جناب امیرؑ
کے ساتھ اور قرائن بنوی میں محض لغو ہے کیونکہ عثمان کی مثال فرعون
اتنجاص ہو سکتے ہیں جو بقول اہلسنت داماد رسول تھے اور اون کے
ازواج نے رو برو سے آنحضرت وفات کی یا طلاق پائی مثل ابو العاص
شوہر زینب و عتبہ و عتیبہ شوہران سابق رقیہ و ام کلثوم جنکی طلاق کو بعد عثمان
اونمیں دختروں کا عقد ہوا بلکہ وہ تینوں باعتبار شرف تقدم حضرت عثمان سے
اشرف ہوئے اور شیخین کا صہر رسول ہونا ویسا ہی ہے جیسا کہ کفار
مرد گان کے سوا تندو شین ابو سفیان کو یہ شرف ملا اور رسول کا سسر ہونا
خلیفہ دوم مثل خلیفہ اول سسر ہی رہے داماد نہوئے اور اگر عقد اونکا حضرت
ام کلثوم علیہا السلام سے عیاذاً باللہ ہوا ہوتا تو وہ بھی داماد رسول کہلاتے
جیسا کہ عثمان کہے گئے بلکہ اونکی دامادی عثمان سے افضل ہوتی پس
اس سے بھی معلوم ہوا کہ ہرگز نہ یہ عقد واقع ہوا نہ اسکی کچھ اصلیت ہے
بہرکیف ان روایات عقد کے موضوع اور باطل اور افترا و تہمت ہونے میں عقلاً و
نقلاً و سنداً و متناً کوئی حالت منتظرہ باقی نہ رہے اور ان راویوں کے
کذاب و وضاع و دجال مفتری غیر ثقہ ہونے میں ذرا شک و شبہہ
نہ رہا اور اہلسنت کے بدتر از نواصب و خوارج ہونے میں تامل کی گنجائش نہیں

فاقصم الحق والحق یعلو ولا یعلی والسلام علی من اتبع الھدیٰ

# خاتمہ

باقی رہا یہ امر کہ بچہ جناب ام کلثوم بنت جناب امیر علیہ السلام کا عقد کس سے ہوا اور اونکا شوہر کون تھا پس یہ امر حسب روایات فریقین ثابت ہے کہ بسطرح سائر بنات جناب امیرؑ کا عقد اپنے ہی خاندان بنی ہاشم میں اولاد حضرت عقیل و جعفر وغیرہ سے ہوا گو وہ کل سٹیان دختر جناب سیدہ سلام اللہ علیہا بتین واسطے عقد حضرت ام کلثوم کا اپنے ہی خاندان میں حضرت محمد بن جعفر طیار کے ساتھ ہوا فقط اختلاف تھا تو اسمیں کہ آیا عمر کے ساتھ عقد ہوا یا نہیں جسکو ہمنے بخوبی ثابت کیا کہ یہ کہ خلیفہ دوم سے عقد نہیں ہوا اور اوسکے ساتھ یہ بیان اہلسنت بھی باطل ہوا کہ بعد عمر عون بن جعفر سے بجبر جناب امیرؑ عقد ہوا کیونکہ بالاتفاق علماء اہلسنت کا بیان ہے کہ عون بن جعفر نے عہد خلافت عمر میں بجنگ تستر شہادت پائی پھر وہ زندہ کہان تھے جو بعد عمر اونسے عقد ہوتا تو یہ ممکن ہے کہ پہلے عون سے عقد ہوا ہو تب محمد بن جعفر سے مگر خلاف عقل ہے کہ محمد کے ہوتے اونکو چھوڑ کر عون سے کیون ہونے لگا یا ائمہ عمر سے عقد ہونا بطرح محال ٹھہرا اور اسکے ساتھ یہ دعوے بھی زیادہ تر غلط ہوا کہ بعد عمر محمد بن جعفر سے عقد ہوا بعد اونکے عون بن جعفر سے کیونکہ شہادت عون مقدم ہے وفات محمد بن جعفر پر بلکہ قتل عمر پر از نجاست کہ جن جن علماء نے بالاتفاق بذریعہ روایات بیان کیا ہے کہ بعد محمد یا قبل از محمد عون سے عقد ہوا جہان ذکر وفات عون لکھا ہے مطلقا عقد وغیرہ کو نہین لکھا بلکہ بھی بیان کیا کہ بجنگ تستر عہد عمر مین لاولد انتقال کیا جیسا کہ سابقا عبارات

اصابہ واستیعاب مذکور ہوے مگر شیخ عبدالحق صاحب جنکو لقب محقق ہوا ہے
ملا ہے سبکے خلاف بلا سند کسی کتاب وغیرہ کی رہبری سے ناقل ہین کہ بعد
عمر عون سے عقد ہوا اور اون سے ایک لڑکی پیدا ہوئی بعد عون کے
عبداللہ سے عقد ہوا ان محقق صاحب نے محمد کو ایک دم غائب کر دیا اور جناب
تاریخ خمیس وسی رہبری سے بالکل خلاف اونکے ناقل ہین کہ بعد عمر عون
سے عقد ہوا اور کوئی لڑکا نہین ہوا بعد عون محمد سے عقد ہوا اونسے
ایک لڑکی ہوئی بعد محمد عبداللہ سے عقد ہوا اور اونسے کوئی اولاد نہین ہوئی
اونہین کی زوجیت مین وفات کی انہین اختلاف سے انکی تحقیقات کا حال بخوبی
معلوم ہوتا ہے اور اسیکے ساتھ یہ بیان بھی ہے جو تمامی روایات مین مذکور ہے
کہ بعد محمد وعون عبداللہ بن جعفر سے عقد ہوا بلکہ بقول مولوی حیدر علی
خود جناب امیرؑ نے یہ عقد کیا غلط ہے کیونکہ عبداللہ بن جعفر شوہر حضرت
زینبؑ علیہا السلام تھے پھر باوصف موجودگی اونکے یہ عقد جس سے جمع بین
الاختین لازم آوے کیونکر ممکن ہے پس یہ کل بیانات ان روایات کے
غلط ٹھہرے اور صحیح یہی قرار پایا کہ عقد حضرت ام کلثومؑ علیہا السلام کا محمد بن
جعفر سے ہوا چنانچہ یہ امر استیعاب اصابہ تاریخ خمیس اسد الغابہ سر الشرف
شاہ ولی اللہ ازالۃ الخفا تعین مولوی حیدر علی وغیرہ مین مرقوم ہے مگر اون
معلات کے سات جسکو ہم باطل کر چکے لیکن عبارت استیعاب و اصابہ
البتہ تعین محمد بن جعفر کے بخوبی ظاہر ہے چنانچہ عبارت اصابہ ہے
کہ محمد بن جعفر بن ابیطالب بن عبدالمطلب بن ہاشم ہاشمی برادر عبداللہ

وعون بن جعفر وغیرہ نے انکو صحابہ مین ذکر کیا ہے دار قطنی نے کہا بمقام
حبشہ پیدا ہوے اور ابن مندہ وغیرہ نے کہا کہ عہد نبی مین اونکی ولادت
ہوی اور ابو عمر نے کہا کہ کنیت اونکی ابو القاسم ہے انمین کا عقد حضرت
ام کلثوم بنت جناب امیر سے بعد عمر ہوا الخ عبارت سے بخوبی تعیین و انحصار
عقد محمد کے ساتھ ظاہر ہوا اور چونکہ جملہ اخیرہ یعنی بعد بیعت عمر غلط ہے جیسا کہ
مذکور ہوا پس صحیح یہی قرار پایا کہ عقد حضرت ام کلثوم کا صرف محمد بن جعفر سے
ہوا نہ عمر سے نہ عون سے نہ عبد اللہ سے اور ازانجا کہ سب تصریحات
علماے اہلسنت ہمسن و ہمعمر ہونا جناب زینب و عبد اللہ بن جعفر کا و جناب
ام کلثوم و محمد بن جعفر کا اور زیادہ تفاوت سنی ہونا درمیان ہر دو خواہر کے
مسلم ہے پس نہایت قرین قیاس بلکہ مطابق واقع ہے کہ عقد ہر دو
خواہر کا بزمانہ واحد ہوا جو مقدم ہے اوس زمانہ سے جسمین خطبہ خلیفہ دوم
وغیرہ بیان کرتی ہین جیسا کہ مفاد تمامی ان روایات کا ہے اور تایید
اس امر کی اون روایات سے بھی ہوتی ہے جسمین دربارہ تعجیل نکاح دختران
میانمک تاکید کی گئی ہے کہ بلوغ اونکا اپنے شوہرون کے گھر ہو کیونکہ
ظاہر ہے کل مکارم اخلاق کے منبع اور اصول کرم حضرات اہلبیت
طاہرین ہین پس کب ممکن ہے کہ خود جناب امیر نے تاخیر کی ہو اور اتنی
مہلت دی ہو خصوصًا در صورتیکہ ہر دو خواہر ہمسن ہون اور اس عسرت
کے ساتھ گھر ہی مین بیٹھی رہین جنکی پرورش جناب امیر علیہ السلام ہی سے
متعلق ہو بیاہ دیا ہو کہ وہ دونون خود ہی ہمسن اور ازواج بھی ہمعمر ہمسن ہون

اور ضرورت امور رفت بھی شنیدہ ہونا بوجہ اسکے کہ اسمانبت عمیس ما در حضرت
عبداللہ و محمد و عون فرزندان جعفر جناب امیر ع کی زوجیت میں بعد فوت
رہتے تھے اور پردہ شرعی بالغ وعائق اسکا تھا پس ایسی صورت میں
عموماً عقد میں تعجیل کیجاتی ہے اگرچہ احد الزوجین صغیر ہوں چہ جائیکہ
بلوغ شرعی پر پہنچ بھی گئے ہوں چنانچہ جناب رسالتمآب نے بھی رقیہ
و ام کلثوم کا عقد ساتھ کیا تھا پس اس سے بھی معلوم ہوا کہ عقد
حضرت زینب و ام کلثوم کا زمانہ خلافت خلیفہ اول ہی میں انجام پا گیا تھا
اور وفات محمد بن جعفر جنگ صفین کے بعد ہوئی چنانچہ اصابہ میں ہے
کہ محمد بن جعفر جناب امیر علیہ السلام کے ساتھ شریک معرکہ صفین رہے
عبیداللہ بن عمر معاویہ کیطرف سے اور محمد بن جعفر جناب امیر ع کیطرف سے
میدانمیں لڑنے گئے دونوں میں لڑائی ہوئی ایک نے دوسرے کو
مارڈالا اور دونوں وہیں قتل ہوئے اور بعض کا بیان ہے کہ محمد بن
جعفر محمد بن ابی بکر کے ساتھ مصر میں تھے اور بعد شہادت محمد بن ابی بکر
مخفی ہوئے اور وہاں سے فلسطین گئے اور ایک شخص نے انکو
اپنی رشتہ داروں سے حفاظت کی اور معاویہ کے ظلم و ستم سے
نجات دی اور یہی امر محقق ہے اسنتے عبارۃ الاصابہ بہرکیف بعد وفات
محمد بن جعفر حضرت ام کلثوم یقیناً معرکہ کربلا تک زندہ رہیں اور یہ کسی
سے عقد نہیں ہوا کیونکہ سابقاً اہلسنت کی روایات کا یہ بیان کہ بعد
محمد عقد انکا عبداللہ سے ہوا غلط ہو چکا ہے اور سوائے عبداللہ

اہلسنت کے یہان بھی کہیں نام نہیں ہے پس معلوم ہوا کہ یہی امر
صحیح ہے اور دعوائے عقد ثالث و رابع مثل دعوائے عقد عمر محض
غلط و افترا ہے باقی رہی وفات حضرت ام کلثوم پس اہلسنت کی تین
تین قول ہین ایک یہہ کہ قبل عبداللہ وفات کیا دوسرے یہ کہ بعد عبداللہ
تیسرا وہی وہی قول ہے کہ عہد معاویہ مین زید کے ساتہ وفات کیا
جسکا بطلان سابقا مذکور ہوا کہ وہ دوسرے ام کلثوم بنت جرول
خزاعی زوجہ عمر و زید ہے کہ بجہت اشتراک نام ایک ام کلثوم کا نام
دوسرے ام کلثوم کیطرف منسوب ہوا اور اصل یہی ہے کہ وفات حضرت
ام کلثوم و حضرت زینب علیہا السلام بعد معاودت مدینہ از کربلا و شام
واقع ہوی کہ دونو معظمہ نے اپنے بہائی سید الشہدا روحی لہ الفدا کی مصیبت
مین رو رو کر جان دی اور چونکہ وفات دون دونون معظمہ کے اور عبداللہ
بن جعفر کے کہ ستہ ہی قریب زمانہ مین ہوی کسینے پہلے عبداللہ کہا کسینے
بعد عبداللہ کہا لاجرم متشاون قائلین اور ناقلین کا تعیین کرنا زنا
کا تہا گر زنا واقعون نے بوجہ اپنی غلط فہمی کے اسی قریب وفات سہا انکی
زوجیت کے قایل ہوے هذا ما یتیسر لی فی هذا المقام و بفضل الله المتفضل
المنعام و لا غرو انکم ترث الاوائل للاواخر و للارض نصیب من کاس
الکرام و الحمد لله اولا و اخرا و الصلوة علی نبیه و اهل بیته
الطاهرین ملتقا قبت اللیالی و الایام

اعلان — یہ کتاب خاص مذہب شیعہ کی ہے اہلسنت مذاسے دیکھین نہ خرید کر